# کامیاب ماں

مُصنِّفہ

ہمشیرہ محمد صدیق احمد عطاری

مدرسہ جامعۃ المدینہ للبنات


Marfat.com

# کامیاب ماں

مُصنّفہ:

ہمشیرہ محمد صدیق احمد عطاری

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ۔لاہور

Ph: 042-37248657- 37300642

Email:zaviapublishers@gmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2014ء

بار اول............500

ہدیہ............۲۰۰

ناشر............نجابت علی تارڑ

**﴿لیگل ایڈوائزرز﴾**

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

**﴿ملنے کے پتے﴾**

زاویہ پبلشرز

شوروم ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37248657 042-37249558
Email: zaviapublishers@gmail.com

| | |
|---|---|
| مکتبہ برکات المدینہ، کراچی | 021-34219324 |
| مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی | 021-32216464 |
| احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5558320 |
| اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5536111 |
| مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد | 022-2780547 |
| مکتبہ مہتنویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بہاول پور | 0301-7728754 |
| نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان | 0321-7387299 |
| مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف | 0301-7241723 |
| مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ | 0321-7083119 |
| اقرا بک سیلرز، فیصل آباد | 041-2626250 |
| مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد | 041-2631204 |
| مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد | 0333-7413467 |
| مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد | 0321-3025510 |
| مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی | 0312-2769569 |
| رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات | 0300-6203667 |
| مکتبہ فریدیہ، ہائی سٹریٹ ساہیوال | 040-4226812 |

Marfat.com

# انتساب

میری پیاری ماں اُم المؤمنین سیدہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا

کی مقدس بارگاہ میں

جو محدثہ، مفسرہ، محققہ فقیہہ تھیں

جو میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

بہت محبوب تھیں

اے کاش! میری پیاری ماں اُس بارگاہِ محترم میں اس ناچیز کی سفارش فرمادیں اور اس کو بھی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت نصیب ہوجائے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

کنیزِ درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمشیرہ محمد صدیق احمد قادری

۳/ ذی الحجہ، بروز بدھ

خادمہ جامعۃ المدینہ للبنات

Marfat.com

۷۸۶
۹۲
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

# مجلس برائے تفتیش کتب

تاریخ: یکم شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ　　　　حوالہ: ۰۵۵

## تصدیق نامہ

الحمدللہ عزوجل تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"کامیاب ماں"

پر **المدینۃ العلمیۃ** کے ماتحت، مجلسِ تفتیش کتب ورسائل کی جانب سے حتی الامکان احتیاط وتوجہ کے ساتھ نظرِ ثانی کی گئی ہے۔ مجلس نے اس کتاب کو عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

پی او بکس: ۱۸۷۵۲
المدینۃ العلمیۃ
کراچی، پاکستان

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| ✿ | تمہید | 13 |
| ✿ | قرآن مجید سے ماں کے حقوق کی تاکید | 14 |
| ✿ | احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ماں کے حقوق کی تاکید | 15 |
| ✿ | ماں کے نافرمان کے لیے وعید | 17 |
| ✿ | شکرادا کرے | 19 |
| ✿ | نماز کی پابندی کرے | 21 |
| ✿ | ہر گناہ سے بچے | 23 |
| ✿ | جھوٹ، غیبت، چغلی، بدکلامی سے بچئے | 24 |
| ✿ | غیبت | 24 |
| ✿ | غیبت سے بچنے کا نسخہ | 26 |
| ✿ | جھوٹ | 27 |
| ✿ | چغلی | 28 |
| ✿ | لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے | 30 |
| ✿ | غصہ سے بچیں | 31 |
| ✿ | خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے | 33 |

| | | |
|---|---|---|
| ✿ | ٹی وی وغیرہ دیکھنے سے بچئے | 35 |
| ✿ | بے پردگی سے بچئے | 37 |
| ✿ | تلاوتِ قرآنِ پاک کا اہتمام کرے | 39 |
| ✿ | اپنے سینے میں عشقِ مصطفیٰ پیدا کرے | 41 |
| ✿ | سنتوں پر عمل کرے | 43 |
| ✿ | صدقہ وخیرات کرے | 44 |
| ✿ | گنبد خضریٰ کی تصویر لگائیے | 46 |
| ✿ | خطرناک غلطی | 46 |
| ✿ | اچھی نیت کرے | 47 |
| ✿ | دعاؤں کی کثرت کرے | 49 |
| ✿ | بچے کے کان میں اذان دینا | 50 |
| ✿ | مسئلہ | 51 |
| ✿ | حکمتِ اذان | 51 |
| ✿ | اذان دینے کا طریقہ | 53 |
| ✿ | تحنیک | 53 |
| ✿ | حکمت | 55 |
| ✿ | بچے کا سر منڈوانا اور اس کے عوض چاندی صدقہ کرنا | 57 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ✿ | فائدہ | 59 |
| ✿ | عقیقہ | 59 |
| ✿ | عقیقے کی شرعی حیثیت | 61 |
| ✿ | خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عقیقہ | 61 |
| ✿ | حسنین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ | 62 |
| ✿ | عقیقے کا جانور | 62 |
| ✿ | عقیقہ کب کیا جائے نیز اس کی حکمت | 62 |
| ✿ | عقیقے کے جانور کے شرعی مسائل | 65 |
| ✿ | عقیقے کا گوشت بانٹنے کا مستحب طریقہ | 66 |
| ✿ | ختنہ | 66 |
| ✿ | ختنے کا وقت | 67 |
| ✿ | بچے کا اچھا نام رکھنا | 67 |
| ✿ | انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھنا | 69 |
| ✿ | آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر نام رکھنا | 71 |
| ✿ | "محمد" نام رکھنے کی فضیلت | 72 |
| ✿ | ممنوع نام | 74 |
| ✿ | برے ناموں کو اچھے نام سے بدلنا | 75 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ✿ | اچھے نام رکھنے کی اہمیت | 77 |
| ✿ | دودھ پلانا | 79 |
| ✿ | دودھ پلانے والی کیسی ہو | 80 |
| ✿ | بچے کو دودھ پلانے کا طریقہ | 81 |
| ✿ | لوری | 82 |
| ✿ | بچے کو پیشاب/ پاخانے کے وقت قبلہ رخ نہ کریں | 83 |
| ✿ | لباس | 83 |
| ✿ | جاندار کی تصویر کے لباس نہ پہنائیں | 85 |
| ✿ | سادہ لباس پہنائیں | 86 |
| ✿ | بچے اور بچی کے لباس میں تمیز | 87 |
| ✿ | بچی کے لباس میں احتیاط | 87 |
| ✿ | لباس سنت کے مطابق پہنیں | 88 |
| ✿ | سب سے پہلے لا الہ الا اللہ کہلوائے | 89 |
| ✿ | جن وغیرہ سے نہ ڈرائیں | 91 |
| ✿ | بچوں سے رحمت وشفقت | 94 |
| ✿ | بچے سے بے جالاڈ پیار نہ کرے | 99 |
| ✿ | رعب میں رکھیں | 100 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ✿ | ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے | 102 |
| ✿ | بچے کے احساسات کا خیال رکھیں | 104 |
| ✿ | بچوں کو خوش رکھا جائے | 105 |
| ✿ | اچھے کام پر تعریف کریں | 106 |
| ✿ | مساویانہ سلوک کرے | 107 |
| ✿ | ماں بچے کو وقت دے | 111 |
| ✿ | کھیل کود | 114 |
| ✿ | خودداری اور خود اعتمادی | 117 |
| ✿ | بچے کو کاہل نہ بنائے | 119 |
| ✿ | کسی سے کچھ مانگنے نہ دیا جائے | 120 |
| ✿ | ٹی وی وغیرہ سے بچانا | 124 |
| ✿ | گھریلو اختلاف سے پرہیز | 129 |
| ✿ | بچے کو جھوٹ سے نہ بہلائیں | 132 |
| ✿ | بچے کو ادب سکھائیں | 135 |
| ✿ | کھانے کے آداب | 137 |
| ✿ | ہاتھ دھونا | 138 |
| ✿ | کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا | 138 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ✿ | دائیں ہاتھ سے کھانا | 139 |
| ✿ | ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت | 139 |
| ✿ | کھاتے وقت بات چیت کر لینا جائز ہے | 140 |
| ✿ | جوتے اتارنے کا حکم | 140 |
| ✿ | اپنے سامنے سے کھانا | 140 |
| ✿ | سالن کو برتن کے کنارے سے کھانا | 141 |
| ✿ | نیا پھل/میوہ بچے کو دے | 141 |
| ✿ | زیادہ کھانا کھانے کی ممانعت | 142 |
| ✿ | اچھے کھانے کا عادی نہ بنائیں | 142 |
| ✿ | سلام | 142 |
| ✿ | گفتگو کے آداب | 145 |
| ✿ | سونے کے آداب | 147 |
| ✿ | مجلس کے آداب | 149 |
| ✿ | نماز کی تلقین کرے | 150 |
| ✿ | قرآن کی تعلیم دلائے | 152 |
| ✿ | دینی تعلیم دے | 159 |
| ✿ | روزہ رکھنے کی عادت ڈلوائے | 166 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ✿ | دینی جذبہ بیدار کرے | 167 |
| ✿ | عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | 171 |
| ✿ | صحابہ کرام کے واقعات سنائے | 172 |
| ✿ | شجاعت پیدا کرے | 174 |
| ✿ | بری صحبت سے بچائے | 175 |
| ✿ | اچھا ماحول فراہم کرے | 178 |
| ✿ | اچھی کتابوں کے مطالعے کا عادی بنائیں | 179 |
| ✿ | غصہ کرنے سے بچائے | 180 |
| ✿ | حسد کرنے سے بچائے | 183 |
| ✿ | اللہ عزوجل کا خوف پیدا کرے | 185 |
| ✿ | توکل علی اللہ | 186 |
| ✿ | قناعت | 190 |
| ✿ | ایثار | 191 |
| ✿ | صدقہ وخیرات کی عادت ڈلوائیے | 196 |
| ✿ | لڑکی کی تعلیم وتربیت | 198 |
| ✿ | جنت کا شوق دلائیں | 203 |
| ✿ | پس اے ماؤں! | 207 |


Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔

اما بعد! فقیر کی مصروفیات سے اکثر احباب آگاہ ہیں، بالخصوص کراچی باب المدینہ کی حاضری پر کئی گنا زائد مصروفیات میں اضافہ ہو جاتا ہے اس کے باوجود عزیزم فاضل نوجوان محمد طارق قادری اویسی زیدہٗ کے کہنے پر کتاب ''کامیاب ماں'' کا مسودہ مختلف مقامات سے دیکھا۔ پڑھ کر حیران ہوگیا کہ عموماً تصنیفی امور میں مرد حضرات کی بہتات تو ہے لیکن خواتین سے دینی، اسلامی تصانیف بہت کم ہیں۔ عزیزہ نصرت فاطمہ کی یہ کاوش قابل تحسین بلکہ صد آفرین ہے کہ یہ نہ صرف ایک تصنیف ہے بلکہ صاحبانِ اولاد خواتین کے لیے تربیتی کورس ہے۔ فجزاھا اللہ خیرا بجزاء۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

آمین!

بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ۔

فقط والسلام

مدینہ کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، وارد کراچی (باب المدینہ) پاکستان

۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ، بروز ہفتہ، قبل صلوٰۃ الظہر

Marfat.com

# تمہید

اسلام ایک مکمل دین ہے، اس نے زندگی کے ایک ایک گوشے کے بارے میں ہماری رہنمائی کی ہے۔ اگر اسلام ہمیں عبادت سکھاتا ہے تو ہمارے معاملات پر بھی ایسی روشنی ڈالتا ہے کہ اسلام کے ماننے والے کسی دوسرے مذہب کے محتاج نہیں رہتے، بلکہ دین اسلام سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں۔ اسلام نے جہاں مردوں کے حقوق مقرر کیے ہیں وہاں عورتوں کے حقوق کی بھی تاکید کی ہے۔ اگر یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا تو غریبوں کی ہمدردی کا بھی سبق دیا ہے۔ اگر بڑوں کے ادب کا حکم دیا ہے تو بچوں پر بھی شفقت کی تلقین کی۔

غرض یہ کہ ہر ایک کے حقوق کی ایسی حفاظت کی ہے کہ کسی کو بھی اپنی حق تلفی کا احساس نہیں ہوتا۔

اسلام سے پہلے جہاں اور لوگوں کے حقوق پامال ہوتے تھے وہاں عورت کی حق تلفی سب سے زیادہ ہوتی تھی۔ عورت معاشرے میں سب سے کم تر تصور کی جاتی تھی۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اسلام سے پہلے معاشرے میں عورت کو سب سے زیادہ ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا اس کی عزت و حرمت کو پامال کیا گیا۔ عورت معاشرے پر اس قدر بوجھ سمجھی جاتی تھی کہ پیدا ہوتے ہی اسے دفن کر دیا جاتا تھا۔ بیوی کے روپ میں بھی اس کے کسی حق کا احساس تک نہیں کیا جاتا تھا۔ آدمی جب چاہتا کسی عورت سے نکاح کر لیتا اور جب چاہتا طلاق دے دیتا تھا۔

Marfat.com

ماں کے روپ میں بھی عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی، بلکہ باپ کے مرنے کے بعد سب سے بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیتا تھا، غرض یہ کہ عورت ہر روپ میں ظلم کی چکی میں پس رہی تھی۔

پس ایسے میں دین اسلام کی روشنی چمکی کہ جس نے عورت پر سے ظلم وستم کی تاریکیاں دور کر دیں اس کے حقوق بحال کیے، اس کی عزت وحرمت کی حفاظت کی اس کو ذلت و پستی کی تاریکیوں سے نکال کر عزت ومرتبت کے اعلیٰ وارفع مقام پر لا کھڑا کیا۔

اگر عورت ماں کے روپ میں تھی تو قدموں تلے جنت بنادی۔

اگر بہن کے روپ میں تھی تو اس کی عزت وحرمت بھائیوں کی غیرت بنادی۔

اگر بیٹی کے روپ میں تھی تو اس کو اچھی تعلیم وتربیت پر جنت میں اپنے ساتھ رہنے کی خوشخبری سنادی۔

اگر بیوی کے روپ میں تھی تو اس کے حقوق کی حد مقرر فرمادی۔

اب ہم عورت کے ماں ہونے کی حیثیت سے اس کے حقوق بیان کرتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو حق دیا ہے اب اس کا حق کس طرح ادا کرنا ہے۔

## قرآن مجید سے ماں کے حقوق کی تاکید

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ (سورہ احقاف: ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو حکم کیا اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے،

Marfat.com

اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق بہت زیادہ ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف کا تذکرہ بھی کیا جو ماں اپنے بچے کے سلسلے میں برداشت کرتی ہے۔ جس روز سے رحم میں نطفہ قرار پاتا ہے اس وقت سے ماں تکالیف برداشت کرنا شروع کرتی ہے، پھر ولادت کے وقت جان کنی کی مانند تکالیف سے دوچار ہوتی ہے اور پیدائش کے بعد اسے دودھ پلاتی ہے۔ اس کی تربیت کرتی ہے۔ اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام قربان کرتی ہے۔ اس لیے ماں کے حقوق پورے کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے اور اسی وجہ سے ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔

## احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ماں کے حقوق کی تاکید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آکر عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟"

فرمایا: "تمہاری ماں" (یعنی تمہاری ماں کا حق سب سے زیادہ ہے)

انہوں نے پوچھا: "پھر کون؟"

فرمایا: "تمہاری ماں۔"

انہوں نے عرض کی: "پھر کون؟"

ارشاد فرمایا: "تمہاری ماں"

پھر عرض کی: "آقا! پھر کون؟"

فرمایا: "پھر تمہارا والد۔" (حوالہ صحیح مسلم صفحہ ۴۰ جلد ۷ مترجم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اس حال میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس شخص نے حضرت

Marfat.com

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ" آپ بتائیں کہ میں نے ماں کا حق ادا کر دیا؟"

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ دردِ زہ کے ایک جھٹکے کا بھی نہیں، البتہ تو نے حسنِ سلوک اور نیکی کی ہے اور اللہ تعالیٰ درجہ بلند فرمادے گا، اور کم پر زیادہ اجرو ثواب دے گا۔" (الزواجر جلد دوم)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کی عظمت کے متعلق ارشاد فرمایا:

"جس نے ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو وہ اس کے لیے (جہنم کی) آگ سے پردہ ہوگا۔ (کنز العمال، صحیح مسلم صفحہ ۴۵، جلد ۷)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ماں کے حقوق کی اس طرح وضاحت فرماتے ہیں:

"جو کوئی شخص اپنی والدہ سے اس وجہ سے قریب ہو کہ اس کی بات سنے تو وہ اس سے افضل ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی تلوار چلاتا ہے۔"

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں والدین کے حقوق کی وضاحت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"والد کے حقوق کے مقابلے میں والدہ کے حقوق کی زیادت کے معنی یہ ہیں کہ خدمت میں اور کچھ دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل (فضیلت کی کوئی وجہ مانع) صادر نہیں تو باپ کو پچیس روپے دے دے اور ماں کو پچھتر روپے دے۔

یا، ماں اور باپ نے ایک ساتھ پانی مانگا تو ماں کو پہلے دے اور باپ کو بعد میں یا دونوں سفر سے آتے ہیں تو پہلے ماں کے پیر دبائے اور پھر باپ کے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔

ہماری بہنیں غور کریں کہ اسلام کتنا پیارا مذہب ہے کہ عورت کو بحیثیت ماں کے ایسا اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے۔ کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب بھی بحیثیت ماں

Marfat.com

ایسا مرتبہ اور مقام دیتا ہے، ہرگز نہیں، لہٰذا اگر ماں کسی غیر شرعی کام کا حکم نہ دے تو اس کا حکم ماننا واجب ہے۔

## ماں کے نافرمان کے لیے وعید

والدین کی نافرمانی کرنے والے کے لیے اس قدر سخت وعید ہے کہ وہ نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی سخت عذاب کا مستحق ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"شب معراج کی رات میں نے کچھ لوگوں کو آگ میں اس حال میں دیکھا کہ وہ آگ کے تنوروں میں لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا:

"اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟"

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی:

"یہ وہ لوگ ہیں جو ماں، باپ کو گالیاں دیتے تھے۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے۔"

(بخاری شریف جلد دوم)

ایک اور حدیث پاک میں والدین کی نافرمانی کرنے والے کے متعلق کچھ اس طرح آیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نورِ مجسم سراپا محبت وعنایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت تک اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کا نافرمان کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد دوم مع تخریج)

آج کل اکثر لوگ اپنی ماؤں کے مقابلے میں اپنی بیویوں کو ترجیح دیتے ہیں وہ

Marfat.com

درج ذیل حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں جیسا کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے مہاجرین و انصار کی جماعت! جو اپنی زوجہ کو اپنی ماں پر ترجیح دے یعنی فضیلت دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی "لعنت" اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول فرمائے گا نہ نوافل مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور اس کی رضا و خوشنودی طلب کرے اللہ تعالیٰ کی رضا ماں کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے۔" (الزواجر جلد دوم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک تاجر شخص تھا ایک دن اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس سے کچھ طلب کیا تاکہ وہ اسے اپنی جان پر خرچ کرتی یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا کہ تیری ماں چاہتی ہے کہ ہم فقیر ہو جائیں کیونکہ وہ اس طرح روزانہ مانگتی رہے گی۔

یہ سن کر اس تاجر کی ماں روتی ہوئی چلی گئی اور اس تاجر نے اسے کچھ نہ دیا۔ اسی دوران جب کہ وہ تاجروں کے ساتھ سفر میں جا رہا تھا کہ اچانک ڈاکوؤں نے اس پر حملہ کر دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا لوٹ لیا، پھر انہوں نے اسے پکڑا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں ڈال دیا اور اسے خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد ایک جماعت آئی اور اس تاجر کے پاس سے گزری تو انہوں نے اسے گھر تک پہنچا دیا جب اس کے عزیز و اقرباء اس سے ملنے آئے تو اس تاجر نے ان سے کہا: یہ میرا بدلہ ہے، یعنی میرے کیے کی سزا ہے، کیونکہ اگر میں اپنی والدہ کو اپنے ہاتھ سے درہم دیتا تو میرا ہاتھ نہ کٹتا اور نہ ہی میرا مال چھنتا، پھر اس تاجر کی ماں اس کے پاس آئی اور اس سے کہا:

"اے میرے بیٹے! میں تجھ پر حسرت کرتی ہوں جو تیرے ساتھ

Marfat.com

دشمن نے کیا۔"

تاجر نے کہا:

"اے میری ماں! یہ سب کچھ میرے گناہ کی وجہ سے ہوا۔ پس میں تجھ سے تیری رضا و خوشنودی کا سوال کرتا ہوں۔"

اس پر اس کی ماں نے کہا:

"اے میرے بیٹے! میں تجھ سے راضی ہوں۔"

بہر حال جب رات گزری اور اس تاجر نے صبح کی تو اس کا ہاتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے دوبارہ اسی حالت پر آچکا تھا جس پر تھا۔ (درۃ الناصحین)

پس! اب ہماری بہنیں غور کریں کہ اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں کتنا ارفع، اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے تو انہیں بھی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزاریں کہ جس رب نے ان کو اتنا بڑا مقام عطا فرمایا ہے اس کا کچھ تو شکر ادا ہو سکے، لیکن ہماری مائیں اپنے مقام کو بھول کر اپنے رب کے احسان کو بھول کر کس قدر اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہیں، لہٰذا ہماری ماؤں کو چاہیے کہ اسلام نے بحیثیت ماں انہیں جو مرتبہ عطا فرمایا ہے اس مرتبے کو مدنظر رکھیں اور اپنی اولاد کی تربیت دینی طریقے سے کریں۔

چونکہ بچے کی تربیت کا مرحلہ ماں کے حاملہ ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے، لہٰذا ان اہم اور ضروری نکات پر روشنی ڈالی جاتی ہے جو کہ عورت کے لیے دورانِ حمل ضروری ہیں۔

## شکر ادا کرے

جس عورت کو یہ نعمت حاصل ہو جائے کہ اس کو حمل ٹھہر جائے تو اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے وہ غور کرے کہ بہت سے لوگ اس نعمت کے لیے ترستے

Marfat.com

رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس عظیم نعمت سے نوازا ہے، بلکہ ممکن ہو تو سجدہ شکر ادا کر کے مالک ومولیٰ کا شکر ادا کرے۔

کیونکہ شکر ادا کرنے سے نعمت بڑھتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ (سورہ ابراہیم:۷)

ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو تمہیں اور دوں گا۔

دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ شکر کرنے کا خود حکم فرما رہا ہے:

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (سورہ البقرہ،۱۵۲)

ترجمہ: اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "شکر نصف ایمان ہے۔"

شکر کا عمل دل سے بھی ہوتا ہے، اور زبان اور جسم سے بھی یعنی دل کی شکر گزاری یہ ہے کہ ہر ایک کی بھلائی چاہے اور کسی کی نعمت اور دولت سے حسد نہ کرے۔

اور زبان کا شکر یہ ہے کہ تمام حالات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ کر شکر بجالائے اور اپنی خوشی کا اظہار نعمت بخشنے والے سے کرے۔

جسم کا شکر یہ ہے کہ اپنے تمام اعضاء کو جو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت ہیں ایسے کام میں مصروف رکھے جس کی خاطر ان کو بنایا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ ان سب کو آخرت کی خاطر بنایا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیتِ الٰہی یہی ہے کہ آخرت کے کاموں میں مصروف رہا جائے۔ جب اس کی نعمت کو اس کی مرضی کے مطابق صرف کیا جائے گا تو گویا یہ شکر ہو گا۔

چنانچہ اپنے اعضاء کو اللہ کی فرمانبرداری میں لگا دیا جائے۔ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کے احساس سے سرشار ہو کر سوچے کہ جس مالک ومولیٰ نے اسے

Marfat.com

اتنی بڑی نعمت دی ہے اس کے شکر میں اپنی آنکھوں، کانوں وغیرہ کو اور دیگر اعضاء کو گناہ کے کاموں سے بچائے، یعنی ٹی وی ڈرامہ، گانا باجا، سننے اور دیکھنے سے اجتناب کرے، نیز پردے کی پابندی کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے گی تو اس کا بچہ بھی شکر کے احساس سے سرشار ہوگا۔

کیونکہ جو کچھ ماں زمانہ حمل میں کرتی ہے بچے کی شخصیت پر اس کا اثر پڑتا ہے۔

## نماز کی پابندی کرے

اللہ تبارک وتعالیٰ چونکہ اس کو اتنی بڑی نعمت سے سرفراز فرما رہا ہے کہ اولاد کے ذریعے اس کو وہ مقام حاصل ہو جائے گا کہ جس کے لیے فرمایا گیا کہ:

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔"

اس لیے اس کو بھی چاہیے کہ یہ ایسے موقع پر صبر وصلوٰۃ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور صبر وصلوٰۃ کا دامن تھام کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔ عبادت وریاضت سے خصوصی شغف رکھے۔ فرض نماز تو ہر حال میں پڑھنی ہے اسے تو چاہیے کہ فرائض کے ساتھ ساتھ دیگر نمازوں اشراق، چاشت، تہجد وغیرہ کا بھی اہتمام کرے کہ جتنی زیادہ نمازوں اور سجدوں کی کثرت ہوگی اس کا دل نورانی ہوگا۔ چہرہ نورانی ہوگا اور اللہ عزوجل کا قرب نصیب ہوگا اور پھر اولاد بھی ایسے اثرات ضرور قبول کرے گی کیونکہ نمازی ماں کی اولاد بھی نمازی ہوگی۔

نیز بہت سی عورتیں جو خود نماز کی پابندی نہیں کرتیں اور بچے کے بڑا ہونے پر اس کو نمازی بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر یہ کوشش وہ زمانہ حمل میں خود اپنے لیے کر لیتیں تو بچے کے بڑے ہونے پر آدھی کوشش کرنا پڑتی۔

اس لیے ماں کو چاہیے کہ وہ نماز کی پابندی کرے کیونکہ نماز خوف اور غم سے

Marfat.com

نجات دلاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورہ بقرہ:۲۷۷)

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیک (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

نیز نماز گناہوں کو مٹانے کا سبب بنتی ہے۔ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ انہیں ضرور بخشے گا اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فَرَضَ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ وَ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وَضُوْءَهُنَّ وَ صَلَّهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَ اَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَ خُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور وقت پر انہیں پڑھے ان کا رکوع اور خشوع مکمل کرے اس کے لیے اللہ عزوجل پر عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو کوئی نہ کرے اس کا اللہ پر عہد نہیں ہے۔ اگر

Marfat.com

چاہے اس کو بخش دے اور اگر چاہے اسے عذاب دے۔

(باب الصلوٰۃ، حدیث ۴۲۴، صفحہ ۲۰۴)

ہماری صحابیات، تابعیات نمازوں کا اس قدر اہتمام فرماتی تھیں کہ

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ بی بی منیرہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ جب رات آتی تو فرماتیں گھبراہٹ کا وقت آ گیا، اندھیری چھا گئی، خوف و ہراس کا وقت آ پہنچا یہ وقت روزِ قیامت سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔ پھر کھڑی ہو جاتیں اور صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔(صفوۃ الصفوہ، صفحہ ۳۸۸، جلد ۸)

لہٰذا ہرگز ہرگز زمانہ حمل میں نماز قضا نہ کرے کہ نماز قضا کرنے سے چہرے کا نور بھی ختم ہو جاتا ہے۔ رزق میں برکت نہیں رہتی اور اللہ تبارک وتعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔

## ہر گناہ سے بچیے

گناہوں کی نحوست سے بندے کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتی ہیں نیز گناہ کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بھی بنتا ہے اور گناہوں کی نحوست سے نیکیوں میں بھی دل نہیں لگتا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"گناہ ایک ایسی زنجیر ہے جو بندے کو طاعت و نیکی کی طرف چلنے سے روک دیتی ہے، اور گناہوں کے ہوتے ہوئے امورِ خیر میں جلدی نہیں ہو سکتی۔"(منہاج العابدین صفحہ ۴۰)

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرنے کے لیے خود گناہ سے توبہ کرے کیونکہ جو گناہوں سے سچی پکی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ جب یہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر کے گناہوں سے بچ جائے گا تو ممکن ہے

Marfat.com

اس کی توبہ کی برکت سے اس کا بچہ بھی اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جائے۔

کاش! کہ ماں اپنے بچے ہی کو یہ مقام دلانے کے لیے اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔

## جھوٹ، غیبت، چغلی، بدکلامی سے بچئے

ماں جیسی باکردار، بااخلاق، کامل ایمان والی اور اخلاقِ رذیلہ سے دور رہنے والی ہوگی ویسا ہی اثر بچے پر پڑے گا۔

لہٰذا چاہیے کہ ان روحانی بیماریوں سے نجات حاصل کی جائے کیونکہ ان کی موجودگی میں نیکی بھی فائدہ نہیں کرتی۔

### غیبت

ان روحانی بیماریوں میں غیبت ایسا زہر ہے جو دوسرے نیک اعمال کو بھی خراب کر دیتا ہے اور یہ گندہ زہر انسان اور اس کے نیک اعمال کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، نیز جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کی ساری نیکیاں اس کو مل جاتی ہیں۔

عورتیں اپنے قیمتی زیورات کسی کو دینا پسند نہیں کرتیں حتیٰ کہ اگر عاریتاً بھی کوئی پہننے کے لیے مانگے تو ایسی قیمتی چیز دینے پر راضی نہیں ہوں گی، لیکن افسوس! ثواب جیسا قیمتی ذخیرہ جو زیورات سے بھی قیمتی ہے آرام سے اٹھا کر دوسروں کو دے دیتی ہیں، حالانکہ زیورات تو اس وقت تک ساتھ ہیں جب تک زمین پر ہیں اور ثواب والا قیمتی ذخیرہ اس وقت کام آئے گا جب قبر میں تنہا ہوگی اور کوئی بچانے والا نہ ہوگا لہٰذا ایسے ذخیرے کو کسی کی غیبت وغیرہ سے ضائع نہ کرے کہ جب کوئی غیبت کرتا ہے تو غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی جارہی ہو اس کے نامۂ اعمال میں پہنچ جاتی ہیں، نیز یہ کہ غیبت کرنا زنا سے بھی سخت تر ہے زنا کیسا قبیح فعل ہے جو ہر ایک کی نظر میں برا ہے لیکن غیبت کرنے والی غور کرے کہ وہ اس سے بھی زیادہ یعنی زنا سے بھی زیادہ برے اور گندے

فعل میں مبتلا ہے۔

حضرت ابوسعید الخدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”غیبت زنا سے بدتر ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”زانی کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے اور غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ وہ نہ معاف کرے جس کی غیبت کی۔“

(اشعۃ اللمعات، جلد ۶، صفحہ ۸۷)

اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب زنا خوفِ الٰہی میں کانپ اٹھتا ہے اور اللہ کے حضور معافی مانگ لیتا ہے اور صاحبِ غیبت اس معاملہ کو آسان سمجھتے ہوئے خوف نہیں رکھتا حتیٰ کہ وہ اسے حلال تصور کر لیتا ہے۔ جو اسے کفر کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کے بارے میں مزید ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلوٰۃ، صفحہ ۱۶۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟“ صحابہ کرام نے عرض کیا: ”اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں۔“ فرمایا: ”تمہارا

Marfat.com

اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ ناپسند رکھے۔" عرض کیا گیا:" آپ ارشاد فرمائیں کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں نے بیان کیا ہے۔" فرمایا:" تو جو کہتا ہے اگر وہ اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ عیب نہیں جو تو کہتا ہے تو یہ تیری طرف سے اس پر بہتان ہے۔"

غیبت بہت بڑے گناہوں میں سے ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جو اکثر لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس برے عمل سے محفوظ ہیں۔ غیبت کسی کے ایسے عمل کا بیان ہوتا ہے جسے وہ ناپسند کرے خواہ اس کے بدن میں ہو یا عقل میں، دین میں ہو یا اس کے دنیاوی معاملات میں، خُلق میں ہو یا حال میں، اولاد میں ہو یا والدین میں، بیوی میں ہو یا خادم میں۔ کپڑے میں ہو یا رفتار، گفتار میں، شکل میں ہو یا نشت و برخاست میں، خاموشی میں ہو یا عدم خاموشی میں، الغرض جو بھی اس سے متعلق ہے خواہ وہ لفظاً ذکر ہو یا کہ کنایتہً واشارۃً کی صورت میں، آنکھ وابرو سے ہو یا سر سے ہو، یعنی جس سے کسی کا عیب سمجھا جائے اور غائبانہ ہو، یہ غیبت کہلائے گی اور اگر یہ اس کے سامنے کہہ دیا اور اسے ناپسند ہو تو یہ بے حیائی اور بے شرمی ہے اور یہ بھی نہایت ناپسندیدہ عمل ہے۔

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ اگر اس شخص کے علم میں ہے تو اس سے معافی مانگی جائے اور اگر اس کے علم میں نہیں وہ فوت ہو گیا ہے یا کہیں دور رہتا ہے تو ندامت و استغفار کافی ہے۔

## غیبت سے بچنے کا نسخہ

غیبت سے بچنے کا ایک آسان نسخہ یہ ہے کہ کم سے کم گفتگو کرے۔ کیونکہ جتنی زیادہ گفتگو ہوتی ہے۔ اس میں گناہوں کا احتمال زیادہ ہوتا ہے کہ جب کسی کا تذکرہ چھڑتا ہے تو

Marfat.com

بہت سی باتیں غیبت کی ایسی ہو جاتی ہیں کہ بندے کو پتہ ہی نہیں چلتا۔

چنانچہ یہ سوچ لے کہ اگر اتنی دیر تک درود پاک پڑھ لوں تو مجھے ایک بار درود پاک پڑھنے میں دس نیکیاں ملیں گی۔ دس گناہ معاف ہوں گے اور دس درجات بلند ہوں گے۔ یا یہ کہ اگر یہ درود صلی اللہ علی محمد پڑھ لیا جائے تو ستر رحمتوں کے دروازے کھل جائیں گے اور آپ کو تو اس وقت اللہ عزوجل کی رحمتوں کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی غیبت کی جا رہی ہو تو اس کو سننے سے بھی پرہیز کرے۔ بات کا رخ تبدیل کر دے۔ وہاں سے اٹھ جائے کیونکہ غیبت کرنے میں شیطان مزا دلاتا ہے، اور بندہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

## جھوٹ

عورت کو چاہیے کہ زمانہ حمل میں جھوٹ کی آفت سے بھی بچے کہ یہ بہت بڑی آفت ہے جو فرشتے کو بھی اس سے دور کر دیتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ۔

(حوالہ جامع ترمذی صفحہ ۹۱۹ حدیث نمبر ۲۰۳۱ باب البر والصلۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔"

نیز فرمایا گیا کہ "مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔"

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَيْلٌ لِّمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ

Marfat.com

لِيَضْحَكَ بِهِ الْقَوْمُ وَيْلٌ لَّهُ۔

ترجمہ: پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بات کرتے ہوئے لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے اس کے لیے تباہی ہے، اس کے لیے تباہی ہے، اس کے لیے تباہی ہے۔'' (ترمذی)

پس! جو خوش نصیب عورت جھوٹ بولنے سے توبہ کرے اور جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو اس کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهٗ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، جلد اول، صفحہ ۹۲۵)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹ ترک کردے جو کہ باطل چیز ہے تو اس کے لیے جنت کے کنارے گھر بنایا جائے گا۔''

اس لیے اس گناہ سے بھی توبہ کر لی جائے ان شاء اللہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ بچے کے اندر بھی سچ بولنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

## چغلی

عورتوں میں چغلی کرنے یعنی ادھر کی اُدھر لگانے کی بہت ہی بری خصلت ہوتی ہے اور اس بری خصلت کی وجہ سے بہت زیادہ فتنے برپا ہوتے ہیں گھروں میں عموماً ناچاقیاں اس بری خصلت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ ساس کی بات جیٹھانی کو لگا دی۔ نند کی بات بھابھی کو لگا کر، بھابھی کی بات ماں کو لگا دی اور یوں نہ ختم ہونے والی لڑائی شروع ہوگئی۔ اس سے کتنے لوگوں کے دل آپس میں خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر عورتیں اس بری خصلت کو ختم کر دیں تو گھروں میں امن وسکون قائم ہو جائے۔

Marfat.com

لہٰذا حاملہ عورت کو چاہیے کہ ذہنی سکون حاصل کرنے اور اپنے بچے میں اچھی خصلت پیدا کرنے کے لیے اس بُری عادت کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دے کیونکہ چغل خور کے لیے بہت بڑی وعید ہے کہ اس کو جنت میں داخلہ ہی نہیں ملے گا۔

وَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔ (بخاری ومسلم صفحہ ۲۹۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

چغلی کرنے والے کو آخرت میں ایسا عذاب ہوگا کہ

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ۔

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص دنیا میں دو منہ رکھتا ہے آخرت میں اس کی دو زبانیں آگ سے ہوں گی۔“ (سنن دارمی)

زبان صحیح چلتی ہے تو عزت دلاتی ہے اور اگر الٹی سیدھی چلتی ہے تو اس کو رسوا کر دیتی ہے، مثلاً کسی کو گالی دی تو ہو سکتا ہے کہ پٹائی وغیرہ ہو جائے یا چغلی کر دی تو فتنہ برپا ہو جائے لہٰذا زبان کو ہی کنٹرول کرے تاکہ گناہوں سے بچے۔

ان تمام گناہوں یعنی جھوٹ، چغلی، غیبت وغیرہ سے بچنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَدَابَرُوْا وَ كُوْنُوْا

Marfat.com

عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا فِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا تَنَافَسُوْا۔

(صحیح مسلم، صفحہ ۱۰۸، کتاب البر والصلۃ)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
"بدگمانی سے بچے کیونکہ یہ بدترین جھوٹ ہے۔ عیب جوئی نہ کرو، نہ کسی کی خفیہ باتیں سنو اور نہ برتری جتاؤ، حسد نہ کرو، عداوت نہ رکھو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔"
اور ایک روایت میں ہے کہ "نفسانیت نہ کرو۔"

## لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے

لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے کہ جوائنٹ فیملی سسٹم (مشترکہ خاندان) میں ساس، دیورانی، جیٹھانی نند، بھاوج کے جھگڑے عام ہوتے ہیں۔ چاہیے کہ زمانہ حمل میں سب کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے نیز دوسروں کی باتوں پر صبر سے کام لے اور الجھنے سے پرہیز کرے کہ اگر جھگڑا وغیرہ کرے گی یا غصے وغیرہ کی کیفیت میں رہے گی تو بچے کی طبیعت پر اس کے اثرات اور نا مٹنے والے احساسات مرتب ہوں گے۔

نیز اگر ماں خوش رہے گی تو اس کا آنے والا بچہ بھی صحت مند، ہنس مکھ اور خوش اخلاق ہو گا۔

کبھی کبھی گھریلو معاملات سے مایوس کن حالات پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن سمجھدار عورتوں کو چاہیے کہ اپنی سوچوں کو مثبت بنائے اور اپنے غم کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ جنت اور اس میں پائی جانے والی دائمی نعمتوں کا احساس کرے خوش ہو کہ اس کا آنے والا بچہ اس کے لیے ایسا صدقہ جاریہ بنے کہ اس کے ذریعے سے ہی اس کے

Marfat.com

لیے جنت کی نعمتوں کا حصول ممکن ہو جائے۔

نیز گھریلو معاملات کو یا ساس نندوں کی زیادتیوں کو منفی انداز میں سوچنے کے بجائے ان کی خوبیوں اور ان کے کسی اچھے معاملے کا سوچ کر اللہ کا شکر ادا کرے اور یہ سوچ لے کہ اگر میں ان زیادتیوں پر صبر کروں گی تو الحمدللہ میرے اجر و ثواب میں اضافہ ہوگا، تو اجر و ثواب ملنے کی خوشی پر ان تلخ باتوں کو دل سے بھلا دے اور پھر دنیا تو ہے ہی غموں کی آماجگاہ۔ یہاں تو غم اور پریشانیاں ہیں لہٰذا ہنستے مسکراتے یہاں کے غموں کو برداشت کرنا چاہیے تاکہ جنت کی نعمتیں نصیب ہو جائیں کہ حدیث پاک میں آیا:

وَمَنْ تَرَكَ المراءَ وهو محق بنى له فى وسط الجنّة۔

(جامع ترمذی ۹۲۵، باب البر والصلہ، حدیث ۲۰۶۱)

ترجمہ: اور جو حق پر ہونے کے باوجود لڑائی ترک کر دے اس کے لیے جنت کے درمیان گھر ہوگا۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائی کو ترک کرنے والے کے لیے کتنی بڑی بشارت دی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ خود تو لڑائی ہرگز نہ کریں لیکن اگر کوئی آپ سے کسی بات پر جھگڑے تو آپ نظر انداز کر کے جنت کی حقدار بنیں جس کی بشارت ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔

## غصہ سے بچیں

بچے کی ذہنی نشوونما ماں کے بطن سے ہی شروع ہو جاتی ہے، لہٰذا عورت حمل کے دوران جن جذبات و کیفیات سے گزرتی ہے اس کا اثر بچے پر ضرور پڑتا ہے۔ ماں کو چاہیے خاص ان دنوں میں اپنے من کے جذبات پر کنٹرول کرے اور غصہ وغیرہ سے بچے۔

کیونکہ بے جا اور ناحق غصہ کرتے وقت بندہ ایسی جذباتی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ خود اس کو اپنے اوپر بھی کنٹرول نہیں رہتا۔ اسی لیے اللہ عزوجل نے غصہ

کنٹرول کرنے والوں کو اپنے محبوب بندے قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ (سورہ آلِ عمران: ۱۳۴)

ترجمہ: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

"جامع صغیر" میں ہے۔ جس شخص نے غصہ ضبط کر لیا باوجود اس کے کہ وہ غصہ نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہے اللہ عزوجل اس کے دل کو سکون وایمان سے بھر دے گا۔

لہٰذا اگر غصہ آ بھی جائے تو چاہیے کہ فوراً اس کو ترک کرے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہو جائے تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔" (مسند احمد، ترمذی)

"کیمیائے سعادت" میں حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: کسی شخص نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے سخت کلامی کی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ

"کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے غصہ آجائے اور میں حکومت کے غرور میں مبتلا ہو کر تجھے ظلم کا نشانہ بناؤں اور روزِ قیامت تم مجھ سے اس کا بدلہ لو مجھ سے یہ ہرگز نہ ہوگا۔"

یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔ (کیمیائے سعادت، صفحہ ۴۸۳)

نیز غصہ کرنے سے بہت سی باطنی بیماریاں جنم لیتی ہیں جو آخرت کے لیے تباہ کن ہیں، مثلاً حسد، غیبت، چغلی، کینہ، قطع تعلق، جھوٹ، آبروریزی، دوسرے کو حقیر جاننا، گالی

Marfat.com

گلوچ، تکبر، مار دھاڑ، تمسخر (یعنی مذاق اڑانا) قطع رحمی، بے مروتی وغیرہ۔

اس لیے چاہیے کہ غصے کی کیفیت کو ختم کرے اور صبر سے کام لے ورنہ بچے کی طبیعت پر اس کے اثرات اور نہ مٹنے والے احساسات مرتب ہوتے ہیں۔

بیشتر اوقات دیکھا گیا ہے کہ بے جا غصہ ہی عورتوں کو خودکشی پر مجبور کر دیتا ہے اور بے جا غصہ کرنے سے انسان کے اندر بدمزاجی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی صحت پر بھی برے اثرات مرتب ہوں گے۔

## خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے

خوش اخلاقی ایسی عظیم دولت ہے جس سے دوسروں کے دل گرویدہ ہو جاتے ہیں اور بندے کو خود بھی اطمینان نصیب ہوتا ہے، چنانچہ عورت کو چاہیے کہ زمانہ حمل میں سب کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے کہ اس کے اثر سے اس کا بچہ اور بھی خوش اخلاق ہوگا۔ نیز اچھے اخلاق رکھنے کے لیے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِيْ اَعْلَاهَا۔ (ترمذی صفحہ ۹۲۵ جلد اول)

ترجمہ: جس نے اپنے اخلاق اچھے کر لیے اس کے لیے جنت کے اوپر والے حصہ میں گھر بنایا جائے گا۔

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں لے جائے گی؟ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اچھا اخلاق۔

نیز جو عورت خوش اخلاقی کے وصف سے متصف ہوگی وہ خود بھی خوش و خرم رہے گی اور عورت کا حمل کے دنوں میں خوش و خرم رہنا بہت ضروری ہے۔

بلکہ عرب میں تو زمانہ جاہلیت میں بھی حاملہ عورتوں کو خوش وخرم رکھنے اور خوف وغم سے دور رکھنے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا تا کہ بچہ بھی بے خوف اور بہادر پیدا ہو۔

لہٰذا عورتوں کو چاہیے کہ وہ سب سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے اور خود بھی خوش وخرم رہے۔ اپنے اندر خوش اخلاقی پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک کے ساتھ مسکرا کر خوش دلی کے ساتھ گفتگو کرے۔ لوگوں کی باتوں کو اپنے دل میں جگہ نہ دے بلکہ اپنا دل ان کی طرف سے صاف رکھے، اور اچھے دل کے ساتھ مسکرا مسکرا کر ان کے ساتھ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرے، کہ مسکراہٹ محبت کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”جب دو مسلمان ایک دوسرے کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہیں تو ان کی مسکراہٹ ختم ہونے سے پہلے اللہ عزوجل ان کے گناہ بخش دیتا ہے۔“

بعض مغربی مفکرین نے بھی خوش اخلاقی کا گر مسکراہٹ بتایا ہے، جیسا کہ ایک فرانسیسی ادیب نے لکھا:

”دل سب سے زیادہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب کوئی ہنستا مسکراتا شخص تمہارے قریب بیٹھا ہو۔“

اس لیے اپنی دیورانی، جیٹھانی وغیرہ سے بھی خوش اخلاقی سے مسکرا کر بات کیجیے اپنے شوہر کے ساتھ بھی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہیے یعنی مسکرا کر اس سے گفتگو کرے۔

اگر چھوٹے بچے ہوں تو ان سے بھی مسکرا کر خوش اخلاقی سے بات کریں بلکہ عزیز عورتوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی سے گفتگو کرنا چاہیے اگر خوش اخلاقی اور مسکراہٹ کا معمول بنالیا جائے تو گھر خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔

نیز اس میں آخرت کا بھی فائدہ ہے کہ قیامت کے روز میدانِ عمل میں سب سے وزنی عمل حسنِ اخلاق ہوگا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ بھاری عمل اچھے اخلاق ہوں گے۔" (مشکوٰۃ شریف)

نیز قیامت کے دن سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب بھی وہ خوش نصیب ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے کہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم لوگوں کو خبر نہ دے دوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ مقرب کون ہوگا؟"

یہ کہنے کے بعد ارشاد فرمایا:

"وہ کہ تم لوگوں میں جس کا اخلاق اچھا ہوگا۔" (کنز العمال)

## ٹی وی وغیرہ دیکھنے سے بچئے

چونکہ بچے کو نیک خصلت بنانے میں عورت کے زمانہ حمل کے معاملات کا بڑا حصہ ہے اس لیے عورت کو حمل کے دوران زیادہ سے زیادہ اپنے افکار پاکیزہ اور احساسات و جذبات کو ستھرا رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ بچہ بھی ان خصوصیات کا حامل ہو۔ اس لیے حمل کے دوران ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ٹی وی، وی سی آر، ڈش اور کیبل کی لعنت میں گرفتار کر کے اپنے بچے کی بے راہ روی کے شکار کا سبب نہ بنے کہ ہم بھی مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ان گناہوں سے لطف اندوز ہونے والی ماؤں کے بچے آج معاشرے میں کیا کام سر انجام دے رہے ہیں، کیونکہ غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ یہ چور، لٹیرے، ڈاکو، کلاشنکوف سے اللہ کے بندوں کو ستانے والے نیز اپنے آپ کو ہیرو سمجھ کر پھرنے والے ماؤں ہی کی گود سے نکل کر آئے ہیں۔ جب سے ٹی وی، وی سی آر، فلموں وغیرہ کی لعنت عام ہوئی ہے، تو ماؤں نے چونکہ اپنے نونہال کو اپنے پیٹ میں سینچتے ہوئے ان

Marfat.com

میں وقت گزارا اس لیے یہ بھی یہی کام سرانجام دے رہے ہیں کہ ڈش انٹینا اور کیبل سے بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ گندی فلموں کے سامنے بیٹھ کر اپنی جوانیاں ضائع کر رہے ہیں نیز فحش گیتوں کے دلدادہ نظر آ رہے ہیں۔

اس پر بھی تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مائیں عبادت و ریاضت کی دلدادہ قرآن سے شغف رکھنے والیاں، حدیث وفقہ میں مہارت رکھنے والیاں، مفسرہ، محدثہ ہوا کرتی تھیں تو ان کے بیٹوں میں بھی کوئی "امیر المؤمنین فی الحدیث" ہوا کرتا تھا کوئی "غوث الثقلین بنا، کسی نے "امام اعظم" کا لقب پایا، کوئی اجمیر میں "غریبوں کا نوازنے والا" بنا، کوئی "گنج شکر" تو کوئی "داتا گنج بخش" کے لقب سے سرفراز ہوا اور کسی نے "بریلی کا شاہ" بن کر تاجدارِ اہلِ سنت کا تاج سجا کر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی تابانیوں سے ایک عالم کو منور کیا اور ابھی تک ان کے پرسوز نغمے عاشقوں کے دلوں کو گھلا رہے ہیں، اور کیف آور لذتوں سے ان کی جانوں کو سرفراز کر رہے ہیں۔

کاش! مائیں درسِ عبرت حاصل کریں اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کریں، کیونکہ فحش گیتوں سے اپنے آپ کو بہلانے والی کی اولاد پر بھی فحش اثرات ہی مرتب ہوتے ہیں۔

لہٰذا اگر ماں کے دل میں تڑپ ہے کہ اس کا بچہ بھی بڑا ہو کر دین و دنیا میں سرخرو ہو کر کوئی مقام پالے تو اسے چاہیے کہ نہ صرف زمانہ حمل میں بلکہ پوری زندگی ان گناہوں سے اجتناب کرے۔

کاش! ایسی ہمت کرے کہ یہ چند سطور پڑھ کر وہ ٹی وی، وی سی آر، کیبل جیسی لعنت کو اپنے گھر سے نکالنے میں کامیاب ہو اور یوں پیارے مصطفیٰ ﷺ اور اللہ عزوجل کی رضا پالے اور اپنی اولاد کے لیے نیک راہ متعین کر دے۔

کاش! مائیں بھی یہ عمل کر کے آقا ﷺ کو خوش کر دیں۔

Marfat.com

چھوڑ دے ٹی وی، وی سی آر کو
کر لے یوں راضی شہِ ابرار ﷺ کو

## بے پردگی سے بچئے

ماں چونکہ مثل سایہ دار شجر کے ہے لہٰذا اس کی ایمانی قوت خوب کامل اور پختہ ہونی چاہیے، کیونکہ جتنی ایمانی قوت زیادہ ہوگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت زیادہ ہوگی اور جتنی محبت زیادہ ہوگی اتنا ہی حکم ماننے میں آسانی ہوگی۔

بزرگانِ دین رحمہم اللہ جو اللہ عزوجل کے اتنے فرمانبردار و اطاعت گزار گزرے ہیں، انہوں نے یہ سبق اپنی ماؤں سے سیکھے تھے۔

لہٰذا حاملہ عورت کو چاہیے کہ وہ زمانہ حمل میں خوب اللہ عزوجل کے فرمان پر عمل کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عورت کے لیے اس کی عصمت وعفت کی حفاظت کے لیے پردے کا فرمان بھی ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

(احزاب:۵۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاجزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے، کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ماں کے لئے فرمانِ باری تعالیٰ پر عمل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس کا عملی نمونہ بن کر اولاد کے سامنے ہوگی اور اس کے بچے اس کے کردار کا اثر لیں گے کہ

Marfat.com

جب وہ اپنی ماں کو باپردہ دیکھیں گے تو وہ خود بھی بڑے ہو کر اپنے لیے باپردہ عورت ہی کا انتخاب کریں گے اور اپنی نسلوں میں بھی اس چیز کو دیکھنا پسند کریں گے۔

کیونکہ یہ بے پردگی جدید مغربی تہذیب کا تحفہ ہے جس کے سبب سے معاشرے میں بہت سے گناہ رونما ہو رہے ہیں، زندگی کی الجھنیں بڑھ رہی ہیں اور ایسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں جو انسانی اعصاب کو متاثر کر رہے ہیں۔

ہماری صحابیات، تابعیات پردے کی بہت زیادہ پابندی کرتی تھیں جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے کئی نکاح ہوئے جن میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ہوا وہ مسجد میں تشریف لے جاتی تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گراں گزرتا تھا۔ کسی نے ان کو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو گراں ہوتا ہے، انہوں نے کہا کہ اگر ان کو گراں ہے تو منع کر دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بعد حضرت زبیر سے نکاح ہوا ان کو بھی یہ چیز گراں ہوتی مگر روکنے کی ہمت نہ ہوتی ایک مرتبہ آپ عشاء کی نماز کے لیے تشریف لے جا رہی تھیں یہ راستے میں بیٹھ گئے اور جب یہ پاس سے گزریں تو ان کو چھیڑا، چونکہ یہ تو خاوند تھے اس لیے ان کو جائز تھا مگر حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے مسجد جانا چھوڑ دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مسجد میں کیوں جانا چھوڑ دیا۔ کہنے لگیں کہ اب زمانہ نہیں رہا۔ (طبقات جلد دوم، صفحہ ۲۳۳)

اس سے ہماری مائیں سبق حاصل کریں کہ ان کو ایک بار کسی نے چھیڑا اور وہ بھی ان کے شوہر نے اور یہ بے پردہ ہو کر جب نکلتی ہیں تو کتنے مرد ان کو دیکھتے اور چھیڑتے ہیں لیکن ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ نیز بے پردگی کا عذاب بھی سخت ہے کہ

شب معراج پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ عورتوں کو ملاحظہ فرمایا جو کہ بالوں کے ذریعے الٹی لٹکی ہوئی تھیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا "یہ وہ عورتیں ہیں جو غیر مردوں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھیں۔" (درالناصحین)

Marfat.com

بے پردگی ایسی لعنت ہے جس نے معاشرے میں بہت ہی تباہی پھیلادی ہے۔ کاش کہ مائیں اس سے توبہ کرلیں اور شرم وحیا کو اپنالیں تاکہ بچے پر بھی شرم وحیا والے اثرات مرتب ہوں۔

تفصیل کے لیے کتاب "حجاب النساء" کا مطالعہ فرمائیں۔

## تلاوتِ قرآنِ پاک کا اہتمام کرے

بچے کی ذہنی نشوونما ماں کے بطن سے ہی شروع ہوجاتی ہے لہٰذا ماں دورانِ حمل میں جیسے افعال واعمال کرتی ہے اس کے اثرات اس بچے پر بہت زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ ماں کو چاہیے کہ زمانہ حمل میں قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"بے شک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اسے پانی لگ جائے۔"

عرض کیا گیا:

"ان کی صفائی کس طرح ہوتی ہے؟"

فرمایا: "موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کی تلاوت سے۔"

(۱۸۹۰ مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۸۶)

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے اس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔" (مشکوٰۃ شریف)

"سب سے زیادہ عبادت گزار وہ ہے جو سب سے زیادہ تلاوتِ

Marfat.com

قرآن پاک کرنے والا ہے۔" (کنز العمال)

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ وہ قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرے تاکہ ان فضیلتوں کی بھی حقدار ٹھہرے اور قرآن کا نور اس کے بچے کے دل و دماغ پر اثر انداز ہو، اور وہ اس مقدس کلام کی چاشنی کو اپنے اندر جذب کرلے۔

ہماری مقدس بیبیوں کے واقعات سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے زمانہ حمل میں ہی خود قرآن پاک کی تلاوت کر کے قرآن کا نور اپنے بچوں کے سینوں میں اتار دیا تھا، چنانچہ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ پانچ برس کی عمر میں جب پہلی مرتبہ بسم اللہ پڑھنے کی رسم کے لیے کسی بزرگ کے پاس بیٹھے تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور الم سے لے کر اٹھارہ پارے پڑھ کر سنا دیے اس بزرگ نے فرمایا:

"بیٹے اور پڑھیے فرمایا بس مجھے اتنا ہی یاد ہے کیونکہ میری ماں کو بھی اتنا ہی یاد تھا۔ جب میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اس وقت وہ پڑھا کرتی تھیں میں نے سن کر یاد کرلیا۔" (سیرت غوث الاعظم)

اسی طرح حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے بھی زمانہ حمل میں چودہ پارے حفظ کیے تھے، چنانچہ آپ نے بھی اپنی بسم اللہ میں چودہ پارے سنا ڈالے اور فرمایا:

"میں نے یہ اپنی ماں کے پیٹ میں سنے تھے۔ میری ماں نے یہاں تک یاد کیا تو مجھے بھی اتنے ہی یاد ہو گئے۔"

اسی طرح آپ کے فرزند حضرت شیخ صدر الدین عارف کی اہلیہ جو حضرت شیخ ابو الفتح رکن عالم رکن الدین کی والدہ ماجدہ تھیں ان کا شمار اپنے دور کی عارفات کاملہ میں ہوتا ہے۔ قرآن کی حافظہ اور بے حد عبادت گزار تھیں۔ ان کا معمول تھا کہ ہر روز ایک بار قرآن پاک ختم کرتیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا بیٹا بھی اپنے وقت کا کامل ولی بنا۔

Marfat.com

## اپنے سینے میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ پیدا کرے

ماں کو چاہیے کہ وہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی ضو سے اپنے دل کو منور کرے تا کہ بچہ بھی عاشق رسول بنے، کیونکہ دل کے جذبات براہِ راست بچے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

عشقِ مصطفیٰ ﷺ وہ مقام ومرتبہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اعزاز حاصل ہے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ سے عشق ومحبت ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے۔ قرآن پاک میں آیا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٱقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ (سورہ توبہ: ۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اسی طرح حدیث پاک میں آیا کہ

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (اربعین)

Marfat.com

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تم لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ماں چونکہ اپنی اولاد کے لیے ایک شجر کی حیثیت رکھتی ہے۔ آرام اتنا ہی زیادہ ملے گا جتنا سایہ گھنا ہوگا۔ اگر ٹنڈ منڈ درخت ہوگا تو سایہ دینے کی رحمت سے محروم ہوگا۔

لہٰذا ماں کی ایمانی قوت زیادہ ہونی چاہیے اور اس کو اپنے حضور ﷺ سے والہانہ محبت ہونی چاہیے کہ اس کے دل میں جتنا عشق اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ سے ہوگا اس کے اثرات اس کے بچے پر ضرور پڑیں گے۔

اس کا سبق امِ سلیم جیسی بہادر بی بی سے سیکھیں کہ جب وہ حاملہ تھیں اپنی جان کی پروا کیے بغیر عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے سرشار میدانِ جہاد میں کیسا کارنامہ سرانجام دے رہی تھیں۔

کہ آپ حاملہ تھیں حضرت عبداللہ بن طلحہ آپ کے پیٹ میں تھے۔ آپ جنگ میں شریک تھیں۔ ایک خنجر آپ کے پاس تھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا:

''یہ کس لیے ہے؟''

عرض کرنے لگیں:

''یارسول اللہ ﷺ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے گا تو یہ خنجر اس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی۔''

(مسلم کتاب الجہاد جلد، صفحہ ۲۶۴ مترجم)

پس! ایک اچھی ماں کو چاہیے کہ خود عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی ضوفشانیوں سے اپنی تاریک زندگی کو منور کرے۔ یہ بات بلا تردد کہی جا سکتی ہے کہ آقا ﷺ کے سچے عشق، ایمان کی پختگی، عقائد کی پختگی اور اعمال کی صالحت کے سبب آج بھی ماؤں کی گودوں میں قرونِ اولیٰ جیسے مجاہد اور مجاہدِ امت پرورش پا سکتے ہیں۔

Marfat.com

## سنتوں پر عمل کرے

حاملہ عورت کو چاہیے کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے کے تحت آپ ﷺ کی سنتوں کی پابندی کرے جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ہر ہر عمل و انداز بڑا پیارا لگتا ہے، حتیٰ کہ دنیاوی محبتوں کے تحت بہت سے لوگ جن سے محبت کرتے ہیں ان کی خوشی کی خاطر اپنا لباس و انداز تبدیل کر لیتے ہیں۔

تو! اگر ایک عورت اپنے پیارے آقا ﷺ سے سچی محبت کرے تو اس کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا اپنے پیارے آقا ﷺ کے طریقے کے مطابق ہونا چاہیے۔

کیونکہ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰)

ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

سنتوں کے نور سے جب زندگی جگمگا اٹھتی ہے تو اصل زندگی کا رنگ آجاتا ہے اور زندگی کا مزہ نصیب ہو جاتا ہے اور یہ سنتیں کیا ہیں؟ یہ دراصل اسلامی طریقہ ہیں جو ہمارے رہنے، سہنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے کی صحیح انداز سے رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کے محبوب اور پسندیدہ طریقے ہیں، کیونکہ یہ اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ کے محبوب طریقے ہیں۔

ایسے پرفتن دور میں جب کہ سنتیں پامال ہو رہی ہیں تو جو اپنے پیارے آقا ﷺ کے طریقے پر عمل کرے۔ بہت زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

فَمَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۰)

Marfat.com

ترجمہ: فسادِ امت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔

نیز جس نے اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا اس کے لیے بڑی کامیابی ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ (سورہ احزاب:۷۱)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تو پتا چلا کہ کامیابی انگریزوں، یہودیوں، غیر مسلموں کے طریقے پر عمل کرنے سے نہیں ملتی یا دنیا کے مال و دولت، دنیاوی ڈگریوں سے نہیں ملتی یا فیشن ایبل بننے کے چکر میں اغیار کے طریقوں پر چلنے سے نہیں ملتی بلکہ کامیابی تو نبی ﷺ کے پیارے طریقوں پر چلنے سے ملتی ہے، لہٰذا اگر سنتوں کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

اسی لیے تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ فَضَلَلْتُمْ۔

ترجمہ: اگر تم اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت چھوڑ دو تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

لہٰذا سنتوں کے نور سے جگمگا کر اپنے بچے کو بھی سنتوں کا آئینہ دار بنائیں، اور اس کے لیے "دعوتِ اسلامی" کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت فرمائیں اور اس مدنی ماحول کو اپنائیں۔

## صدقہ وخیرات کرے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو ماں بننے کی نعمت سے نوازا تو اس کو چاہیے کہ اس نعمت کے ملنے پر صدقہ وخیرات کی کثرت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

(ترمذی)

ترجمہ: بے شک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

صدقہ کرنا دوزخ کی آگ سے نجات دلاتا ہے کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنَّهَا تُقِيْمُ الْعِوَجَ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

ترجمہ: دوزخ سے بچو اگرچہ آدھا چھوہارہ دے کہ وہ کجی کو سیدھا اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

نیز صدقہ عمر کو بڑھانے اور بری موت سے بچانے کا سبب بھی بنتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ وَ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا اور بری موت کو منع کرتا ہے۔

نیز فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ لَيَدْرَؤُ بِالصَّدَقَةِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل صدقہ کے سبب سے ستر دروازے بری موت کے دفع فرماتا ہے۔

ہماری تمام مقدس مائیں صحابیات، تابعیات رضی اللہ عنہن اس معاملے میں بہت بڑھ کر تھیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب کثرت سے صدقہ وخیرات کرتی تھیں۔

Marfat.com

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نے ستر ہزار درہم صدقہ کیے اور خود آپ کے کرتے میں پیوند لگا ہوا تھا اور پیاری میں بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دفعہ روزے سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ایک فقیر نے آ کر سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ روٹی لا کر اس کو دے دو۔

اسی طرح ایک صحابیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کیسی سخی تھیں۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ!

آپ بہت ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باندھ باندھ کر نہ رکھا کرو اور حساب نہ لگایا کرو، جتنی قدرت ہو خرچ کیا کرو تو وہ خوب خرچ کرنے لگیں اور اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کو بھی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو۔ اگر ضرورت سے زیادہ کا انتظار کرتی رہو گی تو اللہ کی راہ میں نہ دے پاؤ گی کیونکہ ضرورت تو بڑھتی رہتی ہے اگر صدقہ کرتی رہو گی تو صدقہ میں خرچ کرنے سے نقصان میں نہ رہو گی۔ (تہذیب الاسماء جلد ۲ صفحہ ۳۳۰)

## گنبد خضریٰ کی تصویر لگائیے

حاملہ عورت کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً جہاں جہاں اس کی نگاہ پڑتی ہو وہاں گنبدِ خضراء کی تصویر آویزاں کرے تاکہ آتے جاتے اس کی نظر پڑتی رہے اس سے ان شاء اللہ عزوجل مدینہ کا تصور قائم رہے گا اور ذہن اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوگا تو بچے پر اچھا اثر پڑے گا۔

## خطرناک غلطی

عموماً لوگوں کے ہاں ایک بہت ہی غلط رسم پائی جاتی ہے کہ عورتیں اپنے

Marfat.com

کمرے میں ایسے پوسٹر لگالیتی ہیں جو انگریزوں کے بچوں کے ہوتے ہیں یا اپنے شوہر کی تصویریں، فوٹو فریم کروا کر لگواتی ہیں یہ بہت ہی غلط بات ہے اور بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ جس گھر میں جاندار کی تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔(حدیث)

ان کو ہرگز بھی نہیں لگانا چاہیے بلکہ چاہیے کہ خانہ کعبہ، مسجد نبوی اور گنبد خضراء کے پوسٹر لگائے تاکہ خانہ کعبہ اور بیت اللہ کا تصور اور گنبد خضراء کا تصور پیدا ہو۔

## اچھی نیت کرے

مومن کے تمام کاموں میں اس کی نیت بہت اہمیت رکھتی ہے کہ نیت پر ہی عام دنیاوی کام بھی عبادت کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں:

"ایک کام میں جتنی نیتیں ہوں انسان کو چاہیے کہ وہ کرلیا کرے۔ تاکہ اللہ عزوجل اپنے وسیع فضل وکرم سے اس کو اس کا ثواب عطا فرمائے۔"

نیت پر ہی اعمال کا دارومدار ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

ترجمہ: بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

نیز دوسری جگہ پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد اول، صفحہ ۲۲۸)

ترجمہ: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

میری امت کی اچھی نیتیں ان کے اعمال سے بہتر ہیں۔

اس لیے اس بڑی نعمت کے حاصل ہونے کے وقت صرف دنیاوی سوچ ہی نہ بنائے کہ گھر میں رونق ہوگی بچے کے پیدا ہونے سے اس کی قدر بڑھے گی۔ وہ بچہ اس کے بڑھاپے کا سہارا بنے گا، بلکہ چاہیے کہ اچھی اچھی دینی نیتیں کرے تاکہ اجر وثواب بھی پائے۔

جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے واقعے سے پتا چلتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے کیسی اچھی نیت مانی۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (سورہ آلِ عمران:۳۵)

ترجمہ: اے رب میرے! میں تیرے لئے منت مانتی ہو جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے تو تو مجھ سے قبول کرلے بیشک تو ہی سنتا جانتا۔(ترجمہ کنزالایمان)

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

(سورہ آلِ عمران ۳۶)

ترجمہ: اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے۔(ترجمہ کنزالایمان)

نیز یہ نیت کرے کہ اس بچے یا بچی کو اللہ کے دین کی خدمت کے لیے وقف کروں گی، اور دین کی داعیہ بناؤں گی۔

یہ نیت کرے کہ اس بچے کو باعمل حافظ قرآن بناؤں گی تاکہ یہ دنیاو آخرت کی نعمتوں سے مالامال ہو کہ روایتوں میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔اس شخص کو سب سے بہتر کہا گیا ہے جو خود قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

نیز یہ نیت کرے کہ اس کو حدیث، فقہ وغیرہ کا علم دلواؤں گی اور عالم دین بنواؤں گی تاکہ یہ شریعت کے احکامات سے آگہی حاصل کرے۔

نیز یہ نیت کرے کہ اپنے بچے کو سنتوں کا آئینہ دار بناؤں گی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے طریقوں پر چلنے والا بناؤں گی۔

کچھ مائیں یہ نیت کرتی ہیں کہ وہ اپنے بچے کو انگلش میں ماہر کریں گی خوب

Marfat.com

انگلش پڑھائیں گی، بالکل کریں یہ بھی جائز ہے لیکن اس نیت کے ساتھ کہ مقصد دین کی خدمت بھی ہو۔

کاش! وہ نیت کریں کہ اپنے بچے کو خوب عربی زبان پڑھاؤں گی، کیونکہ عربی زبان آقا ﷺ کی زبان ہے، اہلِ جنت کی زبان ہے تو اس کا بچہ عربی زبان میں ماہر ہو کر دین کی خدمت صحیح طور سے انجام دے سکے۔

## دعاؤں کی کثرت کرے

حاملہ عورت کو چاہیے کہ اپنے بچے کے لیے خوب کثرت سے دعا کرے کہ دعاؤں سے تقدیر پلٹ جایا کرتی ہیں۔ نیز ماں باپ کی دعائیں بچوں کے حق میں قبول ہوتی ہیں کہ ماں کی دعاؤں سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾

(سورہ آلِ عمران: ۳۸)

ترجمہ: اے رب! میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد، بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا۔

ایک بہت بڑے بزرگ جو کہ اپنے دور کے محدثین کے امام اور زہد و عبادت میں سب سے آگے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میری والدہ نے مجھے بتایا کہ جس زمانہ میں تم حالتِ حمل میں تھے۔ امام قیس بن حمزہ کی مجلسِ درس قائم ہوتی میں نے تمہارے والد سے دس دن تک اس میں حاضری اور شرکت کی اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی، دسویں دن جب آخری مجلس ہوگئی تو امام قیس بن حمزہ نے حاضرین سے کھڑے ہونے کو کہا۔ سب کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑی ہوگئی اس کے بعد انہوں نے دعا شروع کی، میں نے اس وقت دعا کی کہ مجھے عالم لڑکا عطا ہو۔

گھر آ کر خواب دیکھا کہ ایک آدمی نے میرے پاس آ کر کہا کہ تم کو خوشخبری ہو

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعائیں سن لیں اور جولڑ کا دیا وہ عالم ہوگا۔

اس لیے ماں کو چاہیے کہ زمانہ حمل میں خوب دعائیں کرے

نیز یہ پتا چلا کہ نیک اجتماع میں جا کر دعا کرے کہ اس سے دعا قبول ہوتی ہے۔

## بچے کے کان میں اذان دینا

بچے کا والدین پر حق یہ ہے کہ ولادت کے بعد سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعے اس کے دل و دماغ کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور ﷺ کے پیارے نام اور شہادتِ توحید و رسالت اور ایمان و نماز کی دعوت و پکار سے آشنا کریں۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ

حضرت عبید اللہ بن ابو رافع اپنے والد (ابو رافع رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ

"میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے، نماز کی اذان جیسی اذان کہی۔"

امام حسن سے روایت ہے؛

مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَ اَقَامَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى رُفِعَتْ عَنْهُ اُمُّ الصِّبْيَانِ۔ (شعب الایمان بیہقی)

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تو اسے (ان شاء اللہ) ام الصبیان کی بیماری نہیں ہوتی / دور ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ

"جب نماز کی اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا بھاگتا ہے۔

Marfat.com

حتیٰ کہ اذان نہ سنے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے حتیٰ کہ نماز کی تثویب کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح باب الاذان، صفحہ ۴۰۹)

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں حکیم الامت مولانا احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب تثویب ختم ہو جاتی ہے تو شیطان آجاتا ہے تاکہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالے، کہتا ہے فلاں فلاں چیز یاد کرو وہ چیزیں جو اسے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا اس نے کتنی رکعت پڑھیں۔ یہاں بھاگنے کے ظاہری معنیٰ ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے۔ اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ یہ وباء جنات کے اثر سے ہے۔ نیز بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان موجود ہوتا ہے۔ جس کی مار کی وجہ سے بچہ روتا ہے۔" (مراۃ المناجیح کتاب الاذان، صفحہ ۴۰۹، جلد دوم)

## مسئلہ

بہار شریعت میں مذکور ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۵۹۰)

## حکمتِ اذان

اذان جس طرح غضب الٰہی کو رحمت میں تبدیل اور طوفانی آندھی، بارش، آگ سے نجات اور قبر میں مردہ کی وحشت کو دور کرتی ہے۔ اسی طرح شیطان جو کہ بچے کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا اور گردش کرتا ہے، تو ان شاء اللہ اذان بچے کو شیطان سے نجات دلائے گی۔

Marfat.com

بچہ جب پیدا ہوتا ہے شیطان اُس پر پہلے ہی گھات میں ہوتا ہے، لیکن جب بچے کے کان میں اذان کہی جاتی ہے جو شیطان کو کمزور کر دیتی ہے اور اسے سن کر وہ آگ بگولہ ہو جاتا ہے۔

اذان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس بچہ کو شروع ہی سے اللہ عزوجل اور اسلام کی طرف اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی جائے اور شیطان کی دعوت سے پہلے رحمان کی دعوت دی جائے۔ اس لیے کہ یہی وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور یہ فطرتِ الٰہی خلقت ہے جس کو شیطان بدلنا چاہتا ہے اور بچے کو اس سے ہٹانا چاہتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ شیطان بوقتِ پیدائش ہی بچے کے کچوکے لگاتا ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے بچے کے کان میں اذان و اقامت کو سنت قرار دے کر مسلمانوں پر یہ احسان فرمایا کہ اس طرح وہ اپنے بچے کو شیطان، اس کے کچوکوں اور وسوسہ اندازیوں سے محفوظ و مامون کر لیں۔

اذان اور اقامت کے ذریعہ بچہ کی روح جس پر ابھی دنیا کے میل کچیل کا کوئی اثر نہیں ہے انوارِ توحید سے منور ہو جاتی ہے۔

علماء کا کہنا ہے کہ بچے کے کان مین اذان و اقامت کہنے کا راز یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے آواز ایسے کلماتِ عالیہ کی پڑے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پر مشتمل ہوں اور وہ کلمہ شہادت اس کے کان میں پڑ جائے جو اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ تو یہ گویا ایک قسم کی تلقین ہے کہ جب وہ دنیا میں آرہا ہے تو اس کو اسلام کے شعار کی اطلاع ہو جائے جیسے کہ جب انسان دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کو کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے۔

اذان کا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے، اور وہ چاہے محسوس نہ کرے، لیکن اس کا اثر اس پر ضرور ہوتا ہے۔

Marfat.com

رسولِ محتشم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہر بچہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق فرمودہ فطرت کے مطابق پیدا ہوتا ہے، چنانچہ اذان واقامت سنا کر اسے فطرت کی یاد تازہ کرادی جاتی ہے۔

اسے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اس کی وحدانیت اور پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی رسالت کی یعنی دو شہادتوں کی تلقین کی جاتی ہے جو اسلام میں داخل ہونے کی پہلی سیڑھی ہے۔

## اذان دینے کا طریقہ

حضور صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف بہار شریعت میں فرماتے ہیں:

"جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بہت لوگوں میں رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے۔" (بہار شریعت، حصہ ۱۵، صفحہ ۵۹۰)

## تحنیک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ تھا کہ ان کے گھر جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے خدمتِ اقدس ﷺ میں لاتے۔ حضور رحمتِ دو عالم ﷺ کھجور اپنے دہن مبارک میں چبا کر بچے کے منہ میں ڈال دیتے جسے "تحنیک" کہتے ہیں۔

اسی طرح لعابِ دہن مبارک کی برکتیں بچے کو حاصل ہو جاتیں اور سرکار ﷺ کی رحمت بار دعاؤں سے بھی مالا مال ہو جاتے۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ کَانَ یُؤتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِکُ عَلَیْھِمْ وَ یُحَنِّکُھُمْ۔

(صحیح مسلم شریف جلد ۶ صفحہ ۵۰۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ان کو برکت کی دعا دیتے اور گھٹی دیتے۔

حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ مکہ میں حاملہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام ان کے پیٹ میں تھے۔ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ جب میں مکہ سے نکلی تو میں پورے دنوں سے تھی، پھر میں مدینہ آئی اور قبا میں ٹھہری، اور قباء میں مَیں نے حضرت عبداللہ کو جنم دیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دیا، پھر آپ ﷺ نے کھجوریں منگوائیں، ان کو چبایا اور ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا، اور جو چیز ان کے پیٹ میں سب سے پہلے داخل ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب تھا، پھر آپ ﷺ نے ان کو کھجور کی گھٹی دی ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ وہ پہلے بچے تھے جو (ہجرت کے بعد) مسلمانوں میں پیدا ہوئے۔ (صحیح مسلم شریف جلد ۶، صفحہ ۵۰۳)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ وَ حَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ وَ دَعَالَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَ دَفَعَہٗ وَ کَانَ اَکْبَرُ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی۔

(کتاب الادب، باب من سما باسماء الانبیاء صفحہ ۹۱۵ مسلم باب استیذان نزہۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۴۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے ایک بچہ پیدا ہوا، میں اس کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور چھوہارہ چبا کر اس کے تالو میں چپکایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کو مجھے دیا، اور یہ ابوموسیٰ کے سب

سے بڑے بیٹے تھے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟"

میں نے کہا:"ہاں۔"

پھر میں نے کچھ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنے منہ میں ڈال کر چبائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچہ کا منہ کھول کر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا اور بچہ اس کو چوسنے لگا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔"

اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔(صحیح مسلم شریف جلد ۶، صفحہ ۵۰۱)

تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ چھوہارہ چبا کر بچے کے تالو میں چپکا دیا جائے اور یہ مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو علماء، مشائخ صالحین میں سے کسی کی خدمت میں پیش کیا جائے اور وہ کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۵ صفحہ ۴۳۰)

## حکمت

تحنیک میں حکمت یہ ہے کہ اس میں ایمان کی نیک فال ہے، کیونکہ کھجور اس درخت کا پھل ہے جس کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن اور اس کی حلاوت سے تشبیہ دی ہے۔خصوصاً جب تحنیک کرنے والا اہلِ فضل علماء اور صالحین میں سے ہو کیونکہ سب سے پہلے ان حضرات کے تھوک کا حصہ نومولود کے پیٹ میں پہنچتا ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھوک لعاب مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بے شمار فضائل وکمالات سے مستفیض ہوئے۔ قرآن کریم کے قاری اور جلیل القدر صحابی ہوئے ہیں۔

ایسے ہی عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم اور فاضل تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن شریف کی برکت سے ہر چیز میں پیش پیش تھے۔

(تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۵۵۱)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں اس کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں:

"چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶، غیر تخریج)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(اس عمل کی یہ حکمت ہے) تاکہ سب سے پہلے بچے کے منہ میں مقبولِ الٰہی کا لعاب اور شیرینی پہنچے۔ پہلی غذا کا بچے پر بڑا اثر پڑتا ہے۔"

بزرگانِ دین بزرگوں سے دلواتے ہیں۔ اہلِ مدینہ خوش نصیب تھے کہ ان کے نومولود بچوں کو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب نصیب ہوتا تھا۔ ہم تو مدینہ کی گلیوں کو ترستے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۸)

حدیث شریف کی کتابوں میں تحنیک کے متعدد واقعات آتے ہیں اسی لیے مسلمانوں میں یہ طریقہ ہو گیا کہ اپنے بچوں کو نیک اور صالح مسلمانوں کے پاس لے جاتے ہیں اور ان سے طلب دعا کے ساتھ ساتھ تحنیک بھی کراتے ہیں، اور اس کی برکت وحسنات بھی دیکھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آپ کے چھوٹے صاحبزادے۔

Marfat.com

مصطفیٰ رضا خان (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ) کی ولادت ہوئی تو اس وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے مرشد خانہ میں موجود تھے۔ حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرزند تولد ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ آپ بریلی جائیں۔ کچھ روز بعد حضرت نوری میاں بریلی تشریف لائے تو مصطفیٰ رضا خان کو آغوش نوری میں ڈال دیا گیا۔ آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ تحنیک کیا اور انگشت مبارکہ مصطفیٰ رضا کے منہ میں رکھ کر قادری و برکاتی برکات سے مالا مال کر دیا۔ فرمایا کہ یہ بچہ اپنے زمانہ کا ولی ہوگا۔

یہ سنتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان اور قادری کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں چند لمحے اکتساب نور کر کے مصطفیٰ رضا خان ہمیشہ کے لیے خود بھی نوری بن گئے۔

## بچے کا سر منڈوانا اور اس کے عوض چاندی صدقہ کرنا

بچے کا والدین پر ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے پیدائشی بال مونڈے اور اس کے عوض چاندی صدقہ کرے کہ یہ عمل حدیث پاک سے ثابت ہے۔ نیز سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیارے نواسوں کے لیے حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ (میں ذبح) کی اور فرمایا:

> ”اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) ان کا سر مونڈ کر بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرو، تو ان کا وزن ایک درہم یا درہم سے کچھ کم تھا۔“

(جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۷۵۶)

امام مالک اپنی کتاب مؤطا میں جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت زینب و حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہم کے سروں کے بال کا وزن کرا کر اتنی مقدار میں

چاندی صدقہ کی۔

یحییٰ بن بکیر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں دن حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا سر مونڈنے کا حکم دیا، چنانچہ ان کا سر مونڈ دیا گیا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔

نیز سر منڈوانے کے بعد بچے کے سر پر زعفران بھی ملنی چاہیے جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہے:

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کُنَّا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاۃً وَّ بَطَخَ رَأْسَہٗ بِدَمِھَا فَلَمَّا جَآءَ اِسْلَامٌ کُنَّا نَذْبَحُ الشَّاۃَ یَوْمَ السَّابِعِ وَنُحْلِقُ رَاْسَہٗ وَنَلْطِخُہٗ بِزَعْفَرَانٍ۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف، صفحہ ۳۶۳، باب العقیقہ)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دورِ جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر لگاتا۔ جب دورِ اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے۔ اس کا سر منڈواتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اسلام میں بچے کے سر پر بکری کا خون نہیں لیپتے کہ وہ نجس ہے، اس کے بجائے زعفران سے بچہ کا سر لیپ دیتے مگر مونڈنے کے بعد۔" (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۷)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ (جلد دوم صفحہ ۴۶) میں فرماتے ہیں:

"سر کے بال اتروائے، بال کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے، سر پر زعفران لگائے۔"

Marfat.com

پس! عقیقہ کر کے بچے کے بال مونڈے جائیں اور بالوں کو چاندی سے تول کر صدقہ کیا جائے پانی میں زعفران بھگو کر بچے کے سر پر ملا جائے اور ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۵ صفحہ ۴۶۹)

## فائدہ

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کے بال مونڈ دینے چاہئیں اور ان بالوں کے وزن کے برابر چاندی غریبوں اور مسکینوں میں صدقہ کر دینی چاہیے۔ ایسا کرنا پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ نیز اس میں بہت سے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

- سر کے بال مونڈنے میں صحت وطب کے لحاظ سے یہ فائدہ ہے کہ بچے کا سر مونڈنے سے اسے قوت حاصل ہوتی ہے۔
- سر کے مسامات کھل جاتے ہیں۔
- ساتھ ہی اس سے نگاہ اور سماعت اور سونگھنے کی قوت کو فائدہ پہنچتا ہے۔
- بچے کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے سے معاشرے میں باہمی امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- اس سے حاجت مندوں کی ضرورت پوری ہوگی۔
- آپس میں تعاون، امداد، رحم کھانے کی فضا پیدا ہوگی۔

## عقیقہ

بچے کی پیدائش چونکہ ماں باپ بلکہ پورے خاندان کے لیے مسرت و شادمانی کا پیغام لاتی ہے اور اسلام میں ہر خوشی و نعمت کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اس زبردست نعمت پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا اسلامی طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ اس بچے کا عقیقہ کیا جائے۔

عقیقہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، چنانچہ عقیقہ کے متعلق علامہ مولانا

Marfat.com

بدر القادری ایک بہت پیارا نکتہ ارشاد فرماتے ہیں:

"حج کے ارکان میں بھی قربانی اور سر منڈوانا شامل ہے جو یادگارِ خلیل اللہ اور سنتِ ابراہیمی کی تکمیل ہے۔"

مسلمان کے گھر جو اولاد پیدا ہوتی ہے عقیقہ اور تحلیق (سر منڈوانا) سے گزار کر ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم سب کا اور بچے کا تعلق خدا کے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے ہے۔ جو توحید کے عظیم علمبردار اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ امجد ہیں۔

(اسلام اور تربیت اولاد صفحہ ۱۸)

اہلِ کتاب یہود بلکہ عرب کے لوگ بھی اسلام سے پہلے اپنے بچوں کا عقیقہ کرتے تھے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عقیقہ کا حکم فرمایا جیسا:

عَنْ سَلْمَانِ بْنِ عَامِرِ الضَّبِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْ عَنْهُ دَمًا وَ اَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى.

(جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۵۴۷، نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۴۲۹)

ترجمہ: سلمان بن عامر الضبی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: بچے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو۔

عقیقہ اس بال کو کہتے ہیں جو ساتویں دن مولود کے سر سے مونڈا جاتا ہے اور عرف میں اس بکری کو کہتے ہیں جو ساتویں دن بچے کی پیدائش کے شکریہ میں ذبح کی جاتی ہے۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۴۲۹)

عقیقہ بنا ہے عَقّ سے بمعنی کاٹنا، الگ کرنا۔ اس لیے ماں کی نافرمانی کو عقوق کہتے ہیں اور نافرمان اولاد کو عاق کیونکہ وہ نافرمان بھی اپنے ماں باپ بلکہ خدا تعالیٰ کی

Marfat.com

رحمت سے کٹ جاتا ہے۔ الگ ہو جاتا ہے اصطلاح شریعت میں عقیقہ بچے، نومولود کے سر سے اتارے ہوئے بال کو کہتے ہیں اور اس حجامت کے وقت ذبح کیا ہوا جانور بھی عقیقہ ہے یعنی الگ کیے ہوئے بال اور سر کاٹا ہوا جانور۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۲)

## عقیقے کی شرعی حیثیت

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقیقہ واجب ہے۔

باقی اماموں کے ہاں سنت بہارِ شریعت میں ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مباح و مستحب ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے واجب ہونے سے تمام ذبیحہ منسوخ ہو گئے جیسے روزہ رمضان واجب ہونے سے تمام دوسرے روزے منسوخ ہو گئے یا غسل جنابت واجب ہونے سے اور دوسرے دنوں کے غسل منسوخ ہوئے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۲ صفحہ ۲)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقیقہ کے وجوب کا انکار فرماتے ہیں۔ سنیت کا نہیں، کیونکہ غسل جنابت سے جمعہ و عیدین کے غسل کی سنیت باقی ہے۔ وجوب ختم ہوا۔ یوں ہی زکوٰۃ کی فرضیت سے صدقہ فطرہ باقی ہے۔

لہٰذا قول یہ ہے کہ "عقیقہ سنت ہے۔" (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۲)

فتاویٰ عالمگیری کے نزدیک عقیقہ مستحب یعنی سنت غیر مؤکدہ ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۵۹۰)

## خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیقہ

خود سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیقہ کیا گیا جیسا کہ فتاویٰ شفیع الحامدیہ جلد دوم صفحہ ۲۳۳ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا عقیقہ کیا۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۵ صفحہ ۴۲۹)

Marfat.com

## حسنین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی۔"

## عقیقے کا جانور

ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے امِ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

"لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہوں یا مادہ۔" (جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۷۵۴)

یعنی یہ ضروری نہیں کہ لڑکے کے عقیقہ کے لیے نر بکرے چاہئیں اور لڑکی کے عقیقہ کے لیے مادہ بکری ضروری ہے، بلکہ لڑکے کے لیے مادہ بکری اور لڑکی کے لیے نر بکرے ذبح کیے جاسکتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ لڑکے کے لیے ایک نر بکرا اور دوسری مادہ بکری ذبح کر دی جائے۔ صاحب مرقات نے فرمایا کہ شاۃ اور نر مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۴)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے عقیقے کے بارے میں ایک اور روایت یہ ہے:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا۔ (نسائی باب العقیقہ صفحہ ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین کا عقیقہ ایک ایک دنبے سے کیا تھا۔

## عقیقہ کب کیا جائے نیز اس کی حکمت

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ

Marfat.com

بِعَقِیْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ یَوْمَ السَّابِعِ وَ یُسَمّٰی وَ یُحْلَقُ رَأْسُهٗ۔ (مشکوۃ ۳۶۲، باب العقیقہ، بحوالہ احمد، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ اپنے عقیقہ کا رہن (گروی) ہوتا ہے، جو ساتویں روز اس کی طرف سے (اس کی رہائی کے لیے) ذبح کیا جائے اور بچہ کا نام رکھا جائے اس کا سر منڈایا جائے۔

گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا۔ جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا:

"بچہ کی سلامتی اور اس کی نشو و نما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔" (بہارِ شریعت جلد ۱۵، صفحہ ۵۸۹)

یعنی بچہ دنیاوی آفات و مصیبتوں کے ہاتھ ایسا گرفتار ہوتا ہے جیسے گروی چیز قرض خواہ کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ اس سے مالک نفع حاصل نہیں کرسکتا یہ مطلب ہے کہ بچہ کی شفاعت اپنے باپ وغیرہم کے لیے عقیقہ پر موقوف ہے۔ اگر بغیر عقیقہ فوت ہوگیا تو ممکن ہے کہ ماں باپ کی شفاعت نہ کرے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۴)

بعض حضرات نے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ جب تک والدین بچہ کا عقیقہ نہیں کرتے اس کی بھلائیوں، سلامتی آفات اور بہتر نشو و نما سے باز رکھا جاتا ہے، پھر اس کے جو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ حقیقت میں والدین کے مواخذہ کا سبب بنتے ہیں کہ ترکِ عقیقہ انہوں نے ہی کیا ہے۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ اپنے بالوں وغیرہ کی گندگی و اذیت میں مبتلا ہوتا ہے، لہٰذا جب بچہ کا عقیقہ ہوتا ہے تو گویا سر کے بال وغیرہ صاف ہوجاتے ہیں اور وہ اس اذیت سے نجات پالیتا ہے۔

حضرت حسن بن خلال نے بواسطہ یزید بن ہارون، سعید بن ابی عروبہ قتادہ حسن

Marfat.com

اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہلِ علم کا اس پر عمل ہے۔

وہ مستحب سمجھتے ہیں کہ بچے کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے گا۔ اگر ساتویں دن میسر نہ ہو تو چودھویں دن اگر چودھویں دن بھی نہ میسر ہو تو اکیسویں دن (ذبح کیا جائے) علماء فرماتے ہیں عقیقہ میں اس قسم کی بکری جائز ہے جو قربانی میں جائز ہے۔ (جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۷۵۷)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں عقیقے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"(بچے کا عقیقہ) ساتویں دن اور نہ ہو سکے تو چودھویں دن ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ دختر کے لیے ایک پسر کے لیے دو کہ اس میں بچہ کا گویا رہن سے چھڑانا، ایک ران دائی کو دے کہ بچے کی طرف سے شکرانہ ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶، غیر تخریج)

نیز حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچے کی ولادت کے ساتویں دن یہ تین کام کیے جائیں۔ اس کا نام رکھنا، سر منڈانا اور جانور ذبح کرنا۔

سنت یہ ہے کہ اگر ساتویں دن نہ ہو سکیں تو پندرھویں دن یا جب بھی عقیقہ ہو سکے تو ساتویں دن کا حساب لگایا جائے کہ جب بھی عقیقہ کیا جائے اس کی پیدائش سے ایک دن پہلے کیا جائے، مثلاً اگر بچہ جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے تو جب بھی عقیقہ کیا جائے جمعرات کو کیا جائے۔ (مراۃ المناجیح صفحہ ۵ جلد ۶)

عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ سنت ادا ہو جائے گی، بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۵، صفحہ ۵۹۱)

## عقیقے کے جانور کے شرعی مسائل

عقیقے میں بکری کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بکرا، چھترا، دنبہ، اونٹ، گائے، بیل اور بھینس وغیرہ بھی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اونٹ گائے سے بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔

لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے، یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ جانور مناسب ہے اور لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے۔ لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں۔

اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔

عقیقہ کا جانور انہی شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔

اس کا گوشت فقراء، عزیز و اقارب، دوست احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطورِ ضیافت و دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے، بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اتار لیا جائے۔ یہ بچہ کی سلامتی کی نیک فال ہے اور ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے اس میں بھی حرج نہیں۔

گوشت جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔

بعض کا یہ قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں۔ باقی گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقراء کا ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

عوام میں یہ مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

Marfat.com

اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہوتا ہے کہ اپنے مصرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔

## عقیقے کا گوشت بانٹنے کا مستحب طریقہ

عقیقے کا گوشت بانٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس جانور کا سر بال مونڈنے والے کو دیں اور ایک ران دایہ کو دیں اس کے بعد باقی گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقیروں محتاجوں کو دیں اور ایک حصہ اقرباء اور ہمسایگان کو تقسیم کریں۔

## ختنہ

بچے کی پیدائش کے بعد والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کا ختنہ کروائیں، کیونکہ یہ چیز فطرت میں داخل ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ الْفِطْرَةِ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ۔ (مسلم صفحہ ۹۱۵ جلد ۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں (داخل ہیں) ایک تو ختنہ کرانا، دوسرے (زیر ناف بالوں کو صاف کرنے کے لیے) لوہے (یعنی استرے کا استعمال کرنا)۔ تیسرے لبوں کے بال ترشوانا، چوتھے ناخن کٹوانا اور پانچویں بغل کے بال صاف کرانا۔

نیز ختنہ کروانا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت کی پیروی بھی ہے۔ (مسلم، صفحہ ۹۱۵ جلد ۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: پانچ چیزیں انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت ہیں۔

(۱) ختنہ کرنا (۲) موئے زیرناف مونڈنا (۳) مونچھیں کم کرنا (۴) ناخن تراشا (۵) بغل کے بال اکھیڑنا۔ (مسلم صفحہ ۵۱۹، جلد ۱)

ختنے کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنے کا حکم دیا اس وقت آپ کی عمر ۸۰ برس تھی۔

(مسلم صفحہ ۹۱۸، جلد ۱)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ ۱۳ برس کی عمر میں اور حضرت اسحاق کا ساتویں روز ہوا۔

## ختنے کا وقت

بہتر یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں روز جب سر کے بال مونڈے جارہے ہوں تو ساتھ ہی ختنہ بھی کروا دیا جائے، کیونکہ شیر خوارگی کی عمر میں ختنہ کروا دینا حیا کے زیادہ قریب ہے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں روز حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ کروایا۔

## بچے کا اچھا نام رکھنا

اللہ تبارک وتعالیٰ جب ماں کو اولاد کی پیاری نعمت سے نوازے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کا اچھا سا اسلامی نام رکھے، کیونکہ ماں، باپ اپنی اولاد کو جو تحفہ دیتے ہیں اس میں اس کا اچھا نام پہلا اور بنیادی تحفہ ہے۔ جو زندگی بھر اس کے ساتھ رہتا ہے، بلکہ یہاں تک کہ اسی نام سے میدانِ قیامت میں کائنات کے خالق و مالک کے دربار میں بھی اس کی پکار ہوگی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَآءِ کُمْ وَ اَسْمَآءِ اٰبَآئِکُمْ۔ فَاَحْسِنُوْ اَسْمَآءَ کُمْ۔

ترجمہ: قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء و اجداد کے ناموں کے ساتھ پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔

چنانچہ یہ ہر بچے کا حق ہے کہ اسے اچھے سے اچھا اسلامی نام دیا جائے۔ بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ اَنْ یُّحْسِنَ اِسْمَہٗ وَ یُحْسِنَ اَدَبَہٗ۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، صفحہ ۱۱۷)

ترجمہ: باپ پر ہر بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور حسنِ ادب سے آراستہ کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللہِ عَبْدُ اللہِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، صفحہ ۲۲۹، صحیح مسلم، جلد ۶ صفحہ ۴۹۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

یہ نام اس لیے پیارے ہیں کہ ان میں اپنی عبدیت کو رب کی طرف نسبت کیا گیا ہے، تو اس میں دونوں چیزوں کا اظہار ہے۔ اپنی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت یعنی انبیاء کرام کے ناموں کے بعد یہ نام رب کو بہت پسند ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۵۰۷)

اللہ تعالیٰ کے بہت پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ان دونوں میں زیادہ افضل عبداللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت علم ذات کی طرف

Marfat.com

ہے انہی کے حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو، مثلاً عبدالرحمٰن، عبدالمالک، عبدالخالق وغیرہا حدیث میں جوان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں وہ نام نہ رکھے جائیں جو زمانہ جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبدالشمس اور کسی کا عبدالدار ہوتا۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۷۱۲)

-عبداللہ و عبدالرحمٰن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں اکثر دیکھا گیا ہے بجائے عبدالرحمٰن کے اس شخص کو بہت سے لوگ رحمٰن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمٰن کہنا حرام ہے۔

اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں۔ اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے، لہٰذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں۔ دوسرے نام رکھے جائیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۵۹۰)

آقا ﷺ نے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے کا نام "عبداللہ" رکھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نجران میں آیا تو لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تم (سورہ مریم) میں **یا اخت ھارون** پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی مدت پہلے تھے۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بنو اسرائیل گزشتہ انبیاء اور صالحین کے نام پر نام رکھتے تھے۔"

## انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھنا

حضرت ابو وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں اور بہت سچے نام حارث اور ہمام ہیں جب کہ بہت برے نام حرب اور مرہ ہیں۔"

یعنی حضرات انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھو، فرشتوں کے ناموں پر نام نہ رکھو کسی کا نام جبرائیل یا عزرائیل نہ رکھو، عبدالکریم، عبدالرحیم وغیرہ رکھو، خیال رہے کہ ان ناموں کی محبوبیت انبیائے کرام کے ناموں کے مقابلے میں نہیں بلکہ بے معنی ناموں کے مقابلے پر ہے۔

حارث کے معنی ہیں "کماؤ" حرث کہتے ہیں کمائی کو۔ ہمام کے معنی ہیں "قصد و ارادہ کرنے والا" هَمٌّ کہتے ہیں ارادہ کو۔ کوئی شخص کمائی یا ارادہ سے خالی نہیں ہوتا لہٰذا یہ نام بہت سچے ہیں نام بمطابق کام کے ہیں۔ حرب کے معنی ہیں جنگ و خون ریزی۔ مرہ کے معنی جھگڑالو یا کڑوی طبیعت کا آدمی مرہ شیطان کا بھی نام ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۴۲۵)

خود سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے ایک صاحبزادے کا نام "ابراہیم" رکھا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کو کھجور کی گٹھلی دی۔ (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۵۰۲)

جس نے بچہ کا نام کسی نبی کے نام پر رکھا تو جائز ہے۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ نبیوں کے نام اللہ کو محبوب ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد ۹ صفحہ ۴۴۸)

دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرے والوں سے طلب کرو۔"

انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ و تابعین و بزرگانِ دین کے ناموں پر نام رکھنا بہتر ہے۔ امید ہے کہ ان کی برکت بچے کے شامل حال ہو۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۵۹۰)

اسی طرح بچیوں کے نام امہاتِ المومنین اور دیگر صالحات کے نام پر رکھنے چاہئیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶)

## آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر نام رکھنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر نام رکھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے، لہٰذا بچوں کا نام رکھتے وقت محمد یا احمد رکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ کسی نام کے ساتھ ملا کر رکھیں تو بہر حال رکھنا چاہیے کہ دوسرے الفاظ کے ساتھ ملنے سے معنیٰ درست رہنے چاہئیں۔

وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنِّیْ اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اُقَسِّمُ بَیْنَکُمْ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں تو ابو القاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۴۹۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے ارادہ کرلیا کہ اس کا نام محمد رکھے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انصار نے اچھا کیا میرا نام رکھو، میری کنیت نہ رکھو۔"

(صحیح مسلم صفحہ ۴۹۳ جلد ۶)

Marfat.com

## "محمد" نام رکھنے کی فضیلت

محمد نام رکھنے کے بہت فضائل ہیں۔

"محمد" بہت پیارا نام ہے۔ اس نام کی حدیثوں میں بڑی تعریف آئی ہے۔ اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا یہ نام ہو اور پکارنے کے لیے کوئی دوسرا تجویز کیا جائے۔ ایسا عموماً ہوتا ہے کہ ایک شخص کے کئی نام ہوتے ہیں۔ اس صورت نام کی برکت بھی ہوگی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۵، صفحہ ۵۹۰)

حدیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلتیں ہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۵۹۰)

ابن عساکر ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میری نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام "محمد" رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں گے۔"

حافظ ابو طاہر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"روزِ قیامت دو شخص رب العزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو جنت کا کوئی کام نہیں کیا۔ فرمائے گا: جنت میں جاؤ میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔"

ابو نعیم نے حلیہ میں بن شریط رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے

Marfat.com

عذاب نہ دوں گا۔"

طبقات ابن سعد میں عثمان عمری مرسلاً راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔"

طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام "محمد" نہ رکھے تو وہ ضرور جاہل ہے۔"

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔"

بزاز نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو۔"

اسماء الرجال اور تاریخ اسلام کی کتب پر نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ ہمارے اسلاف کرام کے اسماء پشت در پشت محمد اور احمد ہی چلے آتے ہیں اور پھر ان میں اسی فرق کے لیے اول ثانی ثالث وغیرہ کا لاحقہ ساتھ میں لگایا جاتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"نبیوں کے نام پر نام رکھنا موجب برکت ہے۔ خصوصاً نام محمد کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶)

اسی لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

''میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا۔'' (ملفوظات)

چنانچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر نام رکھنا مستحب ہے۔صاحب قصیدہ بردہ نے کہا ہے:

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّۃً مِّنْہُ بِتَسْمِیَتِیْ مُحَمَّدًا وَھُوَ اَوْلٰی۔ (التحاق بالداحم)

ترجمہ: اور لائق ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نام پر نام مقرر کیا جائے۔

## ممنوع نام

کچھ ایسے نام ہیں جو رکھنا ناپسند ہیں جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ وہ نام نہیں رکھنے چاہئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ احادیث روایت کیں۔ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ مبغوث اور خبیث شخص وہ ہوگا جو شہنشاہ کہلاتا ہوگا۔اللہ کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۵۰۰)

روایت ہے حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

''اپنے غلام کا نام نہ یسار رکھو، نہ رباح، نہ نجیح اور نہ افلح کیونکہ تم کہو گے کہ کیا یہاں وہ ہے ہوگا نہیں تو کہے گا نہیں۔''

(صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۴۹۶)

غلام سے مراد مطلقاً لڑکا ہے۔خواہ بیٹا ہو یا غلام یا کوئی اور وہ جس کا نام رکھنا ہمارے قبضہ میں ہو،نہی تنزیہہ کی ہے،یعنی یہ نام بہتر نہیں۔یسار کے معنی میں فراخی۔عسر کا مقابل،رباح کے معنی میں نفع خسارہ کا مقابل نجیح معنی ہیں کامیاب،ظفریاب،افلح

کے معنی ہیں نجات والا۔

یہ ممانعت صرف ان ناموں میں محدود نہیں بلکہ ان جیسے اور نام جن کے معنی میں خوبی وعمدگی ہو جیسے ظفر، برکت وغیرہ یہ نام نہ رکھنا چاہیے۔ اس کی وجہ خود بیان فرما رہے ہیں۔

تو اس صورت میں تمہارے گھر سے نفع، فتح، نجات کی نفی ہو جائے گی۔ نام رکھے تھے نیک فال کے لیے لیکن جب ان کی نفی کی گئی تو بدفالی ہوگی۔

(مراۃ المناجیح صفحہ ۴۰۷ جلد ۶)

اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے غلام یا بچے کا نام حرب، مرہج یا ولید رکھے۔

نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم نے اس کا نام فرعون کے نام پر رکھا۔" (تفہیم البخاری جلد ۹ صفحہ ۴۵۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچے کا برا نام نہ رکھو کہ فال بد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶)

## برے ناموں کو اچھے نام سے بدلنا

رسولِ اکرم ﷺ اگر کسی کا برا نام دیکھتے تھے تو اس کو بدل دیتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جویریہ کا پہلے نام برہ تھا آپ ﷺ نے اس کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا۔ آپ ﷺ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص برہ (نیکی) کے پاس سے گزر گیا۔ (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ مترجم)

Marfat.com

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو مجھ سے حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام کو رکھنے سے منع فرمایا ہے اور میرا نام پہلے برہ رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی پارسائی بیان نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے کون زیادہ نیکوکار ہے۔"

صحابہ نے کہا:

"پھر ہم اس کا نام کیا رکھیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم اس کا نام زینب رکھ دو۔" (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۰)

ان احادیث میں برے اور ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بکثرت صحابہ کے اسماء کو تبدیل کیا اور نام بدلنے کی علت یا تو بدشگونی کا خوف ہے یا پارسائی کا اظہار ہے۔ سو ایسا نام جس سے پارسائی کا اظہار ہوتا ہو یا اس نام سے بدشگونی کا خدشہ ہو اس نام کو بدل دینا چاہیے۔

ایسے نام جن میں تزکیہ و خودستائی نکلتی ہے ان کو بھی حضور اقدس ﷺ نے بدل دیا۔ برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔

شمس الدین، زین الدین، محی الدین، فخر الدین، نصیر الدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسماء جن کے اندر خودستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہئیں۔

رہا یہ کہ بزرگانِ دین آئمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیے ان حضرات کے یہ نام نہ تھے بلکہ القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیہ اور مناسب جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے تو اس طرح کہا۔ یہاں ایک جاہل اور ان پڑھ جو بھی

Marfat.com

پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت بھی نہیں کی اتنے بڑے الفاظ فہیمہ سے یاد کیا جانے لگا۔

امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس شان اور جلالت کے اگر ان کو محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے: "جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اس کو میری اجازت نہیں۔" (ردالمختار بحوالہ بہارِ شریعت جلد ۲ حصہ ۱۶ صفحہ ۷۱۲)

عبدالمجید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی کہ میں ابوسعید بن میب کے پاس بیٹھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کا دادا حزن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے کہا:

"میرا نام حزن ہے۔"

فرمایا: "بلکہ تیرا نام سہل ہے۔"

انہوں نے کہا:

"میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا۔"

ابن میب نے کہا کہ اس کے بعد ہم میں ہمیشہ کے لیے حزن وغم واندوہ رہا۔

ابن تین نے کہا کہ ابن میب کے کلام کے معنیٰ ہیں کہ ہم میں سہولت نہ رہی۔ داؤدی نے کہا صعوبت ہمیشہ رہی یعنی ان کے اخلاق میں شدت ہمیشہ رہی۔ اہلِ نسب نے ذکر کیا اس کی اولاد میں بدخلقی رہی جو لوگوں میں معروف ہے۔ وہ کبھی ان سے معدوم نہیں ہو سکتی۔ (تفہیم البخاری جلد ۹ صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸)

## اچھے نام رکھنے کی اہمیت

ناموں کا بچوں کی صلاحیتوں سے گہرا تعلق ہے۔ اسی لیے بچوں کے نام بڑی سمجھداری اور سوچ کے بعد رکھنے چاہئیں۔ نام شخصیت اور کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس

لیے جو نام بھی جس شخص کا ہوتا ہے اس کی ذات پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک عالم صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا:

''حضور میری بیوی بہت چلاتی ہے۔مجھ سے بہت لڑتی ہے۔''

عالم صاحب نے پوچھا:

''تمہاری بیوی کا نام کیا ہے؟''

عرض کیا:''شاہین۔''

فرمایا:''شاہین کا تو کام ہی لڑنا ہے۔اگر تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے نہ لڑے تو اس کا نام بدل دو۔''

اسلام نے جہاں تہذیب واخلاق کے لیے اچھی راہ اختیار کی وہاں اسلام نے اس امر پر بھی زور دیا کہ اپنا نام ایسا رکھنا چاہیے جس میں اسلام کے عقائد اور اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو، بلکہ ایسا نام ہو جس سے اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کی راہ نکلتی ہو، لہٰذا ہر وہ نام جس سے کوئی برا پہلو نکلتا ہے۔اسلام نے اسے ناجائز قرار دے دیا اور اسے رکھنے سے منع فرمایا۔

آج کل یہ Trend چل نکلا ہے کہ فلموں اور ڈراموں وغیرہ میں اداکاراؤں وغیرہ کے جیسے نام ہوتے ہیں ویسے بچوں کے نام رکھ لیے جاتے ہیں۔یا اگر اچھا (اسلامی نام) رکھ بھی لیا تو بچوں کے Nick Name ایسے رکھے جاتے ہیں جس سے ان کی شخصیت پر برا اثر پڑتا ہے۔

وہ بچہ جسے گھر میں سب وجے، اجے، اکشے وغیرہ کہہ کر پکاریں گے وہ بچہ اپنے آپ کو ایک فلمی اداکار ہی تصور کرتا ہے۔اس کا لباس، رنگ ڈھنگ سب اسی نام کا عکس ہوتا ہے۔اسلامی اطوار اس کے اندر پیدا نہیں ہو پاتے تو اس لیے بچوں کے نام

Marfat.com

ایسے رکھنے سے گریز کرنا چاہیے اور اگر ایسے نام رکھ لیے ہیں تو انہیں فوراً بدل دیں کہ بچوں کے نام انبیاء کرام کے ناموں پر اور بچیوں کے نام امہات المؤمنین اور دیگر صالحات کے نام پر رکھنے چاہئیں کہ برے نام کو اچھے نام سے بدلنا پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ برے نام بدل دیا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی، جلد دوم صفحہ ۳۰۱)

## دودھ پلانا

جب اللہ تعالیٰ ایک عورت کو ماں بننے کے شرف سے نوازے تو اسے چاہیے کہ ممتا کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے بچوں کو خود دودھ پلائے، کیونکہ عورت کے دودھ میں جسمانی نشوونما کے تمام اجزاء شامل ہوتے ہیں اور جو طاقت ماں کے دودھ میں ہوتی ہے وہ کسی مصنوعی دودھ میں نہیں ہوتی۔

اس لیے چاہیے کہ ماں بچے کو اپنی آغوش کی گرمی دے اور خود دودھ پلائے اور اس دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔

(سورہ بقرہ: ۲۳۳)

ترجمہ: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ (ترجمہ کنز الایمان)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچوں والیوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ پوری پوری مدت دودھ پلانے کی دو سال ہے۔

بہت سی عورتوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ بچے کو ڈھائی سال اور بچی کو دو سال تک دودھ پلائیں تو ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ دونوں کی مدت دو سال ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ‌ۚ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَيۡكَ ؕ اِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۴﴾ (سورہ لقمان: ۱۴)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

## دودھ پلانے والی کیسی ہو

دودھ چونکہ بچے کے لیے بہترین غذا ہے۔ یہ دودھ ہی جا کر بچے کا گوشت پوست بنے گا، اور دودھ پلانے والی کی عادات و اطوار کا بچے پر بہت اثر پڑتا ہے۔ اس لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

”دودھ پلانے والی صالحہ اور نیک اطوار ہو، کیونکہ دودھ پلانے والی کی خوئے بد اس میں اثر کرتی ہے اور جو دودھ حرام سے حاصل ہو وہ ناپاک ہے۔ جب اس حرام دودھ سے اس بچے کا گوشت پوست بنے گا تو بلوغت کے بعد اس کا اثر ظاہر ہوگا۔“

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ الرحمان فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

”ماں خواہ نیک دایہ، نمازی، صالحہ، شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے رذیل یا بد افعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶)

Marfat.com

## بچے کو دودھ پلانے کا طریقہ

- ماں کوشش کرے کہ باوضو ہو کر دودھ پلائے۔
- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دودھ پلائے۔
- دودھ پلانے کے دوران درود پاک کا ورد کرتی رہے۔
- دودھ پلاتے ہوئے اپنے ذہن کو اچھی باتوں میں مشغول رکھے۔
- ماں یہ احتیاط رکھے کہ بچے کو دودھ پلاتے وقت گانا، باجا سننے میں مشغول نہ ہو، نیز ٹی وی وغیرہ اور بے حیائی کے منظر دیکھنے میں مشغول نہ ہو کیونکہ بچے پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔
- سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حسنِ کردار اعلیٰ و ارفع صلاحیتوں کی بدولت ہر کوئی آپ کا گرویدہ ہے۔آپ وہ صاحب کمال ہستی ہیں جنہوں نے نہ صرف دلوں کی تاریکیوں کو دور کیا، بلکہ لاکھوں تاریک دلوں کو اجالا بخشا اور بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر گامزن کیا۔اس میں آپ کی صالحہ اور نیک سیرت والدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا زبردست کردار تھا۔ جنہوں نے آپ کی تربیت اس انداز میں کی کہ آپ ایک دن دنیا کے سامنے چمکتے ہوئے آفتاب بن کر نمودار ہوئے۔

کیونکہ گنج الاسرار میں لکھا ہے:

”حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے اس لختِ جگر کو ہمیشہ باوضو ہو کر دودھ پلایا۔جس سے آپ کے رگ و ریشہ میں عبادت و پاکیزگی سرایت کر گئی۔“

اسی طرح ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ جو بہت صاحب کمال تھے اور اللہ عزوجل کی معرفت میں بڑا مقام رکھتے تھے ان کے سامنے کسی نے ان کی تعریف کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

اس میں میری ماں کا کمال ہے کہ میری ماں نے مجھے ہمیشہ باوضو ہو کر دودھ پلایا۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ عدویہ نے ام اسود کو دودھ پلایا ام اسود نے کہا کہ مجھے حضرت معاذ عدویہ نے کہا کہ میرے دودھ کو حرام کھانے سے گندہ نہ کرنا میں نے بڑی مشکل سے تجھے دودھ پلایا ہے۔کوشش کرنا کہ حرام نہیں کھانا۔حلال کھانا تاکہ مالک کی نافرمانی نہ ہو جائے،اور اس کے فیصلوں پر راضی ہونا۔ام اسود فرماتی ہیں کہ اس پاکیزہ دودھ کی برکت تھی کہ میں نے جب بھی کوئی شبہ والی چیز کھائی، مجھ سے کوئی فریضہ یا میرا کوئی ورد رہ گیا،تو پتا چلا کہ دودھ کا بچے پر بہت اثر ہوتا ہے۔

چنانچہ ماں کو چاہیے کہ نعت شریف سنتے ہوئے،خود لب پر درود پاک سجاتے ہوئے اپنے بچے کو دودھ پلائے۔

## لوری

ماں اپنے بچے کو گود میں لے کر لوری دیتی ہے جس سے بچے کو نیند آجائے۔
بعض نادان مائیں تو لوری دیتے ہوئے گانا گاتی ہیں۔یا جب وہ رو رہا ہو تو اس کو چپ کروانے کے لیے کچھ پڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔

پس اس سے متعلق ماؤں کی خدمت میں عرض ہے کہ جب بچے کو سلانے کے لیے لوری دے یا جھولے میں جھلائے جو کلمے بے معنی خلاف شرع عورتوں میں عام ہیں نہ کہے بلکہ کلمات پاک کہے جیسے

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہُ مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرَ اللّٰہ

نُوْرِ مُحَمَّدْ ﷺ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور درود پاک پڑھے:

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

کہ لوری دیتے ہوئے ان کلمات کے پڑھنے کا بڑا اچھا اثر مرتب ہوتا ہے اور

Marfat.com

ان کی برکت سے بچہ ہر آفت وبلا سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پیارے صاجزادے کو قرآن کی لوری دی۔ قرآن پڑھ پڑھ کر اپنے لال کو جھولے میں سلایا، تو ان کالختِ جگر بھی اتنا بہادر نکلا کہ نیزے پر بھی قرآن سنادیا اور اپنی ماں سے لوری میں سنے ہوئے قرآن پاک کی لاج رکھ لی۔

## بچے کو پیشاب/پاخانے کے وقت قبلہ رخ نہ کریں

اپنے بچوں کو پیشاب/پاخانہ وغیرہ کراتے وقت قبلہ رُخ لے کر نہ بیٹھیں کیونکہ 45 ڈگری کے زاویے کے اندر اندر منہ یا پیٹھ کرنا استنجا کرنا حرام ہے۔

لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ بچوں کو پیشاب پاخانے کے لیے قبلہ کی سمت نہ بٹھائیں، کیونکہ بچوں کے اس عمل کا گناہ اُس کو ہوگا جس نے ان کو بٹھایا ہے۔

گھروں کے Bath Room میں بھی اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ فلش اس طرح ہو کہ نہ قبلہ کی طرف منہ ہو اور نہ پیٹھ ہو اور نہ ہی 45 ڈگری درجے کے زاویے کے اندر ہو۔

## لباس

یہ فطری بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ایک ماں کو اولاد جیسی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اپنے اس نونہال پر اپنے تمام ارمان پورے کرنا چاہتی ہے، لہٰذا اس کا یہ بھی دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو اچھے سے اچھا لباس پہنائے اس کو آراستہ کرے اور ویسے بھی لباس انسان کی ضرورت ہے۔ نیز سردی وگرمی کے احساس سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے۔ خود اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں لباس کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ

Marfat.com

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

(سورہ الاعراف:۲۶)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

نوٹ: لباسِ تقویٰ سے مراد ایمان، حیا، نیک عادتیں اور نیک اعمال ہیں۔

نیز دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ (سورہ النحل:۸۱)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیے اور تمہارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لیے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔

تو پتا چلا کہ لباس ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے لباسِ تقویٰ کو بہتر فرمایا ہے۔ لباسِ تقویٰ سے مراد وہ لباس ہے جسے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے، چنانچہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "سفید" لباس پسند فرمایا ہے، بلکہ اپنی امت کو بھی اس کی ترغیب دلائی ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ پاکیزہ اور صاف وشفاف ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

نیز ایک روایت میں اس طرح بھی ہے:

"اپنے بچوں کو سفید لباس پہناؤ۔"

یُغْتَلُ وَ یُلَفُّ الْمَوْلُوْدُ فِیْ خِرْقَةٍ بَیْضَآءَ تَقِیَّةً وَّلَا فِیْ خَرْقَةٍ صَفْرَآءَ۔ (عقیقہ کے احکام صفحہ ۳۳)

ترجمہ: اولاد پیدا ہو تو اس کو نہلا دیں اور سفید کپڑے میں لپیٹیں اور زرد کپڑے سے بچائیں۔

- آقا ﷺ کو کرتا شریف بے حد پسند تھا۔

جیسا کہ سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"سرکارِ دو عالم ﷺ کو کرتے سے زیادہ کوئی لباس پسند نہ تھا۔" (ابن ماجہ)

چنانچہ اپنے بچوں کو لباس پہناتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ بچوں کا لباس شروع ہی سے اسلامی طریقے کے مطابق ہو، کیونکہ لباس کا شخصیت پر اثر پڑتا ہے۔ جب بچہ برا لباس پہنے گا تو بڑے ہو کر اس کا انتخاب ایسے ہی لباس ٹھہریں گے۔ یعنی اگر اسلامی لباس یعنی سنت کے مطابق لباس ہوگا تو اسلام سے وابستگی ہوگی، لہٰذا اپنے بچوں کو اسلامی طریقے کے مطابق شروع سے ہی کرتا شلوار پہنانے کا اہتمام کریں اور اگر کرتے کے ساتھ ساتھ سر پر عمامہ شریف بھی سج جائے تو کیا بات ہے۔

تاجدارِ مدینہ ﷺ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔" (ابن شاذان)

اور یہ ذہن علمِ دین کی برکت سے حاصل ہوگا۔

## جاندار کی تصویر کے لباس نہ پہنائیں

ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو ایسے سوٹ ہرگز نہ پہنائیں جن پر جاندار وغیرہ کی تصاویر ہوتی ہیں، کیونکہ جہاں جاندار کی تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

Marfat.com

ہمارے بچوں کو تو زیادہ رحمتوں کی ضرورت ہے۔ایک پیاری ماں کیوں یہ ظلم کرے کہ اپنے بچے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے دور رکھے۔

نیز انگریزی کالر نہ بنوائیں اور جانداروں کے اور گندی لکھائی مثلاً ,Love Love me اور دیگر الٹے سیدھے اسٹیکر نہ لگائیں۔

## سادہ لباس پہنائیں

ماں کو چاہیے کہ بچے کو سادہ لباس پہنائے تاکہ بچے کے اندر بن ٹھن کر رہنے کی عادت پیدا نہ ہو اور وہ اسی کو ہی اپنا مقصد حیات نہ سمجھ لیں،اور ماں اس کو یہ پیاری عادت ایسی ڈال دے کہ وہ خود بڑا ہو کر فیشن اور جدید تراش خراش کے لباس کا دیوانہ نہ بنے بلکہ سادہ لباس کو پسند کرے۔

جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع (عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حلہ یعنی جنتی لباس پہنائے گا۔(فیضانِ سنت صفحہ ۷۲۲)

کاش! ہمارے بچے اور ہم یہ فضیلت پانے میں کامیاب ہو جائیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

"بچے کو اچھے کپڑے اور اچھے کھانے کا عادی نہ کریں کہ اگر کبھی میسر نہ ہو سکے تو وہ اس پر صبر نہیں کر سکے گا اور اپنی تمام عمر اس کی تلاش میں گزارے گا۔" (کیمیائے سعادت)

کیونکہ جب وہ ایسے لوگوں کو دیکھے گا تو خود بھی بگڑے گا اور ان جیسا شوق اس میں پیدا ہو گا اس لیے بچوں کو شروع سے ہی سادہ لباس کی عادت ڈالنی چاہیے۔چست اور باریک لباس کی نفرت پیدا کر دی جائے اور شریفانہ لباس کی خوبیاں بیان کر کے اس کا عادی بنایا جائے۔فیشن زدگی کے سیلاب کی رو میں انہیں بہنے سے بچایا جائے لیکن آج کل مائیں اس کے برعکس کرتی ہیں کہ شروع سے ہی بچے کو فیشن والے لباس پہناتی

Marfat.com

ہیں یہ بہت غلط بات ہے۔ ماؤں کو تو چاہیے کہ جدید تراش خراش اور جدید فیشن والے لباس سے اپنے بچوں کو محفوظ رکھے اور لڑکے کو سرخ اور زرد کپڑے نہ پہنائیں۔ نیز غیر شرعی کپڑے پہنانے سے اجتناب کرے۔

## بچے اور بچی کے لباس میں تمیز

ماں کو چاہیے کہ خاص طور پر اس بات کا خیال رکھے کہ بچہ خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو بچے کو لڑکوں والا اور بچی کو لڑکیوں والا لباس ہی پہنائے۔ آج کل فیشن کی رو میں بہہ کر جس طرح چھوٹے بچوں میں یہ خیال نہیں رکھا جاتا یہ درست نہیں اس کا گناہ ملے گا۔ لہٰذا خاص خیال رکھا جائے کہ بچی کو مردانہ مشابہت والا لباس نہ پہنایا جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنائیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی صورت بنائیں۔ (امام احمد) (فیضانِ سنت صفحہ ۵۹۵)

## بچی کے لباس میں احتیاط

ماں کو چاہیے کہ وہ اپنی بچی کے لباس میں اس بات کا خیال رکھے کہ اپنی بچی کو جدید تراش خراش اور فیشن والے لباس سے دور رکھا جائے اس کو سادہ کپڑے پہنائے، نیز بڑے ہونے پر بھی اسے سادہ کپڑوں کی ترغیب دلائے اور جب بچی تھوڑی بڑی ہو تو اس بات کا خیال رکھے کہ اس کا لباس پردے کا لباس ہو۔

بہت سی مائیں اپنی بچیوں کو جب وہ تھوڑی بڑی ہوں فراک چڈی پہناتی ہیں۔ اس سے بچیوں کی ٹانگیں کھلی رہتی ہیں۔ یا غلط قسم کی ہاف لباس پہناتی ہیں اور انہیں دیکھ کر فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہ درست نہیں بلکہ بچی کو تو شروع ہی سے اسکارف پہننے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اس کی ہر سوٹ کے ساتھ میچنگ ایک ڈیڑھ میٹر کپڑا لے کر اس کا

Marfat.com

چھوٹا سا اسکارف بنادیا جائے تو ان شاء اللہ ایسی ماں کی مُنی جنت کی شہزادی لگے گی۔

## لباس سنت کے مطابق پہنئیں

ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو لباس سنت کے مطابق پہنائے کہ اس پُرفتن دور میں جب کہ ہم نے سنتوں کو چھوڑ رکھا ہے ایک سنت ادا کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر ہے، لباس پہنانے کا سنت طریقہ یہ ہے:

- بچے کو پہلے کرتا پہنائیں پھر پاجامہ۔
- پہناتے وقت سیدھی آستین سے شروع کریں مثلاً پہلے کرتے کی سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کریں پھر الٹی میں اسی طرح شلوار پہناتے وقت بچے کا پاؤں پہلے سیدھے پائنچے میں اور پھر الٹے میں داخل کریں اور کپڑے اتارتے وقت الٹی طرف سے شروع کریں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتہ شریف پہنتے وقت دائیں جانب سے ابتداء فرماتے۔

(ترمذی صفحہ ۸۴۷)

کپڑے پہناتے اور اتارتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں کہ اس کی برکت سے شیطان سے ستر پوشی ہو جائے گی۔

بچے کا لباس اتاریں تو اسے تہ کر کے (یعنی لپیٹ کر) رکھیں یونہی نہ چھوڑ دیں ورنہ شیطان استعمال کرتا ہے۔

اس ضمن میں "فتاویٰ رضویہ جلد سوم" سے حدیث مبارک نقل کی جاتی ہے۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"شیاطین تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتے ہیں لہٰذا جب لباس اتارو تو اسے تہ کرلیا کرو تاکہ اس کی یعنی لباس کی جان میں جان آئے اس لیے کہ شیطان تہ کیے ہوئے کپڑوں کو نہیں پہنتا۔"

(اور جسے پھیلا ہوا چھوڑ دیا جائے اسے پہنتا ہے)

(ابن عساکر طبرانی)

لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو سنت کے مطابق لباس پہنائیں جب وہ شروع سے ہی ایسا کریں گی تو بچہ تھوڑا بڑا ہو کر اس کا عادی ہو جائے گا اور مزید بڑا ہونے پر اس کی عادت پختہ ہو جائے گی۔

نیز بچے کو لباس پہننے کی دعا سکھائے جو یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس سے میں ستر چھپاتا ہوں اور آرائش کرتا ہوں۔

## سب سے پہلے لا الٰہ الا اللہ کہلوائے

جب بچہ بولنے کے لائق ہو تو ماں کو چاہیے کہ کوشش کرے کہ اس کی زبان پر سب سے پہلے اس کے مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا پیارا نام "اللہ" جاری ہو، تاکہ اس بچے کی پیاری پاک وصاف زبان جس پر ابھی کوئی دنیا کی بات نہیں آئی اس پر سب سے پہلے کلمہ طیبہ جاری ہو۔

ان شاء اللہ جب پاک وصاف زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوگا تو اس کی برکت سے عمر بھر دل بھی پاک وصاف رہے گا اور نیکیوں کے اثرات ظاہر ہوں گے۔

نیز جس کا پہلا کلام "اللہ" ہوگا تو اس کا آخری کلام بھی ان شاء اللہ یہی ہوگا اور جس کا آخری کلام یہ ہوگا تو اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

نیز ایک روایت ہے کہ

"جس کا پہلا اور آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا جنت میں جائے گا۔"

Marfat.com

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِفْتَحُوْا عَلٰی صِبْیَانِکُمْ اَوَّلَ کَلِمَۃٍ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

ترجمہ: اپنے بچوں کو سب سے پہلا کلمہ لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔

بچے کی زبان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام سب سے پہلے جاری ہونے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک بھی ہے:

وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ قَالَ وَجَدْتُ فِیْ کِتَابِ جَدِّیْ الَّذِیْ وَجَدْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُکُمْ فَعَلِّمُوْھُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ لَمْ تَبَالُوْا مَتٰی مَاتُوْ وَاِذَا اَثْغَدُوْا ضُمِّرُوْھُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَفْصَحَ الْغُلَامَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَہٗ ھٰذِہٖ الْاٰیَۃَ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو ان کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ پھر ان کی موت آنے تک فکر نہ کرو اور جب ان کے دانت گرنے لگیں ان کو نماز کا حکم دو۔ نیز عمرو بن شعیب نے یہ بھی روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں جب کوئی بچہ بولنے لگتا تو اسے یہ آیت سکھاتے تھے: وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا۔

سنن بیہقی کی روایت ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے بچے کو بولی سکھانے کا آغاز کرو۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں بچے کے پہلے کلام کے متعلق فرماتے ہیں:

"زبان کھلتے ہی سب سے پہلے اللہ اللہ پھر لا الٰہ الا اللہ پھر پورا کلمہ سکھائے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ)

اس لیے ماں کو چاہیے کہ کوشش کرے کہ اس بچے کے منہ سے پہلا لفظ اللہ نکلے جب بچے کو سلانے لگے تو اللہ اللہ کی تھپکیاں دے تاکہ بچوں کے کان میں یہی صدا جائے اور اس کے دل و دماغ میں سما جائے اس کو گود میں لے کر اکثر نعتیں گنگنائے جب وہ بولنے کی عمر میں آئے تو پہلے اس سے اماں، ابا وغیرہ نہ بلوائے بلکہ چاہیے کہ اس سے پہلے لفظ اللہ بلوائے۔

نیز امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ اپنی کیسٹ "اولاد کا فتنہ" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "جب بچہ بولنا شروع کرے تو اس کے سامنے خود اللہ اللہ کریں اور ترغیب بھی اس کی دلائیں کہ بچہ پہلا لفظ بولے تو اللہ کہے اور یہ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ بچے بول ہی لیتے ہیں۔ پھر اس طرح لا الٰہ الا اللہ پھر محمد رسول اللہ ﷺ سکھایا جائے۔"

## جن وغیرہ سے نہ ڈرائیں

ماں کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پال کر اپنے بچے کو جوان ہی نہ کر دے بلکہ اپنے بچے کو ایک متوازن شخصیت کا حامل فرد بنائے تاکہ وہ خود اس کے لیے بھی اور معاشرے کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ماں کوئی بھی ایسا غلط کام نہ کرے جس سے بچے کی شخصیت میں خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

مثال کے طور پر مائیں بچوں کو چڑیل، جن، بھوت، بلی اور اندھیرے وغیرہ سے ڈراتی ہیں جس سے بچے خوف سے سہم جاتے ہیں اور بچے کے اندر جرأت و دلیری کی بجائے خوف و دہشت کے اثرات قوی ہو جاتے ہیں۔

نیز اس سے بچے اپنی ماں سے جھوٹ بولنا سیکھتے ہیں اور بچوں کے دل میں

Marfat.com

بسا اوقات ایسا خوف راسخ ہو جاتا ہے کہ بڑے ہو کر بھی ان کے دل و دماغ سے نہیں نکلتا اور یوں وہ بودی شخصیت کے مالک ہو جاتے ہیں حالانکہ بچے کے اندر تو بہادری کا جذبہ ہونا چاہیے ان کے دل میں اس بات کا یقین بٹھایا جائے کہ اگر اللہ عزوجل کا نام لو گے یا آیۃ الکرسی پڑھو گے تو کوئی چیز تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

اس سے بچوں کے اندر سے بے ضرر چیزوں کا خوف نکل جاتا ہے اور وہ نڈر اور بہادر بنیں گے، بلکہ اچھی ماں کو تو چاہیے کہ خود اپنے بچے کے دل سے ان چیزوں کا خوف نکالے۔

خود راقمہ کا تجربہ ہے کہ اپنے بھائی کو بچپن میں ایک نوجوان کا قصہ سنایا کرتی تھی کہ ایک نوجوان اللہ عزوجل پر سچا یقین رکھنے والا تھا جب اس نے آیت الکرسی پڑھ کر جن پر پھونک ماری تو جن ختم ہو گیا تھا۔

تو بھائی کے دل میں یہ بات نقش ہو گئی کہ جب ایسی کوئی بات ہوتی تو وہ کہتا کہ میں آیت الکرسی پڑھ کر جن پر پھونک ماروں گا اور وہ غائب ہو جائے گا۔

چنانچہ ماں کو چاہیے کہ وہ حکمت کے ساتھ ان چیزوں کا ڈر بچے کے ذہن سے نکالے، مثلاً اگر بچہ اندھیرے سے ڈرتا ہے تو ماں خود اس کے ساتھ یا اس کے سامنے اندھیرے کمرے میں جائے اور بچے کو یہ احساس دلائے کہ اندھیرے میں کچھ نہیں ہوتا۔

ایک بچہ اندھیرے سے بہت ڈرتا تھا اس کی ماں نے اس کو کوئی چیز دی کہ اس کو اس اندھیرے کمرے میں رکھ آؤ بچے نے خوف سے کہا کہ وہاں اندھیرا ہے ماں خود بچے کے ساتھ اس اندھیرے کمرے میں گئی اور وہ چیز رکھ آئی اور یوں بچے کو پتا چل گیا کہ اندھیرا بے ضرر ہے نقصان دہ چیز نہیں ہے، اور اس نے اندھیرے سے ڈرنا چھوڑ دیا۔

بس! بچے کے اندر جرأت و ہمت پیدا کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر بچپن میں بچے کے دل میں خوف کا جذبہ پیدا ہو گیا تو وہ بڑے بڑے خطرات تو کیا بلکہ معمولی معمولی

Marfat.com

حادثات میں بھی ہمت ہار بیٹھے گا، بلکہ بعض اوقات یہاں تک نوبت آجاتی ہے کہ بچے اصل خوفناک چیزوں کو چھوڑ کر بے جان چیزوں کا خوف بھی اپنے دل میں بٹھا لیتے ہیں۔

جیسا کہ ایک ماہر نفسیات کے پاس ایک نوجوان لایا گیا جو تنگ گلیوں سے بہت ڈرتا تھا۔ تحقیق پر پتا چلا کہ بچپن میں ایک دفعہ ایک تنگ و تاریک گلی میں ایک کتے نے اس کا راستہ روک لیا اور بھونکنے لگا اور وہ خوف زدہ ہو گیا۔ لیکن اس کا یہ خوف آہستہ آہستہ سے، تنگ گلی کی طرف منتقل ہو گیا۔

چنانچہ اگر بچے کی تربیت پر توجہ دی جائے تو بچے کے اندر خوف اور ڈر کا احساس متوازن رخ پا سکتا ہے، یعنی وہ دنیا کی ان بے ضرر چیزوں سے نہ ڈرے بلکہ اس کو جہنم کے عذاب سے ڈرایا جائے۔ گناہ کرنے کے جرم بتائے جائیں تاکہ ان جرموں کا خوف اس کے دل میں بیٹھ جائے اور وہ گناہ کی طرف نہ جائے۔

مثلاً بتایا جائے کہ اگر کوئی چوری کرے گا تو اس کا ہات کاٹ دیا جائے گا یہ تو دنیاوی سزا ہے۔ اخروی سزا یہ ہے کہ اسے جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا، نیز اس کے دل میں ان جرائم کا ڈر بٹھائے تاکہ بچہ ان جرائم کا عادی نہ بنے۔

خود ماں کو بھی چاہیے کہ اس کے سامنے کوئی ایسا ڈرنے وغیرہ کا مظاہرہ نہ کرے یعنی کسی بے ضرر چیزوں سے خوف نہ کھائے، چیخ وغیرہ نہ مارے اور اپنی پاکیزہ بیبیوں سے درس، عبرت حاصل کریں کہ ہماری وہ مقدس بیبیاں کیسے ولولے اور جرأت والی ہوتی تھیں کہ حنین کی لڑائی میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن طلحہ آپ کے پیٹ میں تھے آپ جنگ میں شریک تھیں ایک خنجر آپ کے پاس تھا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"یہ کس لیے ہے؟"

عرض کرنے لگیں:

Marfat.com

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ اس لیے ہے کہ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے تو میں اس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی۔''

## بچوں سے رحمت وشفقت

ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں پر شفقت و رحمت کرے کیونکہ یہ عمل بچے کی صحیح تربیت پر بڑا اثر رکھتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ماں کے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اولاد کے لیے یہ جذبہ رکھا ہوتا ہے لیکن بسا اوقات مائیں ترش روئی اور سختی کا ایسا مظاہرہ کر ڈالتی ہیں کہ جس سے بچے میں بغاوت کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات یہ بغاوت بچوں کو جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔

چنانچہ بات بے بات مارنا، گالی گلوچ کرنا، ہر وقت ناک چڑھانا گھر کے ماحول کو پھیکا کرتا ہے اور اس کا اثر بچے پر بہت برا ہوتا ہے۔

سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت وشفقت فرمانے کا حکم دیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ۔

(ابو داؤد، ترمذی، جلد اول صفحہ ۹۰۳)

ترجمہ: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رحم کرنے والے پر رحمان رحم کرتا ہے۔ تم اہلِ زمین پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم فرمائے گا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ جَرِيْرِ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ. قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لَا يَرْحَمُ اللہُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ (ترمذی جلد اول صفحہ ۹۰۳)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر خاص (اور کامل) رحمت نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

نیز آپ ﷺ بچوں پر رحمت و شفقت کا برتاؤ کرتے ہوئے انہیں چومتے تھے۔ بچوں کو چومنا خود پیارے آقا ﷺ کی سنت بھی ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ حسنین کریمین کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

حضرت ام فضل نے ایک دفعہ سیدنا امام حسین کو ذرا عجلت اور سختی سے اٹھایا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

**مَهْلًا یا ام فضل مَهْلًا۔**

ترجمہ: اے ام فضل! بچے کے ساتھ نرم رویہ رکھو۔

آپ ﷺ صحابہ کرام کو کسی بچے سے پیار کرتے دیکھ کر پسند فرماتے تھے۔

امام بخاری اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا وہ اس کو چمٹا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

''کیا اس بچہ پر رحم آتا ہے؟''

انہوں نے جواب میں عرض کیا:

''جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

**فَاللّٰهُ اَرْحَمُ بِكَ مِنْكَ بِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جو تم اس بچہ پر کر رہے ہو اور وہ تو ارحم الراحمین ہے۔

بلکہ جو بچوں کے ساتھ رحم و شفقت کا سلوک نہ کرے اس کے لیے تو وعید ہے کہ

Marfat.com

ایک حدیث سے روایت ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کے حق کو نہ پہچانے۔

نیز اس پر زجر (ڈانٹ) بھی فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

"لوگ بچوں کو چومتے ہیں لیکن ہم نہیں چومتے۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں اس کا مالک ہوں کہ میں تیرے دل میں رحم رکھوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت چھین لی ہے۔"

اس کی شرح میں شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں رحمت و شفقت نہیں رکھی میں اسے کیسے پیدا کرسکتا ہوں۔ مقصد بے رحمی پر زجر (ڈانٹ) ہے۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما وہاں حضرت اقرع بن حابس حاضر ہوئے۔ جناب اقرع کو یہ بات عظمت و وقار کے خلاف معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا:

"میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔" (ابوداؤد کتاب الادب باب قبلۃ الرجل ولدہ)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے معاملہ میں اس قدر رحیم و شفیق تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے کو ذرا سا روتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو جاتے تھے۔ جب حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما روتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

"فاطمہ انہیں رونے نہ دیا کرو کہ ان کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں والدین کو اولاد پر رحمت و شفقت کی کچھ اس طرح وضاحت فرماتے ہیں:

"خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے، انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹائے، کندھے پر چڑھائے۔ ان کے ہنسنے کھیلنے بہلنے کی باتیں کرے۔ ان کی دل جوئی و دلداری، رعایت و محافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم صفحہ ۴۶)

بعض اوقات مائیں اپنے بچوں کو سب کے سامنے ڈانٹ دیتی ہیں یا بسا اوقات ان کی کوئی اصلاح کرنا چاہتی ہیں تو ڈانٹ ڈپٹ سے کرتی ہیں یہ عمل درست نہیں ہے کیونکہ ان کی بھی عزت نفس ہوتی ہے۔ ان کو بھی عزت دینی چاہیے، لہٰذا ان کے ساتھ عزت دینے والا معاملہ کرنا چاہیے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ اَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: اپنی اولاد کو عزت دو اور ان کی اچھی تربیت دو۔

اس لیے اولاد کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے ساتھ نرمی و شفقت کرے چونکہ ماں باپ کی بے رحمی، بے توجہی، سختی اور دباؤ بچوں کو خود سر بنا دیتا ہے۔ اور جو بعض گھرانوں میں دادی اور پھوپھی وغیرہ بچوں کے ساتھ سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کا معاملہ کرتی

Marfat.com

ہیں ان کو بھی اپنے اندر نرمی و شفقت کا معاملہ پیدا کرنا چاہیے۔

لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ شفقت و محبت میں اتنا بھی تجاوز نہ کیا جائے کہ بچوں کی غلط باتوں کا بھی نوٹس نہ لے یہ ان کو غلط کاموں سے بھی منع نہ کرے کہ بعض اوقات اگر والد بچے کو نماز کی تلقین کر رہا ہو تو ماں کہتی ہے ابھی رہنے دو رات کو پڑھ لے گا۔

اسی طرح اگر کسی غلط کام سے روکا جا رہا ہو تو ماں حمایت لینا شروع کر دیتی ہے یاد رہے کہ یہ نرمی و شفقت نہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ اگر پھول کو مناسب دھوپ اور مناسب پانی نہ ملے تو وہ مرجھا جاتا ہے اور بعض اوقات زیادہ دھوپ پھول کو مرجھا دیتی ہے۔ اسی طرح بچے کو محبت میں کمی افسردہ دلی اور احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیتی ہے، اور بے جا لاڈ پیار اس کو بگاڑ کے راستے پر ڈال دیتا ہے، چنانچہ ماں کو چاہیے کہ وہ بچے کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے بھرپور اور مناسب محبت و شفقت والا معاملہ کرے۔

ایک مرتبہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے ناراض ہو گئے تو انہوں نے احمد بن قیس کے پاس آدمی بھیجا تا کہ اس سے بچوں کے بارے میں ان کی رائے معلوم کی جائے انہوں نے کہا:

> ”بچے ہمارے دلوں کا پھل اور ہماری پشت کا سہارا ہیں اور ہم ان کے لیے ہموار زمین ہیں اور سایہ فگن آسمان ہیں، لہٰذا اگر وہ تم سے کچھ مانگیں تو دے دیا کرو اور اگر وہ ناراض ہو جائیں تو انہیں راضی کر لیا کرو کہ اس کے بدلے وہ تمہیں اپنی محبت کا صلہ دیں گے اور اپنی محبت کا پھل دیں گے۔
>
> ان پر سختی نہ کرنا ورنہ اپنی زندگی سے تنگ آ جائیں گے اور مرنے کی

تمنا کریں گے۔"

ہمارے بزرگانِ دین بھی بچوں پر کیسی رحمت وشفقت فرماتے تھے کہ حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ برابر میں یہودی کے مکان سے مسلسل رونے کی آواز سن کر پوری رات نہ سو سکے کیونکہ رونا اور پھر وہ بھی بچے کا رونا رقیق القلب لوگوں کے لیے سوہانِ روح ہوتا ہے۔

صبح آپ اس یہودی کے گھر کے دروازے پر تشریف لائے اور اپنا تعارف کروایا اور خیریت دریافت کی۔ یہودی کی بیوی نے بتایا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے سفر پر گیا ہے۔ اس عرصے میں میرے ہاں ولادت ہوئی گھر میں اندھیرے کی وجہ سے یہ بچہ روتا رہتا ہے اور میرے پاس تیل منگوانے کے پیسے نہیں ہیں۔

شام ہوئی تو اللہ کا وہ ولی جسے دنیا آج سلطان العارفین کے نام سے جانتی ہے اور مانتی ہے ہاتھ میں تیل کی کپی لیے یہودی کے دروازے پر کھڑے رہے کہ کہیں اس کا مکان تاریک نہ رہ جائے اور اس کا بچہ اندھیرے میں رونے نہ لگے، کئی مہینے یہ سلسلہ چلتا رہا۔

سبحان اللہ! بچوں پر کیسی رحمت وشفقت تھی چنانچہ اس شفقت ورحمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی جب واپس آیا تو اپنی بیوی کے بتانے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی اپنے بچوں پر رحمت وشفقت سے متاثر ہو کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

## بچے سے بے جالاڈ پیار نہ کرے

ماں کو یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت شفقت اور مہربان اور پیار کرنے والی ہستی بنایا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ماں کے دل میں بچے کے لیے بہت ہی شفقت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے لیکن یہ بھی خیال رہے کہ بے جالاڈ پیار کرنے سے اس کا ننھا بچہ بگڑ بھی سکتا ہے۔ اکثر اوقات بچوں کے بگڑنے میں ماں کے بے جالاڈ پیار کا بہت ہاتھ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بچہ اگر نماز نہ پڑھے، کسی کے گھر جا کر بے جا شرارتیں کرے یا کھانے وغیرہ میں بدتمیزی کرے، یا غرور وتکبر کا مظاہرہ کرے یا کھانے وغیرہ میں

Marfat.com

بدتمیزی کرے، یا کسی سے کوئی چیز مانگے یا بغیر اجازت کوئی چیز اٹھائے ماں کو چاہیے کہ ایسے موقع پر بچوں سے لاڈ پیا نہ کریں بلکہ ان کو سرزنش کرے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جہاں پیار کا معاملہ ہوتا ہے وہاں ماں بچے کو جھڑک کر چپ کرا دیتی ہے اور جہاں سختی کا معاملہ ہوتا ہے وہاں بچے کو بے جا لاڈ پیار کر کے بگاڑ دیتی ہے اس لیے ماں کو چاہیے کہ بچے کے ساتھ بے جا لاڈ پیار نہ کرے۔

بچے کی صحیح تربیت کے لیے بے جا لاڈ پیار کو ترک کرنا چاہیے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ مسجد نبوی کے صحن میں صدقے کی کھجوروں کے ڈھیر تھے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جو تقریباً تین سال کے تھے، وہاں آ پہنچے اور آپ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم فوراً آگے بڑھے اور اپنی مقدس انگلی ڈال کر وہ کھجور باہر نکال دی۔

کُخ کُخ.... اَمَا شَعَرْتَ اِنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ۔

(البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

ترجمہ: چھوڑ دو ایسا نہ کرو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

تو پتا چلا کہ جہاں بچے سے کوئی ایسا فعل واقع ہو جو اس کے شایانِ شان نہ ہو تو وہاں اس سے پیار محبت کے چکر میں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اسے نہ روکا جائے۔ جیسے بسا اوقات بچے کسی کی کوئی چیز اٹھا لاتے ہیں یا کسی سے کوئی چیز لے کر کھا لیتے ہیں یا کسی بڑے کے ساتھ بے ادبی کر دیتے ہیں تو مائیں لاڈ پیار کے چکر میں ان کو کچھ نہیں کہتیں۔ یا کسی کے گھر جاتے ہیں تو کھانا خراب کرتے ہیں اور ماں اطمینان سے بیٹھی رہتی ہے۔

## رعب میں رکھیں

ماں کو چاہیے کہ تعلیم و تربیت کے میدان میں بچوں کو پوری محبت و

Marfat.com

شفقت دے مگر جہاں کہیں سخت رویہ کی ضرورت پڑے، وہاں حسبِ ضرورت زجر و توبیخ بھی کرے کیونکہ بچوں کو بالکل ہی ڈھیل دے کر بالکل بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیے، یہ محبت و شفقت نہیں کہ بچے کو غلط حرکتیں کرتے دیکھ کر بھی اسے نہ روکا جائے یا جہاں ڈانٹ کی ضرورت پڑے وہاں چشم پوشی اختیار کی جائے کیونکہ اس سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ یہی غلط حرکتیں آہستہ آہستہ پختہ عادتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں کہ خود سرکارِ مدینہ ﷺ نے اولاد کو تنبیہہ کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے۔

کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے پیارے آقا مصطفیٰ ﷺ نے دس باتوں کی صیت فرمائی ان میں سے آخری دو یہ ہیں:

وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَّ اَخِفْهُمْ فِي اللهِ۔

ترجمہ: تنبیہہ کے واسطے ان پر سے لکڑی (عصا) نہ ہٹانا اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہنا۔

نیز ایک روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہہ کرے یہ ایک صاع صدقے سے بہتر ہے۔''

اسی طرح ایک روایت میں ہے:

''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس شخص پر جو اپنے گھر والوں کی تنبیہہ کے واسطے کوڑا لٹکائے۔''

نیز اس معاملہ میں ایک مقولہ ہے کہ انسان کو اپنی اولاد کی تربیت کا طریقہ شیرنی سے سیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ ستھرا اور اس کے شایانِ شان کھلاتی ہے لیکن جہاں بھی وہ اپنے مرتبہ و مقام سے فروتر ہونے لگتے ہیں یعنی کسی ایسے کھانے پر منہ مارتے ہیں جو شیر کے بچوں کے کھانے کے مناسب نہیں تو اس کو ایسی غضب ناک

Marfat.com

نگاہوں سے گھورتی ہے کہ وہ دوبارہ اس کی طرف نہیں پلٹتے۔

بعض اوقات بچے کسی کے گھر جا کر غلط حرکتیں شروع کر دیتے ہیں یا بعض اوقات بڑوں سے بدتمیزی کر ڈالتے ہیں، بعض اوقات کسی کے گھر جا کر کھانے پینے میں ندیدے پن کا مظاہرہ کرتے ہیں تو مائیں کبھی ان کو ان باتوں پر تنبیہ نہیں کرتیں، بلکہ بعض غلط حرکتوں پر تو خود مسکرا مسکرا کر ان کے حوصلے بڑھاتی ہیں۔

اسی طرح بعض گھرانوں میں دیکھا جاتا ہے کہ اگر باپ کسی بات پر بچے کو سرزنش کرے تو ماں اس کی حمایت لینا شروع کر دیتی ہے۔ یہی عمل اکثر بچے کے بگاڑ کا سبب بن جاتا ہے۔ ایسی بہت سی ماؤں کو پریشان ہوتے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ باپ کا رعب اور باپ کی مار بھی بچے کے سدھارنے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کا ارشاد ہے:

ضَرْبُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ كَمَطَرِ السَّمَاۤ لِلزَّرْعِ.

ترجمہ: باپ کا ادب کی تعلیم کے لیے اولاد کو مارنا کھیتی کے لیے آسمان کی بارش کے مثل ہے۔

## ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے

دنیا میں سب سے مشکل کام ماں بننا ہے، کیونکہ ماں بننے کے ساتھ ایک بہت اہم ذمہ داری عورت پر آپڑتی ہے اور ایک نسل کو سنوارنے کا طریقہ اس کے ذمہ آجاتا ہے اور نیز اس کو اپنی بہت ساری خواہشات کی نفی کرنی پڑتی ہے، دماغی اور جسمانی سخت محنت کرنی پڑتی ہے، بلکہ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اس میں صبر کے گھونٹ پی کر تحمل کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے، چنانچہ اگر بچہ سے کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو بچے کو ڈانٹنا اور کوسنا ہرگز نہیں چاہیے کہ اس سے بچے کے ذہن و دماغ پر برا اثر پڑتا ہے اور ویسے بھی ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ بچے کو باغی اور ڈھیٹ بنا دیتی ہے۔

Marfat.com

یہ دیکھا گیا ہے کہ جو اپنے بچوں کی بار بار پٹائی کرتے ہیں اور اس کو کوسنے دیتے ہیں اور بات بات پر ڈانٹتے ہیں تو اول تو وہ ڈھیٹ ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ اندر ہی اندر اس کے دل میں بغاوت کے بیج کی بوائی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وہ بول نہیں رہا آپ سے پٹتا بھی ہے پیار بھی کرتا ہے لیکن اندر ہی اندر ایسا بیج بن جاتا ہے کہ باغی ہو جاتا ہے اور اس کے ذہن میں یہ وسوسہ گھر کرتا ہے کہ میرے ماں باپ میرے دشمن ہیں۔

کچھ لوگ بولتے ہیں کہ ''ہمیں ماں باپ کا پیار نہیں ملا'' تو بچپن میں ایسا ہوتا ہے کہ ماں باپ کا ذہن نہیں ہوتا اور بلاوجہ ڈانٹتے رہتے ہیں۔

اس لیے بہتر یہ ہے کہ بار بار نہیں ڈانٹنا چاہیے وجہ ہو تو بھی آنکھ آڑے کان کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی ڈانٹیں تو ایسا ڈانٹیں کہ یاد رہے زیادہ ماریں گے تو ڈھیٹ ہوگا۔ لہٰذا کبھی کبھی ماریں۔

اس کی غلطی پر بتائیں تو اس کا ذہن بنے کہ مجھے فلاں غلطی پر مارا گیا ہے خالی ماریں گے بتائیں گے نہیں تو اس کا ذہن بنے گا کہ یہ ظلم کرتے ہیں۔

اس کو اس کی نفسیات کے مطابق سزا ملے اور اس کو جسم کی طاقت کے مطابق سزا ملے۔ اگر اوورلوڈ کریں گے تو بھی باغی ہوگا۔

پس! ماں تو فراخ دل ہوتی ہے، ایثار کرنے والی ہوتی ہے۔ نیند سے اٹھ کر اپنے بچے کا خیال کرتی ہے۔ اس لیے ماں کو چاہیے کہ اگر بچے سے کبھی کوئی چھوٹی موٹی چیز ٹوٹ جائے یا بچے سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے تو اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے۔ طعنہ نہ مارے، مار پٹائی نہ کرے، اگر غصہ آئے تو اسے حوصلے کے ساتھ پی جائے، کیونکہ عورت جتنے حوصلے کے ساتھ اپنے بچے کی شخصیت کو سنوارے گی اتنا ہی اس بچے میں نیک اوصاف اور بھلائیاں جنم لیں گی اور وہ عورت بھی ثواب کی حقدار ٹھہرے گی۔

Marfat.com

## بچے کے احساسات کا خیال رکھیں

ایک اچھی ماں کو چاہیے کہ بچے کے نازک احساسات کی رعایت کرے کیونکہ بچے کے احساسات پاکیزہ ہوں گے تو اس کے جذبات بھی پاکیزہ ہوں گے بعض ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کی نازک مزاجی کا احساس کیے بغیر انہیں برا بھلا کہنا اور کوسنا شروع کر دیتی ہیں اس سے بچوں میں احساسِ کمتری اور احساسِ ناکامی پیدا ہوتی ہے۔

یاد رہے! کہ بچے کے جذبات واحساسات۔بہت ہی نازک ہوتے ہیں۔ان آبگینوں کو کسی بھی ٹھیس سے محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ پختگی میسر آئے اور وہ زندگی کے میدان میں کامیاب ثابت ہوں۔

سرکارِ مدینہ ﷺ بچوں کے نازک احساسات کا خیال اس قدر فرمایا کرتے تھے کہ نماز جیسے اہم عمل کو بھی اس پر موقوف فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نماز ادا کر رہے تھے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت انور پر تشریف لے آئے۔آپ ﷺ نے حالتِ سجدہ میں اس قدر توقف کیا کہ صحابہ سمجھے غالباً وحی آگئی ہے، جو سجدے میں اتنی دیر کر دی ہے۔نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا وحی آئی تھی؟"

فرمایا: "نہیں بلکہ حسین نے مجھے اونٹ بنا لیا تھا تو مجھے اچھا نہ لگا کہ اسے اپنے سے جدا کروں۔"

بچوں کے احساسات کی رعایت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کی جائز خواہشات کا احترام کیا جائے۔پس ماں باپ دونوں کو چاہیے کہ بچے کے لیے ایسی چیز جو اس کے لیے ضرر کا باعث نہ ہو تو اس کی اس خواہش کو پورا کرے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بچے نانی کے گھر جانے کی ضد کرتے ہیں تو باپ

سختی سے ڈانٹ کر ان کے احساسات مجروح کر دیتا ہے۔

اس طرح بسا اوقات بچے ماں سے کوئی چیز طلب کرتے ہیں تو ماں بھی ان کی اس خواہش کو بہ آسانی کچل دیتی ہے اور بچے کے احساسات کا خیال نہیں رکھتی اس عمل سے بچے کے احساسات مجروح ہوتے ہیں، لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچے کے احساسات کا خیال کرے۔

## بچوں کو خوش رکھا جائے

ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کے چین اور آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی اپنے پیارے بچے کو خوش رکھنے کی بھی کوشش کرے، کیونکہ بچوں کو خوش رکھنا بھی جنت میں داخلے کا سبب ہے، جیسا کہ حدیث پاک سے یہ خوشخبری ملتی ہے۔

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ دَارٌ یُقَالُ لَهَا دَارُ الْفَرَحِ لَا یَدْخُلُهَا اِلَّا مَنْ فَرِحَ الْاَطْفَالَ۔

ترجمہ: جنت میں ایک گھر ہے جسے دار الفرح کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش رکھتے ہیں۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ جس سے بچے خوش ہوں۔ مثال کے طور پر اچھی گفتگو کرے یا کوئی ایسا لطیفہ سنا دے کہ جس سے بچے خوش ہوں یا ہلکا پھلکا مزاح کرے کہ جس سے بچے خوش ہو جائیں۔

## نوٹ

لیکن مزاح کبھی کبھی کرنا چاہیے کیونکہ زیادہ مزاح کرنے سے وقار مجروح ہوتا ہے یا بچے کی جائز خواہش پوری کر دیں جس سے بچے خوش ہو جائیں مثال کے طور پر اگر بچے کہیں کہ ہمیں نانی کے ہاں جانا ہے، یا کوئی چیز لینی ہے، تو ماں باپ کو چاہیے کہ اگر

Marfat.com

آسانی سے ممکن ہو تو ان کی خواہش کو پورا کریں۔ایسے موقع پر بچوں کو جھڑک دینے سے ان کی ذہنی تشنگی ہوگی اور وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو جائیں گے۔

## اچھے کام پر تعریف کریں

ماں کی تھوڑی سی توجہ بچے کو ایک کامیاب انسان بنا دے گی۔ماں کی عدم توجہ اس کو معاشرے میں اس کی ٹھوکروں کا سبب بھی بن سکتی ہے، بچوں کی فطرت ہوتی ہے کہ جب اچھے کام پر ان کی تعریف ہوتی ہے تو ان کے اندر مزید کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور ان کی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے، نیز اگر وہ کوئی نیکی کرے اور اس پر اس کی تعریف ہو تو اس میں مزید نیکی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، لہٰذا جب بچہ کوئی اچھا کام کرے یا خوش اخلاق بنے یا نماز کی پابندی کرے یا قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرے یا کوئی دینی کام کرے تو بچے کی تعریف کریں، اس کو شاباش دیں، بلکہ کوئی چھوٹا سا تحفہ بھی اس کو دیں تا کہ اس کی ہمت افزائی ہو، اور دوبارہ ایسا کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔

کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان خوش خطی کا مقابلہ ہوتا تھا اور پھر یہ دونوں حضرات بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر اپنا وہ خط دکھاتے تھے اور پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے تختیوں پر خط لکھے۔دونوں شہزادے اپنے اپنے خط کا فیصلہ کرانے کے لیے تاجدارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی: ''نانا جان فیصلہ کر دیں کہ کس کا خط اچھا ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔جب دونوں شہزادے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو! تمہارے خط کا فیصلہ میں بھی نہیں کر سکتا۔ اگر فیصلہ کروانا ہے تو اپنی ماں کے پاس جاؤ، پھر شہزادے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور عرض کی: ''اماں جان ہم آپ سے یہ فیصلہ کروانے آئے ہیں کہ ہم

میں سے خط کس کا اچھا ہے۔" حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں ابھی تمہارا فیصلہ کیے دیتی ہوں۔" آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سات موتی تھے۔ فرمایا: "جس کی تختی پر چار موتی گر پڑیں اس کا خط اچھا ہوگا۔" پھر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے وہ موتی اوپر اچھال دیے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے ساتویں موتی کو آدھا آدھا کر دیا اس طرح دونوں شہزادوں کی تختیوں پر برابر برابر موتی گر گئے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

"جب بچہ اچھا کام کرے اور خوش اخلاق بنے تو اس کی تعریف کریں اور اس کو ایسی چیز دیں جس سے اس کا دل خوش ہو۔"

(کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

اور اگر ماں بچے کو کوئی برا کام کرتے دیکھ لے تو اسے چاہیے کہ اس کو تنہائی میں سمجھائے اور بتائے کہ یہ کام برا ہے، اچھے اور نیک بچے ایسا کام نہیں کرتے۔

## مساویانہ سلوک کرے

ایک متوازن شخصیت کا مالک شخص بہتر طور پر اپنے تمام کام سرانجام دے سکتا ہے اور معاشرے کے افراد کو صحیح طریقے سے فیس (Face) کرسکتا ہے۔ لیکن کسی شخص کو بھی متوازن شخصیت کا حامل بنانے میں اس کی ماں کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔

ایک اچھی ماں اپنے بچے کے اندر بہ آسانی یہ وصف پیدا کرسکتی ہے اور یہ اس وقت ممکن ہوسکتا ہے جب وہ اپنی تمام اولاد کے ساتھ برابری کا سلوک کرے اور ایک بچے کو دوسرے پر ترجیح نہ دے، نہ محبت کے معاملے میں اور نہ ہی روزمرہ کے معمولاتِ زندگی یعنی خوراک، تعلیم، پرورش وغیرہ کے معاملے میں، جو ماں یہ مساوات رکھنے میں کامیاب ہوگئی گویا وہ اپنے بچوں کو کامیاب افراد بنانے میں کامیاب ہوگئی۔

اس لیے احادیث مبارکہ میں بھی بچوں کے درمیان برابری کا سلوک کرنے کی

Marfat.com

تاکید آئی ہے۔طبرانی کی ایک روایت ہے کہ

سَاوُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ۔ (طبرانی)

ترجمہ: اپنی اولاد کے درمیان دینے میں برابری کرو۔

اس کے بارے میں مزید احادیث نقل کی جاتی ہیں:

اِتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ۔ (طبرانی)

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ حَتّٰى فِي الْقُبَلِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔(ابن النجار عن النعمان)

اس طرح لڑکے اور لڑکی کے درمیان بھی فرق نہ کرے کہ ایک روایت میں ہے:

"جب تم اپنے بچوں میں تقسیم کرنے کے لیے کچھ لاؤ تو بیٹیوں سے شروع کرو کیونکہ بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیاں اپنے والدین سے زیادہ محبت کرتی ہیں۔"

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان اپنی مایہ ناز کتاب فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی و خاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔"

نیز آپ نے فرمایا:

"دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول کے برابر رکھے جو چیز دے پہلے بیٹیوں کو دے پھر بیٹوں کو۔" (فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

Marfat.com

اسی لیے حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ بوسہ لینے تک کے معاملہ میں برابری کی جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا بیٹا آ گیا انہوں نے اسے چوما اور گود میں بٹھا لیا، پھر ان کی بیٹی آئی اور انہوں نے اسے سامنے بٹھا لیا۔ اس پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان دونوں کے درمیان برابری نہ کی۔"

نیز اس ناانصافی سے ان کے بچوں میں آپس میں حسد اور رقابت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، اور بچے احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس سلسلے میں مائیں ایک خاتون حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما سے سبق حاصل کریں کہ انہوں نے اپنے شوہر کو بے انصافی اور عدم مساوات کا مرتکب نہ ہونے دیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میرے باپ حضرت بشیر نے اپنے مال میں سے کچھ حصہ میرے نام ہبہ کر دیا۔ اس پر میری ماں حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اس بات پر راضی نہیں کہ جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ہبہ پر گواہ نہ بنائیں۔ میرے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ہبہ پر گواہ بنا لیں جو انہوں نے میرے نام کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اس طرح دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: "نہیں۔" اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس (ظلم اور زیادتی) پر گواہ بننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ تو ایک بیٹے کو دے اور دوسرے کو نہ دے؟" ولو علی رغیف محترق اگرچہ روٹی

Marfat.com

کا جلا ہوا ٹکڑا بھی کیوں نہ ہو۔" (ابن النجار عن سہل بن سعد)

ایک روایت میں ہے:

اِتَّقُو اللهَ وَ اعْدِلُوْا فِيْ اَوْلَادِ كُمْ۔

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرو۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے:

لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ۔

ترجمہ: میں ظلم و زیادتی پر گواہ نہیں بنتا۔ (متفق علیہ)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو یکساں دے ایک کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح نہ دے۔"

اس لیے ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے درمیان مساویانہ سلوک کرے کہ بچوں کے درمیان ناانصافی سے بچوں کے دل سے ماں باپ کی محبت بھی نکل جاتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے اُن کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

برابری کے معاملے میں مائیں اس پیاری خاتون سے درس حاصل کریں کہ جس نے اپنی دونوں بیٹیوں میں ایک کھجور سے بھی انصاف کیا اور آدھی دونوں کو دی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَءَةٌ وَ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَنْ تُبْلٰى مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا

Marfat.com

مِنَ النَّارِ۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۲۳۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت کچھ مانگنے آئی۔ اس کے ہمراہ دو لڑکیاں بھی تھیں میرے پاس ایک کھجور تھی میں نے وہ اسے دے دی اس نے وہ کھجور دونوں لڑکیوں میں بانٹ دی اور خود کچھ نہ کھایا، پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی ان لڑکیوں کے سلسلے میں آزمایا گیا بس اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ عمل اس کے لیے نارِ جہنم سے پردہ بن جائے گا۔"

بلکہ ماں کو چاہیے کہ وہ بچوں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مساویانہ سلوک کی ترغیب دلائے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بھائی بہنیں ایک دوسرے سے محبت میں توازن نہیں رکھتے، بعض بہنیں ایک بھائی کو زیادہ چاہتی ہیں اور دوسرے کو کم یا بعض بھائی اپنی ایک بہن کو بہت زیادہ چاہتا ہے اور دوسری کو نہیں تو اس سے بھی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔

لہذا بھائی، بہنوں کو بھی چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا یکساں سلوک کریں۔ تحائف میں محبت کے معاملے میں اور دیگر معاملات میں برابری کا سلوک کریں تاکہ آپس میں محبت کی فضا قائم رہے۔

## ماں بچے کو وقت دے

ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو بھرپور وقت دے کہ بچوں کو ماں کی شفقت ماں کی آغوش، ماں کے پیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دن بچوں کو دینا ہو، اس دن کے اپنے تمام کام نمٹا کر رکھے اور اس دن کو بچوں کے ساتھ گزار لے۔ ان کے ساتھ بیٹھے

انہیں واقعات سنائے ان کے ساتھ کھیلے، یا اس دن جلدی جلدی گھر کے کام نمٹا کر بچوں کے ساتھ وقت گزارے اور یہ وقت خصوصاً انہی کے ساتھ گزارے کہ یہ بہت ضروری ہے، جب بچے باہر سے آئیں تو انہیں یہ حکم نہ دیا جائے کہ کپڑے اتارلو، یہ کرلو، وہ کرلو۔ بلکہ ماں خود اس کے قریب آ کر پیار و محبت سے اس کے یہ کام خود سر انجام دے۔

اور بچے کی چھٹی کے علاوہ بھی ماں کو چاہیے کہ باقی دنوں میں بھی بچوں کو وقت دے۔ اس کو کمپنی دے۔ کھانے میں ان کے ساتھ شریک رہے۔ رات کو ان کے ساتھ لیٹے تو اس کو اچھے واقعات سنائے۔ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرے۔ انہیں اپنی محبت کا احساس دلائے۔

بہت سی عورتیں جاب یعنی سروس کرتی ہیں اور آ کر تھک ہار کر سو جاتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو وقت نہیں دے پاتیں۔ اسی طرح بہت سی عورتیں میکے کے چکر لگاتی رہتی ہیں۔ یا رشتے داروں کے ہاں چلی جاتی ہیں یا ان کی دعوتوں میں جانا ہوتا ہے۔ یا بازاروں کے چکر کاٹنے اور شاپنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے اپنے بچوں پر توجہ نہیں دیتیں۔ ایسی ماؤں سے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ اپنے نونہالوں کو آپ وقت دیں کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ اس طرح بچے احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اس کمی کا احساس کرنے لگتے ہیں، پھر انہیں یہ کمی لفظوں میں بتانی نہیں آتی، تو وہ اس عدم محبت پر بات بات پر روتے ہیں۔ یا چڑچڑے ہو جاتے ہیں اور پھر ایسے بچے کمزور شخصیت کے مالک بنتے ہیں۔ ماں کی عدم محبت اور عدم قربت بچے کی شخصیت کو بری طرح متاثر کرتی ہے، لہٰذا جو بہنیں یعنی جاب کرتی ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ جن بچوں کا مستقبل اچھا بنانے کے لیے وہ کوشش کر رہی ہیں جب ان کے سبب سے ان کے بچے کی شخصیت متاثر ہو رہی ہے تو ان کے ایسے پیسے کا کیا فائدہ۔

روپے پیسے کی کمی ہو، لیکن بچے کی شخصیت مضبوط ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی چیز

Marfat.com

نہیں بلکہ روپے پیسے کی مذمت ہی بچے کے دل میں بٹھانی چاہیے۔اس کو قناعت، سادگی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا سکھانا چاہیے۔اس کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہیے کہ ہر چیز روپیہ پیسہ ہی نہیں، اور اگر کوئی چیز پیسوں سے حاصل نہ ہو سکے تو جنت کی چیزوں کا ایسا اس کے ذہن میں نقشہ بٹھایا جائے کہ بیٹا اگر یہ نعمت نہ ملی تو کیا ہوا، اگر آپ اس کے ذہن میں جنت کا نقشہ بنا دیں گی تو آپ اس کا ذہن بنا سکتی ہیں کہ بیٹا آپ اچھے بن جائیں تو آپ کو جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

اور جو روپے پیسے کی کمی کی وجہ سے کوئی چیز نہ خرید سکے اس پر اسے ثواب ملتا ہے، اس کے دل میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ اس کو کوئی چیز نہ ملنے کا غم نہ ہو، تو انشاء اللہ بچے کی قناعت اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے کا درس ملے گا۔ اگر آپ کے بچے نے ان باتوں کو اپنا لیا، تو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا، اور آپ کے لیے نجات کا باعث ہوگا۔

بہت سی عورتیں بچوں کو پہلے اسکول بھیج دیتی ہیں پھر ٹیوشن پڑھنے بھیج دیتی ہیں اور واپسی پر جلدی سلا دیتی ہیں اور خود وقت نہیں دے پاتیں اس طرح بچے کی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔

ماں کو چاہیے کہ سمجھداری اور ہوش مندی سے کام لے بچوں سے دلی محبت کرے ہر کام طریقے اور سلیقے سے انجام دے، خود تکلیف برداشت کرے وقت سے پہلے اٹھ جائے، بچوں پر بھرپور توجہ دے کہ ان کے کام خود کرے۔

ماں کو چاہیے کہ وہ اولاد جیسی نعمت کی قدر کریں بچوں کو وقت دے بچوں پر توجہ دے، بچوں کے لیے اپنی نیند کی قربانی دے، کھانے کی قربانی دے۔ دعوتوں میں نہ جانے کی قربانی دے۔ بازاروں میں نہ جانے کی قربانی دے۔ ہر چیز کو برداشت کرے اور مسکرا کر اپنے نونہالوں کی صحیح تربیت کرے۔ یہ ذہن بنا کر تربیت کرے کہ میرا

Marfat.com

بچہ یا بچی بڑے ہو کر خوب دین کی خدمت کریں اور اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جائیں۔

## کھیل کود

بچوں کے لیے کھیل کود بہت مفید ہے۔ بچوں کو تھوڑا بہت ٹائم کھیل کود کے لیے بھی دینا چاہیے ورنہ اُن کے اندر کی صلاحیتیں رک جاتی ہیں۔

خود پیارے آقا ﷺ نے کھیل کی اجازت فرمائی اور اس کی ترغیب بھی دلائی۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لڑکیاں کھیلنے کے لیے آیا کرتی تھیں، جب وہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو دیکھتیں تو پردے کے پیچھے چھپ جاتیں۔ پیارے آقا ﷺ باہر تشریف لے جاتے تاکہ سب مل کر کھیلیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گڑیاں بھی تھیں، آپ ﷺ پوچھتے: ”عائشہ یہ کیا ہیں؟“ عرض کرتیں: ”یہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے ہیں۔“

پیارے آقا ﷺ سیر و تفریح بھی فرمایا کرتے تھے۔ کشتی بھی فرمایا کرتے تھے۔ تیراکی بھی فرمایا کرتے تھے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کی حیات طیبہ کے معمولات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اچھی اور متوازن زندگی کے لیے سیر و تفریح اور کھیل ضروری ہے۔

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”تم تیر اندازی سیکھو، کیونکہ یہ تمہارے کھیل کود سے بہتر ہے۔“ (طبرانی)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تمام دن میں ایک گھنٹہ بچے کو کھیل کود کی اجازت دیں، تاکہ وہ رنجیدہ خاطر نہ ہو کہ تنگ دلی سے اس میں بداخلاقی پیدا ہوگی اور وہ باغی بن جائے گا۔“ (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۴۷)

بچوں کے اندر شوخی، شرارت، اچھل کود، توڑ پھوڑ یہ بچپن کے خاص اور ذہانت و زندگی کی علامت ہیں۔ بعض گھرانوں میں بچے جب کوئی ایسا عمل کرتے ہیں تو دادی،

Marfat.com

پھوپھی وغیرہ انہیں ڈانٹ کر بٹھا دیتی ہیں۔

جولوگ ایسا کرتے ہیں یہ بالکل درست نہیں ان کو بچوں کو کھیلنے کا موقع دینا چاہیے ورنہ یہ بچے کی فطرت سے جنگ کے مترادف ہے، کیونکہ بچے میں جتنی شوخی ہوتی ہے، وہ اتنا ہی ذہین ہوتا ہے۔

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ دربارِ خلافت میں تشریف لے جاتے۔ خلیفہ آپ کا بہت احترام کرتا تھا ایک بار آپ خلیفہ کے دربار میں تشریف لائے تو ایک بچہ ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا تھا۔ خلیفہ نے فرمایا:

"یہ میرا بچہ ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"یہ بچہ ہے یا بوڑھا" مطلب یہ کہ بچے کو چلبلا ہونا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

"بچوں کو زمانہ طالب علمی میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دیا جائے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَصْطَرِعَانِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔

ترجمہ: امام حسن اور حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کشتی لڑا کرتے تھے۔

بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ یہ دونوں صاحبزادے آپس میں خوش خطی کا مقابلہ بھی کیا کرتے تھے۔

لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ بچوں کو کھیل کود کا موقع ضرور دیں کہ کھیل کود سے ذہن نشو ونما پاتا ہے۔ بدن چست اور پھرتیلا رہتا ہے کودنے، دوڑنے، بھاگنے سے اعضاء کھلتے ہیں۔ اعصاب مضبوط اور کشادہ ہوتے ہیں اور اس سے دینی فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ جو جس قدر صحت مند، چست اور چالاک ہوگا، اسی قدر دین کے معاملات ٹھیک

Marfat.com

طریقے سے ادا کرے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تفریحاً جھولا جھولنا کیسا ہے؟

فرماتے ہیں:

”شارع عام پر نہ ہو، مکان میں ہو کچھ حرج نہیں یہ تو بدن کی ریاضت ہے، بعض امراض میں اطباء مفید بتاتے ہیں۔ (عورتوں کے لیے بھی جائز ہے) اگر کوئی نامحرم نہ ہو، اور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو ان کے واسطے یعنی جائز ہے۔ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی میں اپنے مکان میں جھولا جھول رہی تھی کہ میری ماں مجھ کو اٹھا کر لے گئیں۔“

(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۲۵۹)

لیکن ماؤں کے لیے توجہ طلب امر یہ ہے کہ بچوں کو ایسے کھیل کود کا موقع فراہم کریں جو کہ جائز ہوں، کیونکہ ناجائز کھیل کھیلنے کا بچوں کو موقع فراہم کرنے کا والدین کو گناہ ملے گا۔ اکثر مائیں یہ کہتی ہیں کہ ہمارے بچے ٹی وی نہیں دیکھتے، بلکہ گیمز کھیلتے ہیں تو آپ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ آج آپ کا بچہ ٹی وی پر گیم کھیلے گا کل ڈرامہ اور فلم دیکھے گا۔

اس لیے بچوں کو ابتداء ہی سے ایسی عادتیں نہ اپنانے دیں جس سے دنیا اور آخرت کا خسارہ ہو۔

اس کے علاوہ کمپیوٹر پر گیمز کی سی ڈی Game's CD مائیں بچوں کو خود لا کر دیتی ہیں۔ پھر یہی بچے Game's CD کے بعد فلموں، گانوں اور فحش چیزوں کی سی ڈی لگاتے ہیں اور مائیں انہیں ناگواری کے باوجود ٹوکتی تک نہیں کہ یہ خود ان کی اپنی کارستانی ہے۔

Indoor Games میں بچے لوڈو Lude، کیرم Carum وغیرہ کھیلتے ہیں

اوران گیمز میں بچے شرط بھی لگاتے ہیں جس سے ان کے اندر شرط جیتنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے پھر ہارنے پر بچوں کے اندر اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے جیلسی اور Ferstration (احساسِ کمتری) جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور ویسے بھی اسلام میں شرط لگانا جائز نہیں۔لہٰذا بچوں کوایسے کھیل نہ کھیلنے دیں جوکہ ان کی ذہنی نشوونما میں رکاوٹ پیدا کریں یاان کے ذہن و دماغ کو خراب کریں جیسے ایک کھیل "کروڑ پتی" بھی ہے کہ بچے بہت شوق سے کھیلتے ہیں۔اس قسم کے کھیل سے بچوں کے اندر حبِ مال کا جذبہ پیدا ہوتا ہے مال خریدنے، بیچنے پر خسارہ کا سامنا وہ کرنا نہیں چاہتا اور اگر خسارہ ہوتو وہ اسے برداشت نہیں کرتا۔اس کے نتیجے میں بچے کے اندر توڑ پھوڑ، چڑچڑے پن کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جوکہ ذہن وجسم دونوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔

لہٰذا اس مقصد کی تکمیل کے لیے ماؤں کو چاہیے کہ بچوں کوایسے کھیل کھلائیں جو کہ جائز بھی ہوں اوران کی ذہنی وجسمانی نشوونما کے لیے فعال ہوں۔

## خودداری اور خوداعتمادی

بچے کے اندراپنی ذات کی اہمیت کا احساس بھی ہونا چاہیے ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے اندر خوداعتمادی کا احساس پیدا کرے۔اس کو یہ احساس دلائے کہ اس کی گھر میں بہت اہمیت ہے۔اس کو یہ احساس دلائے کہ وہ بہت کچھ کرسکتا ہے نیز اس کو یہ احساس بھی دلائے کہ کسی سے اچھی گفتگو کرتے وقت شرمانا نہیں چاہیے اگر مسکرا کر خوداعتمادی سے گفتگو کرے گا تو سب اس سے محبت کریں گے۔

نیز اس کو یہ احساس بھی دلائے کہ وہ دنیا میں بے مقصد نہیں بھیجا گیا۔کیا خبر اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی عظیم الشان کام کے لیے پیدا کیا ہے، کیونکہ اگر بچوں کے اندر خوداعتمادی پیدا نہ ہوتو ان کی شخصیت کمزور اور مسخ ہو جائے گی۔اس طرح وہ کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے، بلکہ خود ان کی ذات ہی دوسروں کے لیے وبال بن جائے

گی۔اسی طرح اگر مالی حالات بہتر نہ ہوں تو اس کا احساس بھی بچے کے اندر نہیں پیدا ہونا چاہیے، بلکہ بچوں کو اس معاملے میں بھی خوش کن سوچ دے کہ ہمارے بزرگانِ دین تو خود غربت و افلاس کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ دنیا کی دولت سے دور بھاگتے تھے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنے بڑے مقاموں پر فائز کیا کہ وہ دنیا سے دور بھاگتے تھے اور دنیا اُن کے در کی سوالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو ان کے در کا سوالی بنا دیا۔

بچے کے دل میں دنیا سے بے رغبتی پیدا کی جائے۔ نیز جنت کی نعمتوں کا خوب اُس کے سامنے نقشہ کھینچا جائے کہ اصل زندگی اور نعمتیں آخرت کی ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی نعمت نہیں تو اس میں محرومی کی بات نہیں۔

ان شاء اللہ بچے کے اندر یقینِ محکم، اللہ تعالیٰ کی ذات پر سچا توکل پیدا ہوگا تو وہ دنیا میں کامیاب ترین انسان بن جائے گا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر مدینہ منورہ کے کسی راستے پر ہوا وہاں بچے کھیل رہے تھے اُن بچوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ بھی چھوٹے تھے اور ان بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر باقی بچے بھاگ کھڑے ہوئے لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھا کہ تم دوسرے بچوں کے ساتھ کیوں نہیں بھاگے۔ انہوں نے کہا کہ میں مجرم نہیں ہوں، جو آپ کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا اور نہ ہی راستہ تنگ ہے کہ میں بھاگ کر آپ کے لیے کشادہ کرتا۔

سبحان اللہ! ہمارے بزرگانِ دین اپنے بچوں کے اندر کیسی جرأت پیدا کرتے تھے اسی لیے ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے اندر سے احساسِ کمتری اور بلاموقع شرم و حیا جیسی عادتوں کو ختم کر دے کہ یہ سب ''شرمندگی'' کی شکل ہے۔

شرمندگی نام ہی دوسروں کی ملاقات سے بھاگنے، اور ان سے کنارہ کشی اختیار

Marfat.com

کرنے کا ہے۔ اس لیے سمجھدار ماؤں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو دوسروں کے ساتھ ڈیل کرنا سکھائیں۔

کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اچھے یا بُرے لوگ پیدا نہیں ہوتے بنائے جاتے ہیں اس لیے بچے کی صحیح نشوونما کا خاص خیال رکھا جائے اور بچے کو عدم اعتماد اور عدم تحفظ کا شکار نہ ہونے دیں کہ ایسی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے اور بچے متوازن تعلقات برقرار نہیں رکھ پاتے۔

جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو اسے عملی طور پر دوسروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ڈیل کرنے اور میل جول رکھنے کا موقع دینا چاہیے۔ علماء کی محفلوں اور بڑوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھنے کا اس کو موقع دینا چاہیے تا کہ اس کے اندر دانائی پیدا ہو اور سوجھ بوجھ بڑھے۔

## بچے کو کاہل نہ بنائیے

مومن غفلت اور لاابالی پن سے دور ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ غفلت برتتے ہیں سستی و کاہلی کے عادی ہوتے ہیں وہ ظاہری و باطنی کمالات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

لہٰذا ماں اگر یہ چاہتی ہے کہ اس کی آنکھوں کا تارا دینی اور دنیوی دولتوں اور ظاہری و باطنی کمالات سے مالا مال ہو تو اسے چاہیے کہ اس کو ہرگز کاہل نہ بننے دے کہ اس کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

**وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۰۵﴾** (سورہ اعراف:۲۰۵)

ترجمہ: اور غافلوں میں نہ ہونا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

نیز احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

**اللھم انی اعوذبک من الکسل والھرم۔**

چنانچہ غفلت مومن کو زیب نہیں دیتی۔ مومن ذمہ دار اور اعتدال پسند ہوتا ہے۔ اس لیے ماں شروع ہی سے بچے کے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کرے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں ایسے آدمی کو دیکھنا پسند نہیں کرتا جو نہ تو دنیا کے کام میں لگا ہو اور نہ ہی آخرت کے کام میں لگا ہو، بلکہ بے کار میں اپنا وقت ضائع کرے۔''

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچپن سے ہی بچے کو مستعد، چست اور چاک و چوبند بنائے نیز اس کے سامنے سستی کی مذمت بیان کرتی رہے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ایسی چیزوں کے حریص بنو جو تمہیں فائدہ پہنچانے والی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو اور عاجز و کاہل نہ بنو۔''

## کسی سے کچھ مانگنے نہ دیا جائے

یہ بہت ہی قبیح عادت ہے، اس سے بچے کی شخصیت خراب ہوتی ہے بچہ کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ اس کی جو جائز خواہشات ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی پوری فرمائے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ان کی تکمیل کی دعا کی جائے۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو ہرگز ہرگز کسی سے کچھ نہ لینے دے اگر بچپن میں یہ عادت پڑ گئی اور پختہ ہو گئی تو بڑے ہو کر اس عادت کو نکالنا مشکل ہو گا۔

نیز حدیث پاک میں بھی بغیر ضرورت سوال کرنے کی ممانعت آئی ہے کہ حدیث شریف میں ہے:

''جب کوئی شخص اپنے لیے سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔''

لہٰذا بچے کے ذہن میں ابتداء ہی سے یہ بات بٹھائی جائے کہ مانگنے سے مشقت برداشت کرنا بہتر ہے اور لوح دل پر یہ بات نقش کر دی جائے کہ مانگنے میں

Marfat.com

ذلت ورسوائی ہے۔

نیز ایک حدیث پاک میں اس کی یوں مذمت آئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی شخص سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ اس کے جسم پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔“

سوال کرنا ہر صورت میں برا ہے اور بچوں کی تربیت میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ان میں یہ عادت کسی طور بھی پیدا نہ ہو کہ آج اگر اس میں یہ عادت پیدا ہو گئی تو آئندہ ہر وقت اسے دوسروں سے مانگنا اچھا لگے گا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمایا کرتے تھے:

”اے اللہ! میری زبان کی حفاظت فرما، تیرے غیر سے جیسا کہ تو نے میری پیشانی کی حفاظت فرمائی کہ وہ تیرے غیر کے آگے نہ جھکے۔“

نیز امام غزالی علیہ الرحمۃ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

”بچے کو تواضع سکھائیں۔ اس کو دوسروں سے کچھ نہ لینے دیں، بلکہ اس کو بتائیں کہ کسی سے کچھ لینا فقیروں اور بے ہمتوں کا شیوہ ہے۔ اس کو ہرگز اجازت نہ دیں کہ کسی سے روپیہ پیسہ قبول کرے۔ یہ اس کی ابتری اور خرابی کا باعث ہوگا۔ اس کو اس امر کی تعلیم دیں کہ لوگوں کے روبرو ہاتھ نہ پھیلائے۔“

(کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷، ۴۷۸)

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جو شخص سوال سے بچے اور لوگوں سے استغناء کا اظہار کرے لیکن

Marfat.com

اگر کوئی شے اسے دی جائے تو اسے واپس نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے پرواہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا دل غنیٰ سے بھر دیتا ہے۔" (تفہیم البخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲۲)

حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت سعید بن میسب سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا۔"

پھر فرمایا:

"اے حکیم یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے، جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ مثل اس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔"

حکیم نے کہا، میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ دنیا سے مفارقت کر جاؤں۔"

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو بلاتے تاکہ ان کو وظیفہ دیں تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

"یا معشر المسلمین! میں تم کو حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کرتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔"

Marfat.com

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے کچھ نہ لیا حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ (تفہیم البخاری جلد ۴ صفحہ ۵۳۳)

سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا کہ اگر ان میں سے کسی کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو وہ اس کے پکڑانے میں کسی دوسرے شخص سے سوال نہ کرتے تھے۔

ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان خود بھی سوال کرنے سے بچتے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تربیت دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے صحابہ کرام کے بچے بڑے باشعور ہوتے تھے۔ جیسا کہ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کی لڑائی کے وقت میری عمر تیرہ سال تھی لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قبول نہ فرمایا۔ میرے والد نے بھی سفارش کی کہ اس کے اعضاء اچھے ہیں، ہڈیاں بھی موٹی ہیں لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کم عمر ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں دی۔ میرے والد اس لڑائی میں شہید ہو گئے اور کچھ مال وغیرہ ہمارے پاس نہیں تھا۔ میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کی غرض سے حاضر ہوا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو صبر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطا فرماتا ہے۔ جو اللہ سے پاکبازی مانگتا ہے اللہ اس کو پاکبازی عطا فرماتا ہے۔ جو غنیٰ چاہتا ہے تو غنیٰ عطا فرماتا ہے۔"

آپ نے سنا تو کچھ طلب نہ کیا اور واپس چلے گئے۔

سبحان اللہ! یہ حضرات کیسی شان کے مالک تھے۔ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سن کر اپنی ضرورت کا اظہار بھی نہ کیا اور واپس چلے گئے۔

لہٰذا ماں کو بھی چاہیے کہ اپنے بچے کی تربیت اس انداز سے کرے کہ بچے کے اندر کسی سے مانگنے کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہم نو، آٹھ یا سات آدمی تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے بیعت لی اور فرمایا کہ ''اللہ کی اطاعت کرو گے۔''

اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ ''لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔'' میں نے اس جماعت کے بعض ساتھیوں کو دیکھا کہ ان کا سواری سے چابک گر جاتا تھا اور وہ کسی سے اس کے اٹھا کر دینے کا سوال نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے کی مذمت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ سوال کرنے سے حتیٰ الامکان گریز کریں۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

''علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بلاضرورت سوال کرنا حرام ہے۔''

## ٹی وی وغیرہ سے بچانا

بچہ ماں کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے اس کا دل ایک نفیس گوہر ہے جو موم کی مانند ہے جیسا نقش بنائیں گے بنتا چلا جائے گا یا اس کی مثال ایک پاک زمین کی سی ہے جس میں جیسا بیج بوئیں گے ویسا ہی اُگے گا۔ اگر اس میں نیکی کا تخم بویا جائے تو اس میں سے دنیا و دین کی سعادت کا پھل حاصل ہو گا اور اس میں ماں کا حصہ بھی شامل ہو گا کہ ماں کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کے برخلاف اگر وہ بد بخت ہے تو وہ جو برا کام کرے گا اس میں ماں بھی حصے دار ہو گی یعنی ماں کو بھی گناہ ملے گا۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو ہر اس کام سے بچائے جو جہنم کی آگ میں لے جانے کا سبب ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (سورہ تحریم:۶)

Marfat.com

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کرنا بھی جہنم کی آگ سے آنکھوں کو پُر کرنا ہے

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے۔

''جس نے اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کیا اس کی آنکھوں میں جہنم کی آگ بھر دی جائے گی۔''

ٹی وی ڈرامے فلموں وغیرہ کا دیکھنا بھی حرام فعل ہے لیکن افسوس کہ ماں خود پیسوں سے خریدوا کر یہ آگ اپنے گھر میں رکھواتی ہے خود بھی دیکھتی ہے اور بچوں کو بھی اس کا عادی بناتی ہے اور اس کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ کیا کریں بچے ضد کرتے ہیں، تو کیا اگر کہیں آگ لگی ہو اور بچہ آگ میں کودنے کی ضد کرے تو ماں اسے کودنے دے گی؟ یا اگر ماں سڑک کے کنارے کھڑی ہو اور بچہ بھاگ کر روڈ پر جانے کی ضد کر رہا ہے تو یہ ضد تو پوری نہیں کی جارہی کیونکہ اس کا نقصان ماں کو پتا ہے۔

تو وہاں جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں کیوں بچے کی ضد پوری کی جاتی ہے اور اس کے جہنم میں جانے کے اسباب مہیا کیے جاتے ہیں۔

کاش! کہ ایک اچھی ماں اس نقطے پر غور کرے اور اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرے اور ہمت کر کے ٹی وی کی اس نحوست کو اپنے گھر سے دور کر دے۔

آج کل حال یہ ہے کہ ماں باپ کے سامنے اولاد جھوٹ بولتی ہے، گالیاں بکتی رہتی ہے، مگر وہ دیکھتے رہتے ہیں کچھ بولتے نہیں ہیں۔ بچہ اگر کوئی فلمی گانا گالے یا ڈانس کی طرح ٹانگیں تھرکالے تو ماں باپ اور گھر کے دیگر افراد دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں ٹی وی اور وی سی آر پر اپنے پاس بٹھا کر بچوں کو گندے مناظر دکھاتے ہیں مار دھاڑ دکھانا، چوریوں اور ڈکیتیوں کے کیس دکھانا، کیا یہ ڈاکو کی تربیت نہیں ہے؟

Marfat.com

آپ نے اخبارات میں ایسے واقعات پڑھے ہوں گے کہ ایک ڈاکو پکڑا گیا اس سے انٹرویولیا گیا تو اس نے کہا کہ اس کو فلمیں دیکھ کر اور ٹی وی کے ڈرامے دیکھ کر اس کو ڈاکو گیری کا شوق ہوا۔اس میں سارے Track سکھائے جاتے ہیں یہ ترقی یافتہ میڈیا سارے Track سکھاتی ہے چوریوں کے ڈکیتیوں کے دیگر مناظر Sex کے مناظر عشق کرنا، پھر فلمیں دیکھ کر عشق میں گرفتار ہوتے ہیں پھر معلوم ہوتا appear ہے کہ وہ بھگا کر لے گیا ہم بھی بھگا کر لے جائیں کسی کو اپنا کرلیں یا کسی کے ہو جائیں۔ یہ سب راہیں شیطان دکھاتا ہے۔

کتنی بدنصیبی ہے ہم مسلمانوں کی کہ آج ماں کی گود ہماری اصل تربیت گاہ تھی ہمارا پہلا مدرسہ تھا اس کا نظم درہم برہم ہو گیا۔

ٹی وی کا عذاب بچوں کو ہی نہیں ہوگا بلکہ اس کو گھر میں لانے والے خریدنے والے، اس پر سرمایہ لگانے والے، بچوں کو اس میں مشغول کرنے والے کو بھی ملے گا اور تباہی دنیا و آخرت کے سارے کام والدین خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ‌ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۶﴾ (سورہ لقمان:۶)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

(ترجمہ کنزالایمان)

لہو ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ (خزائن العرفان)

Marfat.com

ایک بزرگ کا قول ہے:

"اپنی اولاد کو شریعت پر عمل کرنے اور ممنوع چیزوں سے بچنے کا حکم دو کیونکہ یہ ان کے لیے جہنم سے بچنے کا طریقہ ہے۔"

عرب شریف میں دو باعمل دوست رہتے تھے ایک ریاض میں دوسرا جدہ میں ریاض والے دوست کا انتقال ہوگیا۔ ایک دن جدہ شریف والے دوست نے ریاض والے دوست کو خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے اس نے عذاب کا سبب دریافت کیا تو مرحوم دوست کہنے لگا مجھے فلموں اور ڈراموں سے اگرچہ نفرت تھی مگر اپنے بچوں کے اصرار پر میں نے ان کو ٹی وی خرید کرلا دیا۔ آہ! میں جب سے فوت ہوا ہوں اپنے گھر والوں کو ٹی وی لا کر دینے کے سبب سے عذاب میں مبتلا ہوں۔

ہائے وہ تو مزے لے لے کر ٹی وی میں ڈرامے دیکھتے ہیں اور میں قبر میں عذاب بھگت رہا ہوں۔ بھائی مہربانی کرو مجھ پر ترس کھاؤ اور میرے گھر والوں کو سمجھاؤ کہ وہ ٹی وی کو گھر سے نکال دیں۔ جب صبح ہوئی تو جدہ شریف والے دوست کو رات والا خواب یاد نہ رہا دوسری شب پھر اسی طرح کا خواب دیکھا جس میں دوست چلا رہا تھا۔

"تم میرے گھر سے جلدی ٹی وی نکلواؤ۔"

چنانچہ وہ بذریعہ ہوائی جہاز فوراً ریاض پہنچ گیا۔ تمام گھر والوں کو جمع کر کے اس نے اپنا خواب سنایا سنتے ہی سب رونے لگے۔ بڑا بیٹا جذبات کے عالم میں اٹھا اور اٹھ کر ٹی وی کو اُچک کر زور سے زمین پر پٹخ دیا ایک دھماکے کے ساتھ ٹی وی کے پرخچے اُڑ گئے اس نے گھر میں اعلان کیا کہ آج کے بعد کبھی بھی منحوس ٹی وی ہمارے گھر میں داخل نہیں ہوگا کہ اس کی وجہ سے ہمارے پیارے ابو جان عذاب میں گرفتار ہوئے۔

جدہ شریف والا دوست جب رات سویا تو اس نے اپنے مرحوم دوست کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا۔ مرحوم مسکرا کر کہہ رہا تھا جس وقت میرے بیٹے نے ٹی وی کو

Marfat.com

زمین پر پہنچا الحمدللہ اسی وقت مجھ سے عذاب دور ہو گیا۔ (رسالہ ٹی وی کی تباہ کاریاں)

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بھائی نے برطانیہ سے خط میں لکھا:

''ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ ایک رات قبرستان میں مَیں قبر کے پاس بیٹھ گیا میری آنکھ لگ گئی میں جس قبر کے پاس بیٹھا تھا اس کے حالات میرے سامنے ہو گئے۔ صاحب قبر چیخ و پکار کر رہا تھا اور مجھ سے کہہ رہا تھا کہ

''میں ایک بیٹا چھوڑ کر مرا ہوں افسوس کہ میں نے اس کی سنتوں بھری تربیت نہیں کی وہ جب بھی ٹی وی چلاتا ہے تو مجھ پر عذاب کی شدت ہو جاتی ہے اس وقت بھی وہ ڈرامہ دیکھ رہا ہے اور مجھے عذاب ہو رہا ہے۔''

صاحبِ قبر نے مجھے اپنے بیٹے کا نام اور پتہ دیا۔ میں گیا تصدیق کے بعد میں نے پوچھا کہ رات کو تم نے ٹی وی دیکھا تھا اس نے اقرار کیا تو میں نے خواب سنا دیا نوجوان رونے لگا۔ اسی وقت اس نے ٹی وی نکال دیا۔''

آج کل عموماً یہ ہوتا ہے کہ اگر گھر میں مہمان آجائیں یا ماں ٹیلی فون پر گفتگو کر رہی ہو یا گھر کے کسی کام میں مشغول ہو اور بچہ اُسے پریشان کر رہا ہو تو وہ بچے کو ٹی وی آن کر کے بٹھا دیتی ہے جس سے بچہ ٹی وی پر مناظر دیکھتا رہتا ہے۔ موسیقی سنتا رہتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ بچے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام سے آشنا کرایا جاتا عشقِ مصطفیٰ ﷺ پیدا کیا جاتا ہے۔ یہاں بچے کو شروع سے ٹی وی دکھا کر ان اداکاروں کی ادائیں سکھائی جاتی ہیں۔ آہ! یہ ہم اپنی اولاد کو کس رخ پر لے جا رہے ہیں؟

اس کے علاوہ مائیں اپنے بچوں کو Cartoon Network کا عادی بناتی

Marfat.com

ہیں روزانہ شام کو انہیں کارٹونز دیکھنے کے لیے وقت دیتی ہیں۔ یہ سب بچے کے بگڑنے کے اسباب ہیں۔

نیز ٹی وی دیکھنا بچوں کی جسمانی صحت کے لیے بھی بہت نقصان دہ ہے۔ ٹی وی دیکھنے سے بچے کی نظر کمزور ہوتی ہے۔ حافظہ کمزور ہوتا ہے کیونکہ اس کا اثر دماغ پر پڑتا ہے، بلکہ جدید تحقیق کے مطابق کینسر جیسا مرض بھی ٹی وی دیکھنے سے ہوتا ہے۔ اس طرح گانے باجے سننے سے بھی اپنے بچے کو محفوظ رکھیں۔

## گھریلو اختلاف سے پرہیز

بچے کا ذہن ایک سادہ کاغذ کی مانند ہوتا ہے جس پر ماں باپ اس کے گھر اور باہر کا ماحول جو کچھ نقش کرتا ہے اس پر نقش ہو جاتا ہے اور بچپن کے یہ نقوش بہت نمایاں اور پائیدار ہوتے ہیں۔

چنانچہ ماں کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کے ذہن و دماغ میں کوئی غلط بات نقش نہ کر سکے۔ اس لیے ماں کو اپنے گھر کا ماحول صاف رکھنا چاہیے۔ یعنی لڑائی جھگڑوں اور نوک جھونک سے غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اور جب بچہ اپنے بہن بھائی اور گھر والوں کو آپس میں گتھم گتھا دیکھتا ہے۔ شور شرابہ، ہنگامہ، چیخ پکار وغیرہ دیکھتا ہے۔ تو بچے کے اندر بھی یہ صفات گھر کر لیتی ہیں۔

اس لیے بچے کی تربیت میں گھر کا اچھا اور پرسکون ماحول ایک بہترین معاون ثابت ہوگا۔

اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ والدین بچوں کے سامنے لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں بچہ پریشان ہو کر کبھی ماں کا چہرہ دیکھتا ہے کبھی باپ کا منہ تکتا ہے۔

باپ چیختا ہے ماں جوابی کارروائی کرتی ہے دھاڑتی ہے۔ خوب گھر میں چیخ و پکار توڑ پھوڑ ہوتی ہے نتیجتاً کبھی باپ ماں کو گھر سے نکال باہر کرتا ہے ماں میکے جاتی ہے

Marfat.com

بچہ کئی دن ننھیال میں گزارتا ہے۔ پھر باپ کے گھر واپس آتا ہے۔

بچوں کے سامنے ان کا اندازِ زندگی درست نہیں ہوتا اس لیے بچے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ بچوں کے سامنے بچوں کی امی کو جھاڑنا، مارنا، ڈانٹنا، ڈپٹنا صحیح نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ بچے فطری طور پر ماں سے قریب ہوتے ہیں۔ باپ سے اتنا قریب نہیں ہوتے۔ اس لیے اگر آپ ایسا رویہ رکھیں گے تو بچے آپ سے دور ہو جائیں گے اور آپ کی بات اثر نہیں کرے گی۔ (ملفوظاتِ عطاریہ حصہ سوم)

لہٰذا ماں اور باپ دونوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی خاطر آپس کے اختلافات کو ختم کر کے بچے کو ایک صحت منداور پرسکون ماحول فراہم کریں۔

دونوں فریقین میں سے اگر کسی ایک نے بھی جھگڑا کرنا، اختلاف کرنا چھوڑ دیا تو یقیناً اس سے بھی فائدہ حاصل ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں جھگڑا نہ کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے باطل یعنی جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اس کے لیے بہشت کے کنارے پر مکان بنایا جائے گا اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کردے اس کے لیے جنت کے درمیان مکان بنایا جائے گا اور خوش اخلاق کے لیے جنت کے اوپر والے حصے میں مکان بنایا جائے گا۔" (جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۹۲۵)

پس! ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام بچوں میں سونے جاگنے، کھانے پینے، کھیلنے کا معمول بنائیں اور اس کے گھر میں جھوٹ، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑے کا معمول ہرگز نہ ہو۔

ایک ماہر نفسیات کے پاس ایک خاتون اپنے بچے کو لائیں جو کہ نیند میں چیختا

تھا اور اکثر اوقات اپنے آپ کو زخمی کر لیتا تھا۔ ماہر نفسیات نے ان سے پوچھا کہ آپ کے گھر میں لڑائی جھگڑا اور چیخ و پکار تو نہیں ہوتی؟ اس خاتون نے جواب دیا کہ میری اور میرے شوہر کی اکثر لڑائی ہو جاتی ہے اس پر ماہر نفسیات نے بتایا کہ بچہ کا ذہن آپ کی لڑائی کی وجہ سے ہلچل اور ہیجان کا شکار ہو گیا ہے جب اسے حالت بیداری میں اپنے ہیجان کے اظہار کا موقع نہیں ملتا تو وہ نیند میں اس حالت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے بچے کو صحت مند بنانا ہے تو اسے پرسکون ماحول دینا ضروری ہے۔

اسی طرح ایک اور ماہر نفسیات کے پاس ایک شخص آیا جس کا مسئلہ یہ تھا کہ میرے دونوں بچوں کی عمر ۳ اور ۴ سال ہے مجھے دیکھ کر سہم جاتے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں ہوتی ہیں۔ مجھ سے قریب نہیں ہوتے اگر میں ان کو خود سے لپٹانے یا پیار کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو یہ مجھ سے روکھے روکھے رہتے ہیں۔ میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو سہم کر اپنے کمرے میں چھپ جاتے ہیں۔ اگر ان کا ہوم ورک چیک کرلوں یا اسکول کے بارے میں پوچھ لوں تو خوف کے مارے رونے لگتے ہیں۔

ماہر نفسیات نے پوچھا کہ کیا آپ نے بچوں کو کبھی مارا ہے یا ڈانٹا ہے؟

اس نے جواب "نہ" میں دیا، پھر پوچھا بچوں کی والدہ کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟

کہا: ہاں میری زوجہ سے انڈراسٹینڈنگ نہیں۔ ہماری ارینج میرج ہے اس لیے کبھی لڑائی بھی ہوتی ہے۔

ماہر نفسیات نے پوچھا: آپ نے کبھی اپنی بیوی کو مارا ہے، کہا: ہاں۔ لڑائی میں اکثر نوبت مار پیٹ پر بھی پہنچ جاتی ہے۔

ماہر نفسیات نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ آپ کے بچے آپ کو ظالم تصور کرتے ہیں۔ اپنی ماں کو پٹتے ہوئے دیکھتے ہیں تو آپ سے انہیں خوف محسوس ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے والد ہمیں بھی مارنے لگیں لہٰذا آپ کو اپنا رویہ گھر میں نرم رکھنا پڑے گا، ورنہ

Marfat.com

یہ بچے آپ سے کبھی بھی محنت نہیں کر سکیں گے اور باپ کے اس رویہ کی بدولت وہ ادھورے پن کا شکار ہو جائیں گے اور بڑے ہو کر ان کی شخصیت میں بھی کھوکھلے پن کا احساس رہے گا۔

## بچے کو جھوٹ سے نہ بہلائیں

جھوٹ ایک ایسا اخلاقی عیب ہے جو انسان پر سے اعتماد ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے جھوٹے انسان کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ بچہ اپنے اردگرد ہی سے جھوٹ بولنا سیکھتا ہے۔ اردگرد کے ماحول سے اس کا سب سے پہلا واسطہ چونکہ ماں کی ذات سے ہوتا ہے، لہٰذا ایک اچھی ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے سے جھوٹ نہ بولے۔ عموماً مائیں بچوں کو خاموش کروانے کے لیے انہیں بہلانے کے لیے کوئی بہانہ یا جھوٹا وعدہ کر لیتی ہیں، پھر بچوں کو وہ شے نہیں دی جاتی، اور مزید ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے کے ذہن میں یہ جھوٹ، حیلہ سازی، دھوکا دینا سب کچھ نقش ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں بھی اس عمل سے منع فرمایا گیا ہے۔

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ لِصَبِيٍّ تَعَالَ هَالَكَ ثُمَّ لَمْ يُعْطِهِ فَهِيَ كِذْبَةٌ۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

ترجمہ: "جس نے بھی کسی بچے کو کہا ادھر آؤ۔ یہ لو، پھر نہ دیا تو یہ جھوٹ ہے۔"

نیز حدیث مبارکہ میں جھوٹ کی بہت مذمت آئی ہے، جیسا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔"

اکثر ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بچوں سے جھوٹی باتیں کرتی رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر تم سو جاؤ تو ٹافی دوں گی، جلدی سے سو جاؤ بلی آ رہی ہے، ایسا نہیں کرو

Marfat.com

گے تو گھومنے چلیں گے، گود میں آجاؤ چیز دوں گی وغیرہ۔

بعض اوقات باپ بھی بچوں سے ایسے جھوٹے وعدے کرتا ہے کہ تم ہوم ورک Home Work کرلو تو Outing پر لے جاؤں گا۔ اس طرح گھر کے دیگر افراد بھی بچوں کا دل بہلانے کے لیے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

اپنے بچے کی شخصیت کو خراب اور جھوٹا بننے سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ بچے سے جھوٹ نہ بولا جائے اور اس سے ایک تو یہ کہ ماں باپ کا وقار بچوں کی نظروں میں کم ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ بچے کے ذہن میں جھوٹ یا سچ کی پہچان نہیں رہتی اور بچہ جھوٹ بولنا سیکھتا ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ کی اس قدر مذمت فرمائی ہے جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ میں کھیلنے کے ارادے سے باہر نکلا تو میری والدہ نے مجھے پکار کر کہا:

ھا تعال اعطیك۔

ترجمہ: ادھر آؤ میں تمہیں چیز دوں گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟"

جواباً عرض کیا:

"میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔"

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا اَنَّكَ لَوْ لَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ كِذْبَةٌ۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۶۸۱، باب التشدید فی الکذب)

Marfat.com

ترجمہ: میری یہ بات پلے باندھ لو، اگر تم اس کو کوئی چیز نہ دیتیں تو تمہارے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"بہلانے کے لیے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وہ وعدہ جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

جیسا کہ بعض اوقات گھروں میں عادت ہوتی ہے کہ گھر والے مذاق میں جھوٹ بولتے ہیں اس عادت کو بچے کا ذہن بھی اپنا لیتا ہے اور بچے بھی جھوٹ کے عادی ہو جاتے ہیں چنانچہ بچے کو اس عادت سے دور رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گھریلو ماحول کو جھوٹ سے پاک وصاف رکھا جائے ماں کے کسی فعل یا بات میں جھوٹ کا شائبہ نہ ہو، یا مائیں کسی واقعہ کی رنگ آویزی میں جھوٹ کا سہارا نہ لیتی ہوں کیونکہ یہ عادت اگر بچوں میں پختہ ہو جائے تو لاکھ کوشش کے باوجود نہیں نکلتی۔ خود راقمہ کا تجربہ ہے کہ بعض طالبات کی تربیت کے دوران جب ان کی گفتگو میں مبالغہ اور جھوٹ کی آمیزش کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو بہت کوشش کے باوجود بھی طالبات سے یہ عادت ختم نہ ہوئی۔ جب اس پر غور کیا اور تحقیق کی تو پتا چلا کہ پیچھے ان کے گھر کا ماحول اور ماؤں کے وصف کا اس عمل میں بہت بڑا ہاتھ ہے، لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں اور بچیوں کے سامنے صاف اور سچی گفتگو کریں۔ ان شاء اللہ بچوں کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوگا۔ اس سے بچے خود بھی نقصان سے بچیں گے اور دوسروں کو بھی نقصان دینے سے بچیں گے۔

اس طرح بعض اوقات خود باپ بھی بچوں کو جھوٹ بولنا سکھاتا ہے کہ اگر کوئی دروازے پر ملنے کے لیے آجائے اور اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کرے تو باپ بچے سے کہلوا دیتا ہے کہ جاؤ کہہ دو ابو گھر پر نہیں ہیں۔ اس طرح بچے اگر باپ سے ضد کرتے ہیں کہ گھمانے لے جائیں تو باپ جھوٹ بول کہہ دیتا ہے کہ "کل لے جاؤں گا" اس طرح

Marfat.com

بعض اوقات جب بچے ماں باپ سے کوئی سوال کرتے ہیں تو ماں باپ ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں اور جھوٹ بول دیتے ہیں۔

للہ! اپنے بچوں کو جھوٹ کے نقصان سے بچائیے اور جھوٹ کی مذمت بچے کے سامنے پیش کریں اور خود بھی اس کے سامنے جھوٹ بولنے سے بچیں۔

## بچے کو ادب سکھائیں

ادب سے مراد اسلامی زندگی کے طور طریقے ہیں، لہٰذا بچوں کو اسلامی طریقے سے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سفر پر جانے، آنے اور غرض یہ کہ روزمرہ میں کام آنے والے تمام اسلامی طریقوں کا علم ہونا چاہیے۔

اس لیے ان کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ایک ماں اپنے بچے کے اندر ان آداب کو پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

ادب کی اہمیت کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے:

**اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ وَ اَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ۔** (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

پھر فرمایا:

**عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمُ الْخَيْرَ وَ اَدِّبُوْهُمْ۔**

(رواہ عبدالرزاق وسعید بن مصرر)

ترجمہ: اپنے بچوں کو اور گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو اور ان کو ادب سکھاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

**مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔**

(ترمذی ۲ صفحہ ۱۸ باب ادب الوالد)

ترجمہ: کسی بھی باپ نے اپنی اولاد کو ادبِ حسین سے بڑھ کر کوئی تحفہ عطیہ نہیں دیا۔

حضرت ابوسعید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ وَ اَدَبَهٗ۔

ترجمہ: جس کے ہاں کوئی اولاد ہو، وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے اچھے ادب سے بہرہ ور کرے۔ (مشکوٰۃ ص ق ۲۷۱)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ۔

ترجمہ: کسی شخص کا اپنے بچے کو ادب سکھانا، ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اسی لیے ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو بڑوں کا ادب سکھائے کہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی قول ہے۔

ادبوا و علموھم۔

ترجمہ: بچوں کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بچے کے سامنے باادب بچہ کی تعریف کریں تاکہ اس کی تعریف سن کر اس میں حمیت پیدا ہو اور وہ خود بھی اس پر عمل کرنے لگے۔"

(کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں بچے کے آداب کے متعلق فرماتے ہیں:

"جب بچے کو تمیز آئے تو اسے ادب سکھائے کھانے پینے، کہنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت و آداب سکھائے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶)

Marfat.com

امام قرطبی اپنی تفسیر میں حضرت "کیا" کا قول نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

قَالَ الْكَيَا فَعَلَيْنَا تَعْلِيمُ اَوْلَادِنَا وَ اَهْلِيْنَا الدِّيْنَ وَالْخَيْرَ وَمَا لَا يُسْتَغْنِي عَنْهُ مِنَ الْاَدَبِ۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۹۵)

ترجمہ: ہم پر فرض ہے کہ اپنی اولاد اور اہل وعیال کو دین، خیر اور دیگر ضروری ناگزیر ادب واخلاق کی تعلیم دیں۔

- ایک اور مقام پر ہے:

مَنْ اَدَّبَ اِبْنَهٗ صَغِيْرًا قُرَّتْ عَيْنُهٗ بِهٖ كَبِيْرًا۔

ترجمہ: جس نے بیٹے کو ادب سکھایا بڑے ہونے پر اس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:

"اپنی اولاد کو ادب وتہذیب سکھاؤ۔ تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کو کیا ادب سکھایا؟ یا کیا تعلیم دی؟ اور تیری اولاد سے پوچھا جائے گا اس نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہاں تک اطاعت کی۔"

## کھانے کے آداب

کھانا انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے لہٰذا جب بچے پر یہ مرحلہ آئے کہ وہ کچھ کھانے کے لائق ہو جائے تو ماں کو چاہیے کہ وہ شروع ہی سے اپنے بچے کو اسلامی طریقے کی روشنی میں کھانا کھانے کے آداب سکھائے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

"بچے میں سب سے پہلے کھانا کھانے کا شوق پیدا ہوتا ہے، لہٰذا لازم ہے کہ اس کو کھانے کے آداب سکھائے تاکہ وہ سیدھے ہاتھ

سے کھائے، بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے، جلدی جلدی نہ کھائے، اچھی طرح لقمے چبائے، دوسروں کے نوالوں پر نظر نہ رکھے۔ اپنے سامنے سے لقمہ اٹھائے اور جب تک ایک نوالہ نہ نگل لے دوسرا نہ لے کھانے سے ہاتھوں کو نہ لیپے اور نہ کپڑے خراب کرے۔" (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

## ہاتھ دھونا

بچے کو یہ بتائے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے اور کلی کرے اس کو کھانے کا وضو کہتے ہیں اس کی بہت فضیلت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

"جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت بھی وضو کرے یعنی منہ دھوئے۔" (ابن ماجہ)

## کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

کھانا کھانے کا دوسرا ادب یہ ہے کہ بچہ کھانا کھانے کا آغاز بسم اللہ شریف پڑھ کر کرے اور آخر میں الحمد للہ کہے۔

اس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر شروع

Marfat.com

میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے: بسم اللہ اولہ و اخرہ (اول و آخر اللہ ہی کے نام سے ہے)۔" (ابو داؤد جلد سوم صفحہ ۱۳۸)

## دائیں ہاتھ سے کھانا

کھانا دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور ماں کو چاہیے کہ بچے کو بتائے کہ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔"

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۶۳)

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:

"بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

(ریاض الصالحین جلد اول صفحہ ۷۳۱)

## ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت

ماں کو چاہیے کہ ٹیک لگا کر کھانے سے منع کرے، کیونکہ ٹیک لگا کر کھانا صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور اس میں تکبر کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے۔

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔"

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۶۳ باب الاطعمہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو زانو ایڑیوں کے بل بیٹھ کر کھجوریں کھاتے دیکھا ہے۔" (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۶۴)

Marfat.com

## کھاتے وقت بات چیت کر لینا جائز ہے

ماں کو چاہیے کہ کھانا کھاتے ہوئے بچوں سے اچھی باتیں کرے اور اسے دینی واقعات سنائے کیونکہ کھانا کھاتے وقت بات کر لینا جائز ہے اس کی دلیل حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہی ہے۔ آپ ﷺ نے وہ منگوایا اور اس سے کھانے لگے اور فرمانے لگے کہ سرکہ تو بہترین سالن ہے۔

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۶۴ باب الاطعمہ)

نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں یہ بھی مروی ہے کہ اکثر موقعوں پر نبی کریم ﷺ دستر خوان پر کھاتے ہوئے اپنے صحابہ کرام سے باتیں کیا کرتے تھے۔

## جوتے اتارنے کا حکم

ماں کو چاہیے کہ بچے کو یہ سکھائے کہ جب کھانا کھائے تو جوتے اتارے کیونکہ دستر خوان پر جوتے سمیٹ کر بیٹھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو اپنے جوتے اتار لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے پیروں کے لیے راحت بخش ہے۔"

## اپنے سامنے سے کھانا

ماں بچے کو بتائے کہ دستر خوان پر جب دوسرے لوگ بھی کھا رہے ہوں تو اس وقت چاہیے کہ اپنے سامنے سے کھانا کھائے، دوسروں کے آگے سے کھانے پینے کا سامان اپنی طرف کھینچ کھینچ کر کھانا خلافِ ادب ہے۔

Marfat.com

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں تھا اور ابھی بچہ تھا۔ میرا ہاتھ پورے پیالے میں گھومتا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹا! بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

(بخاری صفحہ ۴۶۱، جلد ۸)

## سالن کو برتن کے کنارے سے کھانا

کھانا کھانے کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانا برتن کے کناروں سے کھائیں۔ اس لیے ماں اپنے بچوں کو بتائے کہ کھانا برتن کے کناروں سے کھائیں، درمیان سے نہ کھائیں۔ اس طرح جو سالن بچ جائے گا وہ صفائی کی حالت میں ہی رہے گا۔ اس طرح برتن بھی زیادہ گندا نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ بیچ میں کھانے سے انسانی حرص اور لالچ زیادہ بیدار ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن کے کنارے سے کھانے کو پسند فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے بس کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔" (ابوداؤد صفحہ ۲۰۴، ریاض الصالحین جلد ۱)

## نیا پھل/میوہ بچے کو دے

ماں کو چاہیے کہ اگر کوئی نیا پھل یا میوہ وغیرہ ہو تو وہ پہلے بچوں کو دیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"نیا پھل، نیا میوہ پہلے بچے کو دے کہ وہ بھی تازہ پھل ہیں۔ نئے کو نیا مناسب ہے۔ کبھی کبھی حسب مقدار انہیں شیرینی وغیرہ کھانے کو دے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

Marfat.com

## زیادہ کھانا کھانے کی ممانعت

ماں کو اہیے کہ وہ بچے کو بہت زیادہ کھانا کھانے سے منع کرے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بچے کے سامنے زیادہ کھانے کی مذمت کریں اور بتائیں کہ یہ کام جانوروں اور احمقوں کا ہے اور اس کے سامنے پیٹو بچہ کی مذمت کی جائے۔ نیز اس کو بتائیں کہ کھانا کھانے سے مقصود یہ ہے کہ انسان کو عبادت کی قوت حاصل ہو۔"

(کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

## اچھے کھانے کا عادی نہ بنائیں

ماں کو چاہیے کہ وہ بچے کو اچھے کھانے کا عادی نہ بنائے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

"بچے کو اچھے کپڑے اور اچھے کھانے کا عادی نہ کریں، کبھی کبھی اس کو روکھی روٹی بھی کھلائیں تاکہ وہ ہمیشہ سالن کا طالب نہ ہو، اور اچھا کھانا اگر کبھی میسر نہ ہو سکے تو وہ اس پر صبر نہیں کر سکے گا اور اپنی تمام عمر اس کی تلاش میں ضائع کر دے گا۔"

(کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

## سلام

ماں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے عملی اور اخلاقی پہلوؤں پر بھی بھرپور توجہ دے اور اس کو زندگی گزارنے کے آداب سکھائے، کیونکہ ماں بچے کو جو کچھ سکھائے گی وہی اس کی عادت بن جائے گی، لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اس کی عادتوں میں اخلاقی اور اسلامی آداب کا رنگ بھر دے۔

اخلاقی آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ بچے کو سلام کرنے کی عادت ڈالیے اللہ تبارک وتعالیٰ خود قرآن مجید میں سلام کرنے کا حکم صادر فرمارہا ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط

(سورہ النساء:۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا یاوہی کہہ دو۔

نیز احادیث مبارکہ میں بھی سلام کی تاکید ملتی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سلام کرو چھوٹا بڑے پر اور چلنے والا بیٹھنے والے پر اور تھوڑے زیادہ پر۔" (مشکوٰۃ ۳۹۷ باب السلام)

سرکارِ مدینہ ﷺ بچوں کی تربیت کے لیے خود سلام میں پہل فرمایا کرتے تھے کیونکہ بچوں کی تربیت کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ ان کو سکھایا جائے اس پر خود پہلے عمل کیا جائے اور یہ کہ بچے پہلے سلام کی اہمیت کو جان سکیں۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب میں حضور ﷺ کے ساتھ چلتا تو بچوں سے ملاقات پر حضور ﷺ خود پہلے ان کو سلام کرتے تھے۔" (جامع ترمذی صفحہ ۲۴۹ جلد ۲)

اس طرح بچوں کو اس بات کی بھی عادت ڈالیں کہ جب وہ گھر والوں میں داخل ہوں تب بھی سلام کریں۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھر میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچے ہوں بہر حال سلام کر کے داخل ہوں اس سے گھر میں اتفاق اور روزی میں

Marfat.com

برکت ہوتی ہے۔ (بہت ہی مجرب ہے فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی بہت برکتیں دیکھتا ہے) (مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۳۳۵)

لہٰذا جب گھر میں داخل ہوں تو سلام ضرور کریں اور اگر خالی گھر میں داخل ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ۔ (سلام ہو اے نبی ﷺ آپ پر) کہہ دیا کریں۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہر مومن کے گھر میں سرکار مدینہ ﷺ کی روح مبارکہ تشریف فرما رہتی ہے۔"

لیکن سلام کی عادت ڈلوانے کے لیے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غیر اقوام سے مشابہت وغیرہ نہ ہو کہ ہاتھ وغیرہ اٹھا کر سلام نہ کیا جائے، کیونکہ غیر اقوام سے کسی بھی معاملہ میں مشابہت (موافقت) کی اجازت نہیں، نہ لباس میں، نہ وضع قطع میں یعنی نہ انگریزی لباس پہنیں نہ اُن کی وضع قطع اپنائیں، نہ ان کی طرح سلام کریں۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرنے والا ہم میں سے نہیں۔
یہود و نصاریٰ سے مشابہہ نہ بنو یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔" (جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۴۹)

سلام کے بجائے صرف ہتھیلی اٹھا دینے کی بیماری تو بالکل عام ہے، بلکہ بچہ تھوڑا سا سمجھ دار ہوتا ہے تو والدین بھی اسے ہتھیلی اٹھانا ہی سکھاتے ہیں اور اپنے زعم فاسد میں سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ سلام کرتا ہے اور اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ جب کوئی مذہبی شخص آجائے یا پیش امام سے ملاقات ہو جائے تو باپ بچہ سے کہتا ہے "بیٹے مولانا صاحب کو سلام کرو۔" تو بچہ ہتھیلی اٹھا دیتا ہے۔

Marfat.com

للہ! بچے کو ایسی خلافِ سنت طریقے کی تعلیم تو نہ دیں اور اسے ابھی سے یہود و نصاریٰ کا سلام تو نہ سکھائیں۔ بچے کو سلام کے الفاظ کی تعلیم دیں اگر کسی نے زبان سے سلام کے الفاظ کہے اور ساتھ ہی ہاتھ بھی اٹھا دیا تو پھر مضائقہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آج تک آنے والے بزرگانِ دین اور علمائے کرام نے اپنے اپنے حلقہ اثر و اختیار میں سلام کرنے کی عملی طور پر تربیت دینے کا طریقہ قائم کر رکھا ہے، لہٰذا والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے سلام کہنے کی تربیت دیں۔

## گفتگو کے آداب

گفتگو زندگی کا اہم حصہ ہے خوش گفتار لوگ ہی پسند کیے جاتے ہیں لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچے کو اچھی اور ادب والی گفتگو سکھائے ان کو خوش گفتار بنائے۔ خوب چلا کر اور زور زور سے بات کرنے سے منع کرے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝۱۹ (سورہ لقمان:۱۹)۔

ترجمہ: اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر بیشک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی۔"

نیز اچھی گفتگو کرنے والوں کو جنت کے حسین اور دلکش محل جن میں شیشے کی مانند آر پار نظر آتا ہے، عطا کیے جائیں گے، جیسا کہ ترمذی میں ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا اندر باہر سے باہر اندر سے نظر آتا ہے۔"

ایک اعرابی نے عرض کیا:

Marfat.com

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کس کے لیے ہوں گے؟"

ارشاد ہوا:

"یہ اس کے لیے ہیں جو اچھی گفتگو کرے۔" (ترمذی حدیث نمبر ۲۱۹، صفحہ ۱۷۶)

اس لیے ماں کو چاہیے کہ جس طرح اپنے بچے کے لیے دنیا میں عمدہ مکان کی فکر کرتی ہے۔ کاش! کہ اپنے بچے کو جنت کے اندر بھی عمدہ گھر دلوانے کے لیے اس کو اچھی گفتگو کرنے کا عادی بنائیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ ماں خود بھی اپنے بچوں سے میٹھے، نرم اور شیریں لہجے سے گفتگو کرے، نیز ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو "آپ" سے مخاطب کریں اور بچے کو بھی اس بات کی عادت ڈالے کہ وہ آپ کہہ کر مخاطب ہوں، بعض بچے بڑوں سے یا ماں باپ سے تو یا تم کہہ کر مخاطب ہوتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح ماں کو چاہیے کہ اگر بچوں کو تنبیہ بھی کرنی ہو تو نرمی اور خوش اخلاقی سے کرے۔ غلط زبان استعمال نہ کریں۔

مثلاً بعض مائیں الٹے سیدھے جملے استعمال کرتی ہیں کہ تھپڑ ماروں گی، جوتی کھینچ کر پڑے گی، دھنائی کردوں گی وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے! کہ ماں کی اس قسم کی گفتگو بچے کی شخصیت میں برا کردار ادا کرتی ہے لہٰذا ماں خود بھی خوش زبان رہے اور بچے کو بھی خوش زبانی سکھائے۔

ماں کو چاہیے کہ فضول گفتگو کرنے سے بچے کو باز رکھے۔

کوئی ہکلا کر بات کرتا ہے تو بعض بچے اس کی نقل اتارتے ہیں اس سے اس کی دل آزاری ہو سکتی ہے۔ بچے کو اس بات سے منع کیا جائے کہ بار بار ناک یا کان میں انگلی نہ ڈالیں، یا تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں اس سے دوسروں کو گھن آتی ہے۔

نیز ماں کو چاہیے کہ بچوں کو یہ بات سکھائے کہ وہ بڑوں سے مؤدبانہ لہجے میں بات کرے۔

Marfat.com

## سونے کے آداب

رات اللہ تعالیٰ نے آرام کے لیے بنائی ہے تا کہ لوگ سو کر تازہ دم ہو جائیں نیند کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ جب تھکے ہوئے جسم کو سکون میسر نہیں ہو گا وہ احکام الٰہی بہتر طریقے سے سرانجام دینے کے قابل نہ ہو گا، مگر نیند کے سلسلے میں شریعت نے حد قائم کی ہے کہ ضرورت کی حد تک سوئیں، ضرورت سے زیادہ سونا باعث غفلت ہے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ کی احادیث مبارکہ اور مبارک طرزِ عمل سے ہمیں سونے اور جاگنے کے آداب پتہ چلتے ہیں لہٰذا ایک ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو سونے اور جاگنے کے لیے سنت کے مطابق تربیت دے اور انہیں اسلامی آداب سے روشناس کرے۔

ماں اپنے بچے کو سکھائے کہ باوضو سونا سنت ہے۔ بچے سے روزانہ رات کو وضو کا اہتمام کرائے، جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

> "جب اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو نماز جیسا وضو کر لو، پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور کہو: "یا اللہ! میں نے اپنی جان تیرے حوالے کر دی اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اپنے امور میں تجھ پر اعتماد کیا تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔"

(بخاری شریف جلد ۹ مترجم صفحہ ۵۹۱)

دائیں کروٹ پر لٹائے کہ حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا سیدھا ہاتھ مبارک سیدھے رخسار شریف کے نیچے رکھ کر لیٹتے۔

(شمائل ترمذی)

سونے سے قبل بستر جھاڑے کہ یہ عمل سنت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"جب تم میں کوئی بستر پر لیٹے تو اندر کی طرف چادر اور بستر کو جھاڑے کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کے نیچے کیا ہے۔" (ابن ماجہ)

- سونے سے قبل مسواک کرنا سنت ہے۔
- بچوں کو سرہانے سنت بکس رکھ کر سونے کی عادت بنائیں۔
- روزانہ رات کو سرمہ لگانے کا معمول بنائیں۔ یہ سنت مبارکہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین تین سلائیں لگایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

- روزانہ رات کو کنگھا کرنے کا اہتمام کریں۔ حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

"جو شخص روزانہ رات کو اپنے سر اور داڑھی میں کنگھا کرتا ہے۔ وہ طرح طرح کی بلاؤں سے عافیت میں رہتا ہے اور اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔" (نزہۃ المجالس)

- بچے کا بستر قبلہ رو لگائیں۔
- بچے کو دائیں پہلو پر لیٹنے کی عادت ڈلوائیں۔ الٹا ہرگز نہ لیٹنے دیں کہ الٹا لیٹنا جہنمیوں کا طریقہ ہے۔
- سوتے وقت دعائیں وغیرہ پڑھنے کی عادت بنائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** دونوں سورتیں پوری پڑھتے اور ہاتھوں کو اپنے جسم اطہر پر پھیرتے۔ (ابن ماجہ)

- بچے کو سونے اور جاگنے کی دعا یاد کروائیں۔

Marfat.com

## مجلس کے آداب

بچے کو جس طرح دیگر آداب سکھانے ضروری ہیں اسی طرح مجلس کے آداب سکھانے بھی بے حد ضروری ہیں۔ ماں کو چاہیے کہ بچے کو سکھائے کہ اس کا طور طریقہ دیگر افراد کے ساتھ کیسا ہو؟ مجلس میں بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے، بولنے، برتنے کا انداز ایسا ہو کہ جس سے واضح طور پر محسوس ہو کہ اس کی تربیت ایک اسلامی ذہن رکھنے والی ماں نے کی ہے چنانچہ ماں کو چاہیے کہ بچے کو سکھائے کہ

- محفل/مجلس میں جہاں کہیں جگہ مل جائے بیٹھ جائے، لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے نکلنا بہتر طریقہ نہیں۔ بچے کو سمجھائیں کہ جب بھی بیٹھے اگر ممکن ہو تو قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھے۔
- مدینہ پاک کی طرف رخ کر کے بیٹھے۔ اپنے ذہن میں تصور مدینہ کر کے بیٹھے۔
- جہاں چند افراد بیٹھے ہوں وہاں سرگوشی کرنے کی عادت نہ پیدا ہونے دیں کہ اس سے دیگر لوگوں کی دل آزاری ہوگی اور اپنا وقار بھی مجروح ہوگا۔
- مجلس میں بھی اور گھر میں بھی بچے کے اندر ایسی عادت پیدا کریں کہ ہمیشہ ادب سے بیٹھے پاؤں پھیلا کر یا پنڈلیاں کھول کر نہ بیٹھے۔
- جہاں بچے کے بولنے کی ضرورت ہو وہاں بولے۔
- کسی ہنسنے والی بات پر بلند آواز سے قہقہہ نہ لگائے۔
- کھانے پر ٹوٹ نہ پڑے بلکہ صبر اور اخلاق کے ساتھ کھانا کھائے۔
- اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلے، بڑوں کی باتوں یا بڑوں کے درمیان نہ بیٹھے۔
- نہ بڑوں کی باتوں کو توجہ سے سنے کہ اس سے بچے کے اندر بچپنے کی تمام پیاری اور اچھوتی عادات ختم ہو کر اس کے ذہن میں بڑے پن کا احساس جاگ اٹھے گا جو اس وقت اس کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

## نماز کی تلقین کرے

ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو سچا پکا مسلمان بنانے کی سعی کرے اور اسے نماز کی تلقین کرے کہ حدیث پاک میں بھی اولاد کو نماز کی تلقین کرنے کا حکم آیا ہے بلکہ شفقت والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے اولاد پر شفقت کی تلقین فرمائی نماز نہ پڑھنے پر ان کی طرف سے اولاد کو مارنے کا بھی حکم ہے، کیونکہ یہ مار درحقیقت اپنے اندر شفقت ہی سموئے ہوئے ہے کہ جس کو اپنے بچوں سے شفقت و پیار ہوگا وہی اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائے گا۔

چنانچہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

مُرُوْ اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَ ھُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَ ھُمْ اَبْنَآءُ عَشْرٍ وَ فَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔ (حوالہ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸)

ترجمہ: اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کے لیے ان کو مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے تک ان کے بستر الگ کر دو۔"

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"بچوں کی نگرانی کیا کرو اور ان کو اچھی باتوں کی عادت ڈالو۔"

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

"جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اس کو طہارت اور نماز کا حکم دیں اور جب دس برس کا ہو جائے اور وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو ماریں اور نماز پڑھائیں۔" (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۸)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بچوں کو نماز کے بارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

"جب بچہ دس برس کا ہو جائے تو اس کو مار کر نماز پڑھائیں۔"

(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

افسوس! کون ماں ہے جو اپنے بچے کو نماز پر مارتی ہو گی ہاں اگر بچہ اس کی نافرمانی کر دے یا گھر کی کوئی چیز توڑ دے یا پڑوسنوں سے باتیں نہ کرنے دے تب تو ایسے چپت رسید کر دیتی ہیں، لیکن بچوں کو نماز چھوڑنے پر اسے تنبیہہ نہیں کرتیں۔ اس کو فکر ہی نہیں کہ اپنے بچے کو نمازی بنائے۔

بلکہ حال تو یہ ہے کہ فجر کی نماز سے ایک یا آدھے گھنٹے کے بعد اس کو اسکول بھیجنے کے لیے زبردستی اٹھائے گی لیکن افسوس کہ فجر کی نماز کے وقت اس کی نیند کا خیال کرے گی۔

حالانکہ اگر اس کو بچے سے محبت و شفقت ہے تو غور کرے اگر اس بچے کو نماز کا عادی نہ بنایا اور بالغ ہونے کے بعد اس نے نماز قضا کی تو اس کے کلیجے کی ٹھنڈک کو اٹھا کر جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

آہ! وہ جہنم جس کے شعلے پہاڑ کی بلندیوں کی طرح ہیں جس میں سانپ اور بچھو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں جس میں آگ کا لباس ہے۔ خون اور پیپ کا بہنا ہے۔

قافلۂ صوفیاء کے سرخیل حضرت بابا گنج شکر کی والدہ ماجدہ آپ کو بچپن میں کہا کرتی تھیں کہ بیٹا نماز پڑھا کرو شکر ملے گی، چنانچہ آپ نماز پڑھتے تو آپ کی والدہ ماجدہ جائے نماز کے نیچے شکر رکھ دیتیں۔

ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ کہیں باہر تشریف لے گئیں اور نماز کا وقت ہو گیا بیٹے نے اپنی عادت کے مطابق جائے نماز بچھائی اور نماز میں مشغول ہو گئے ادھر والدہ ماجدہ پریشان تھیں کہ اللہ نماز کا وقت ہو گیا میرا بیٹا تو اپنی عادت کے مطابق نماز پڑھے گا لیکن آج شکر نہ ملی تو وہ معاملہ سمجھ جائے گا۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی:

"اے اللہ! میری لاج رکھ لے کہ میں اپنے بیٹے کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔"

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی لاج رکھ لی۔ بیٹے نے جیسے ہی نماز پڑھ کر جائے نماز کا کونا اُلٹا تو اس کے نیچے سے شکر نکلی۔ (مقام گنج شکر صفحہ ۸)

ایک اچھی ماں اپنے بچے کو بچپن سے ہی نمازی بنانے کے لیے اس واقعہ سے درس حاصل کرے کہ شروع میں بچے کو نماز کا عادی بنانے کے لیے اسے ٹافی وغیرہ یا بچے کی پسندیدہ چیز دلائے اور اس طرح عمل کر کے بچے کو نماز کا عادی بنائے۔

## قرآن کی تعلیم دلائے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی تعظیم الشان کتاب ہے، یہ مسلمانوں کے لیے اتنی زبردست نعمت ہے کہ تقرب خداوندی کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی اور ذریعہ نہیں۔ قرآن پاک میں رب تبارک وتعالیٰ نے خوب رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ (سورہ الانبیاء: ۵۰)

ترجمہ: اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یعنی قرآن پاک یہ کثیر الخیر ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے اس میں بڑی برکتیں ہیں۔"

ماں کو اپنی اولاد کو قرآن پاک ضرور سکھانا چاہیے تاکہ مسلمان ہونے کے ناطے ان کو اپنی مذہبی کتاب سے لگاؤ ہو، نیز پتہ چلے کہ کلام الٰہی میں کیا کیا احکامات ہیں اور یہ کہ وہ اس کے احکامات پر عمل کر کے اور اس کی تلاوت کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں گے کیونکہ اس کی تلاوت کے دنیاوی و اخروی کثیر فوائد ہیں کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(سورہ بنی اسرائیل: ۸۲)

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

نیز حدیث مبارکہ میں اپنے بچے کو قرآن کی تعلیم دینے کی تعلیم دی گئی ہے، لہٰذا ایک ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کو قرآن کی تعلیم دے کیونکہ ماں کی شفقت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کا بچہ بہترین آدمی ہو تو حدیث کے مطابق بہترین آدمی اس کو کہا گیا ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَه۔

ترجمہ: تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

اور جس کو بالکل قرآن یاد نہ ہو اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرَابِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۶ باب فضائل القرآن)

ترجمہ: بے شک جس شخص کے اندر قرآن کریم کا کوئی حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جوف سے مراد دل یا سینہ ہے، گھر کی آبادی انسان و سامان سے ہے۔ دل کی آبادی قرآن سے باطن یعنی روح کی آبادی ایمان سے تو جسے قرآن بالکل یاد نہ ہو اگرچہ یاد ہو مگر کبھی اس کی تلاوت نہ کرے یا اس کے خلاف عمل کرے اس کا دل ایسا ہی ویران

Marfat.com

ہے جیسے انسان وسامان سے خالی گھر۔"

آباد وہ ہی دل ہے جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہو ویران ہے برباد ہے

(مراۃ المناجیح جلد ۳ صفحہ ۲۳۷)

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کے لیے قرآن کی تعلیم کا ضرور ضرور بندوبست کرے کیونکہ یہ بچے کے حق میں بھی اور خود اس کے حق میں بھی افضل ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب استاد بچے سے کہتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں استاد بچے اور اس کے والدین کے لیے نجات لکھ دی جاتی ہے۔" (دیلمی)

اور جس خوش نصیب کے بچے نے قرآن کریم پڑھا اور اس کی تعلیمات پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی کہیں زیادہ ہوگی۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے:

**وَ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ قَرَءَ الْقُرْآنَ وَ عَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنَ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا۔** (مشکوۃ المصابیح باب فضائل القرآن)

ترجمہ: روایت ہے حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل کرے تو

Marfat.com

قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس
کی روشنی سورج کی روشنی سے اچھی ہوگی جو اگر سورج تم میں ہوتا تو
دنیاوی گھروں میں ہوتی تو اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے، جو
اس عامل پر ہو۔"

یعنی اگر سورج زمین پر ہوتا تو بتاؤ اس کی چمک دمک روشنی تمہارے گھروں میں کتنی ہوتی، اس سے زیادہ اس تاج کے موتی چمکتے ہوں گے اور عالم باعمل کے بارے میں سوچو کہ اس کا درجہ قیامت میں کیا ہوگا۔ وہ تو ہمارے خیال سے بھی وراہے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۳ صفحہ ۲۴۱)

نیز ایک روایت میں اس طرح ہے:

"ان والدین کو اس نوری تاج کے علاوہ دو حلے بھی پہنائے
جائیں گے تو دریافت کریں گے کہ یہ سب انعام واکرام ہم پر کس
لیے؟ تو انہیں بتایا جائے گا کہ تمہارے بیٹے کے قاری قرآن
ہونے کی وجہ سے ہے۔" (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۷۲)

نیز بچے کو قرآن مجید پڑھانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کے طفیل نہ صرف یہ کہ اس بچے کو جنت میں داخل کرے گا، بلکہ اس کے افرادِ خانہ کے سلسلے میں بھی اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

جیسا کہ روایت میں آیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے قرآن کریم پڑھا اور اسے یاد کیا اس کے حلال کو حلال
اور حرام کو حرام سمجھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس قرآن مجید کے طفیل اسے
جنت میں داخل کرے گا اور اس کے افرادِ خانہ میں سے دس ایسے

Marfat.com

آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔" (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

چونکہ قرآن کریم دین کے شعائر میں سے ہے جس سے عقیدہ مضبوط اور ایمان راسخ ہوتا ہے اس لیے قرآن کی تعلیم "اساس" یعنی "بنیاد" ہے لہٰذا بچے کو ابتداء ہی سے قرآن کی تعلیم کی طرف لگا دینا چاہیے کہ

ابن سینا نے "کتاب السیاسۃ" میں یہ نصیحت لکھی ہے کہ جیسے ہی بچے جسمانی اور عقلی طور سے تعلیم و تعلم کے لائق ہو جائیں تو ان کی تعلیم کی ابتداء قرآن کریم سے کرنا چاہیے تا کہ اصل لغت اس کی گھٹی میں پڑے اور ایمان اور اس کی صفات اس کے نفس میں راسخ ہو جائیں۔

مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان اپنی مایہ ناز تصنیف فتاویٰ رضویہ شریف میں اولاد کے حقوق کے متعلق فرماتے ہیں:

"بچوں کو قرآن مجید پڑھائے، بعد ختم قرآن ہمیشہ پڑھنے (تلاوت) تاکید رکھے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۶)

ہمارے بزرگوں کے والدین اپنے بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کا ایسا اہتمام فرماتے تھے کہ چھوٹی عمر میں ہی وہ قرآن پڑھ لیتے کہ

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب قرآن پاک پڑھنے کے لیے مدرسہ میں داخل کیا گیا تو آپ کی عمر اتنی تھی کہ خادم آپ کو اُٹھا کر لے جاتا اور لے کر آتا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی خداداد قوت حافظہ عطا کی تھی کہ قرآن پاک کا سبق حفظ کر کے سنا دیتے تھے، یعنی جب قرآن پاک ختم ہوا تو سارا قرآن پاک آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا اور بچپن میں آپ کو پڑھنے کا ایسا شوق تھا کہ ابھی چار سال کی عمر کو نہیں پہنچے تھا، بلا قاعدہ پڑھتے تھے، تو آپ پڑھتے پڑھتے ایک دفعہ ایسی جگہ سو گئے کہ وہ جگہ سایہ دار بھی نہیں تھی اور وہ

Marfat.com

جگہ تمازت آفتاب سے تپ رہی تھی۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان فرماتے ہیں:

"لڑکے کو سورہ مائدہ کی تعلیم دی جائے۔" (فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶)

اس لیے اگر بچوں کا دل و دماغ قرآن کی روشنی سے آراستہ کیا جائے تو ان کا باطن خود بخود منور ہو کر نکھر اٹھے گا۔ یہ تو وہ بچے ہیں کہ جن کی پیدائش مسلمانوں کے گھرانوں میں ہوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن کی کشش غیر مسلموں میں بھی رکھی ہے۔

اس ضمن میں ایک بہت پیارا واقعہ "علامہ بدرالدین قادری" نے اپنی کتاب "اسلام اور تربیت اولاد" میں درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ نیدرلینڈ اسلامی سوسائٹی کے عبادت خانے میں جو افرڈم بیلمر یر کی بلڈنگ کو ون اورڈ کے نچلے حصے میں تھا میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا اور ایک ماں اپنے بچے کو ساتھ لیے اس کے قریب سے گزر رہی تھی۔ بچے کی عمر بمشکل ۴ یا پانچ سال کی ہوگی۔ بچہ ماں کی انگلی چھوڑ کر تلاوت قرآن پاک سننے لگا۔ ماں بھی کچھ دیر اس کے انتظار میں کھڑی رہی۔ میں تو مصروف تھا مگر اس جانب توجہ اس وقت ہوئی جب ماں بچے کو زبردستی لے جانے لگی اور بچہ زور زور سے روتے ہوئے رک کر قرآن پاک سننے کی ضد کرنے لگا۔ اسی روز وہ عورت اسلامک سینٹر میں دوبارہ آئی اور اس نے کہا کہ آج میں نے عجیب بات دیکھی جو مجھ میں نہیں آئی۔ میرا بچہ اتنا ضدی کبھی نہیں تھا اور نہ ہی میں نے اتنی دلچسپی سے اس کو کوئی چیز سنتے دیکھا۔ آخر یہ کیا چیز تھی جسے سننے کے لیے وہ اتنا بضد ہوا حتیٰ کہ گھر جا کر بھی ضد کرتا رہا؟

Marfat.com

اسے بتایا گیا کہ یہ خدائے واحد کا کلام "قرآن مجید" ہے جو دنیا میں ایک زندہ معجزہ ہے اس کا اثر قلوب انسانی پر ہوتا ہے۔"

قرآن کی تعلیم دینا بچے کا ماں پر حق بھی ہے اس لیے ماں باپ کو چاہیے کہ وہ اس کو قرآن کی تعلیم دے کہ

ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صاحب اپنے بیٹے کی نافرمانی کی شکایت کرنے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کو بلایا اور والدین کی نافرمانی اور حقوق کے ادا نہ کرنے پر تنبیہ کی تو لڑکے نے کہا:

"اے امیر المؤمنین! کیا لڑکے کے اپنے والد پر کچھ حقوق نہیں ہیں؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کیوں نہیں۔"

لڑکے نے کہا:

"کیوں اے امیر المؤمنین! وہ حقوق کیا ہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ان کے لیے اچھی ماں کا انتخاب کرے اس کا اچھا سا نام رکھے اس کو قرآن کی تعلیم دے۔"

لڑکے نے کہا:

"امیر المؤمنین میرے والد نے تو ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا۔ اس لیے کہ میری ماں مجوسی کی باندی جیسی ہے اور میرے والد نے میرا نام جعل (جو ایک کیڑے کا نام ہے) رکھا اور میرے والد نے مجھے قرآن کریم کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا۔"

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا:

Marfat.com

''تم میرے پاس اپنے بیٹے کی نافرمانی کی شکایت لے کر آئے ہو، حالانکہ اس کی نافرمانی سے قبل تم نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے اور تم نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا ہے اس سے قبل کہ وہ تمہارے ساتھ برا سلوک کرے۔''

## دینی تعلیم دے

علم ہی وہ دولت ہے جس سے انسان کی صلاحیتیں اُجاگر ہوتی ہیں۔ علم ہی انسان کو جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے۔ اس سے ہی انسان بہیمیت سے نکل کر انسانیت کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ علم بہت بہتر چیز ہے۔ اس کا حاصل کرنا طرۂ امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب وخوشگوار ہوتی ہے، اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں علم کو بڑی فضیلت و اہمیت دی گئی ہے کہ حدیث پاک میں ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ۔

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کی ابتدائی تعلیم پر خصوصی توجہ دے کیونکہ سب سے پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے، یہیں سے انسانی سیرت سنورتی ہے کہ بچے کا سب سے زیادہ رابطہ ماں کے ساتھ ہوتا ہے۔ خود سرکارِ مدینہ ﷺ نے بھی اولاد کو تعلیم دینے کی ترغیب دلائی ہے۔

عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔

ترجمہ: حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے دادا سے روایت کرتے

Marfat.com

ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی تعلیم و تربیت سے زیادہ باپ کا اپنی اولاد کے لیے کوئی عطیہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

اس طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّحْسِنَ اِسْمَهٗ وَ يُعَلِّمَهُ الْكِتَابَةَ وَيُزَوِّجَهٗ اِذَا بَلَغَ۔ (تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۹۰)

ترجمہ: باپ پر بچے کا یہ حق لازم و ثابت ہے کہ وہ اس کا اچھا سا نام رکھے اسے لکھنا پڑھنا سکھائے اور بالغ ہو جانے پر شادی کر دے۔

نیز تعلیم کی قدر و قیمت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے ظاہر ہوتی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ مقرر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو قیدی پڑھے لکھے ہیں وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔" (مسند امام احمد جلد ۱)

چنانچہ اگر ماں باپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے مزین کریں تو بڑی خوش نصیبی کی بات ہے اور انتہائی فضیلت ہے۔ خود ماں باپ کے حق میں بھی اور اولاد کے حق میں بھی اس سے بڑھ کر نافع کوئی شے نہیں کہ جس سے دنیا و آخرت کے بے شمار فوائد حاصل ہوں۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

(سورہ سبا: ۳۷)

ترجمہ: اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قرب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی کی ان کے لیے

Marfat.com

دونادوں ( کئی گنا) صلہ ان کے عمل کا بدلہ اور وہ بالاخانوں میں امن وامان سے ہیں ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں ۔

یعنی مال کسی کے لیے بھی سبب قرب الٰہی نہیں سوائے مومن صالح کے جو اس کو راہِ خدا میں خرچ کرے اور اولاد کسی کے لیے بھی سببِ قربِ الٰہی نہیں سوائے اس مومن کے جو انہیں نیک علم سکھائے، اور دین کی تعلیم دے اور صالح ومتقی بنائے ۔

چنانچہ اولاد کے لیے دینی تعلیم کا ضرور بندوبست کرنا چاہیے تا کہ یہ اولاد قرب خداوندی کا ذریعہ بن سکے، نیز دین وایمان کی بھی حفاظت کر سکے ۔ اس کے علاوہ بلوغت کے قریب ان کو غسل، وضو، نماز کے مسائل سکھائے جائیں ۔ اس کو حلال وحرام دیگر فرائض وحقوق اور روزمرہ میں پیش آنے والے مسائل کے احکام کی تعلیم دے اگر اس نے اپنے بچوں کو یہ تعلیم نہ دی اور وہ جہالت کے باعث کسی حرام کے مرتکب ہوئے تو اولاد کے ساتھ ساتھ والدین کو بھی اس کا گناہ ہے کہ انہوں نے اس کو اس مقام تک پہنچایا ۔

آج کل اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دینی تعلیم سے اُن کا بیٹا "مُلّا" بن جائے گا، تو ایسا نہیں ہے کہ دینی تعلیم صرف مُلا بناتی ہے ۔ دینی تعلیم کے ساتھ بچے کو عصری علوم کی تعلیم بھی دی جائے اور اگر دیکھا جائے تو "بو علی سینا، ابونصر فارابی، جابر بن حیان، رازی" یہ سب علماء ہی تھے جنہوں نے نئی نئی ایجادات کیں ۔ گزشتہ حکمران اکثر علماء ہی تھے کہ جو تعمیرات، داخلی وخارجی مسائل و پالیسی (Policy) میں ماہر تھے ۔

ہاں! دین کے تابع رہ کر بچوں کو لکھنا سکھایا جائے ۔ Computer، English وغیرہ کی بھی تعلیم دی جائے یہ منع نہیں لیکن ان کی زندگی صرف ان ہی میں نہ گنوائی جائے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بچہ اچھا ڈاکٹر تو بن جائے لیکن اس کو اپنے دین سے کوئی لگاؤ

Marfat.com

نہ ہو یا وہ اچھا انجینئر تو بن جائے لیکن نماز، روزوں کے مسائل بھی نہ جانتا ہو، یا انگلش تو روانی سے بول لیتا ہو لیکن بیچارے کو اپنے ایمان کی حفاظت کی خبر نہ ہو۔

تو للہ مائیں! آج اس دوڑ میں بہت آگے نکل گئیں کہ وہ صرف بچے کے اسکول جانے کو ہی بہتر مستقبل خیال کرتی ہیں۔ ایسا نہیں، اس طرح دنیا کا بہتر مستقبل تو شاید بن جائے لیکن قبر کا مستقبل آپ کا بھی اور بچے کا بھی تاریک رہ جائے گا۔

جیسا کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ بھیجا۔ اتفاق سے بیٹے کی آمد کے چند روز بعد باپ کا انتقال ہو گیا سب نے بیٹے سے کہا۔ بیٹا فاتحہ پڑھو اُس بے چارے کو بھلا کہاں آئے۔

اگلے دن لڑکا اپنے احباب کے ساتھ اپنی ڈگریوں کا ڈھیر لے گیا اور اُس ڈھیر کو قبر پر رکھتے ہوئے کہا:

"افسوس میرے باپ نے صرف یہی سب کچھ سکھایا اگر یہ میرے باپ کے کسی کام آسکتی ہیں تو آجائیں۔"

تو غور کریں!

صرف دنیاوی تعلیم کے پیچھے بھاگنا اور دینی تعلیم سے بچوں کو دور رکھنا کس قدر نقصان دہ ہے۔ پہلے کی مائیں ایسا دینی ذوق رکھتی تھیں کہ وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے دور دراز کے سفر کروا کر بھیجا کرتی تھیں اور ان کے بچے وقت کے امام بنتے تھے۔ جن کے نام آج بھی روشن ہیں، زندہ ہیں، دنیا ان کے نام احترام سے لیتی ہے۔ ان کو رحمۃ اللہ علیہ کہتی ہے۔ اس میں ان کی ماں کے سچے جذبوں کی کارفرمائیاں تھیں۔ ماؤں کی اپنی تڑپ تھی، جو اولاد کی دینی تعلیم کے معاملے میں بڑی اہمیت کی حامل تھی۔

اس کا اندازہ چند واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ یتیم تھے۔ والدہ ماجدہ

Marfat.com

نے ان کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دی اور بچپن ہی میں ان کو تحصیل علم کا شوق دلایا اور گیارہ بارہ سال کی عمر میں حدیث کا پہلا سماع کیا اور بچپن ہی میں حضرت عبداللہ بن مبارک کی کتابیں زبانی یاد کر لیں۔

سلیم بن مجاہد کا بیان ہے کہ ایک دن میں محمد بن سلام کی مجلس میں درس میں ذرا دیر سے پہنچا تو انہوں نے کہا: اگر تم پہلے آجاتے تو ایک بچے کو دیکھتے جو ستر ہزار احادیث زبانی یاد رکھتا ہے۔ پس یہ ان کی والدہ ماجدہ کی توجہ کا فیض ہے کہ ان کا یتیم لڑکا "امیر المؤمنین فی الحدیث" کے مرتبہ کو پہنچا اور آپ نے جو صحیح بخاری حدیث کی کتاب لکھی وہ زمانہ بھر میں مشہور ہے۔ اس وقت سے تمام مدارس میں پڑھائی جارہی ہے بلکہ یہاں تک کہ صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانی گئی ہے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ کے پیارے پیارے شہزادے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما آپس میں خوش خطی کا مقابلہ کیا کرتے تھے اور اپنی تختیاں نبی کریم ﷺ کو دکھایا کرتے تھے۔

حدیث کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس زمانے کے مروجہ علوم وفنون اور لسانیات سیکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"یہودی کاہنوں پر مجھے قطعاً کوئی اعتبار نہیں، یہود کی زبان سریانی سیکھو۔"

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں اس کا ماہر ہو گیا اور لکھنا پڑھنا دونوں ہی آگئے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۶)

امام زین الدین علی بن ابراہیم دمشقی مصری کی والدہ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، ان کے والد کی تفسیر "الجواہر" جو تین جلدوں میں تھی۔ ان کو زبانی یاد تھیں اور وہ اپنے لڑکے زین الدین کی تعلیم پر بڑی توجہ کرتی تھیں، اور جب وہ تفسیر پڑھ کر آتے تو پوچھا

Marfat.com

کرتی تھیں کہ آج کیا پڑھا پھر مزید باتیں بتاتی تھیں اور ان کو دعا دیتی تھیں جس سے حضرت زین الدین کو بڑا فیض پہنچا، چنانچہ زین الدین علیہ الرحمہ اپنی والدہ کی دعا اور توجہ سے فقہ و تفسیر کے زبردست عالم اور واعظ تھے۔ (صفوۃ الصفوہ صفحہ ۲۵۰)

حضرت سفیان بن عیینہ ہلالی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی عالم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو تعلیم جس انداز سے دلائی وہ مسلمان ماؤں کے لیے باعث مثال ہے۔ وکیع بن جراح جو امام ابن عیینہ کے شاگرد ہیں ان کا بیان ہے کہ سفیان کی والدہ نے ان سے کہا:

> ”پیارے بیٹے! تم علم حاصل کرو، میں کمائی کر کے تمہاری ضرورت پوری کروں گی۔ بیٹے جب تم دس احادیث لکھ پڑھ لو تو اپنے بارے میں غور کرو اور دیکھو کہ چال چلن، تحمل اور وقار میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں۔ اگر یہ باتیں نہ دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ علم تمہارے حق میں مضر ہے۔ نافع نہیں ہے۔“

حضرت امام ربیعہ علیہ الرحمۃ ایک بڑے مشہور محدث اور عالم گزرے ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ بچپن کے زمانے میں ان کے والد کسی سفر میں چلے گئے۔ چلتے وقت حضرت ربیعہ کی والدہ کو تیس ہزار اشرفیاں دے گئے تھے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے اپنے بچے کی اچھی تعلیم، اور اچھی تربیت کے لیے نیک عالموں اور بڑے بڑے محدثین اور ادیبوں کے پاس بٹھایا اور بچے کی تعلیم و تربیت میں تیس ہزار اشرفیاں ختم کر دیں۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ لکھ پڑھ کر فارغ ہو گئے، تو ربیعہ کے والد ایک عرصہ بعد تشریف لائے تو بیوی سے دریافت کیا کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا: ”بہت حفاظت سے رکھی ہیں۔“ پھر جب مسجد میں آئے تو اپنے بیٹے امام ربیعہ کو دیکھا کہ درسِ حدیث کی مسند پر بیٹھے ہیں اور محدثین کو درس دے رہے ہیں

Marfat.com

اور لوگ ان کو اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔
جب گھر واپس تشریف لائے تو بیوی نے کہا کہ وہ تمام اشرفیاں تمہارے بیٹے کی تعلیم پر خرچ ہو چکی ہیں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو دیکھ لیا ہے اب فرمائیے آپ کی تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ دولت جو صاحبزادے کو حاصل ہوئی، تو وہ فرمانے لگے:

"بخدا! اس عزت کے مقابلے میں اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔

تم نے اشرفیوں کو ضائع نہیں کیا۔" (صفوۃ الصفوہ صفحہ ۲۳۲)

پس فقہائے اسلام، مفکرین وشریعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "بچوں کو اسلامی تعلیم و تربیت جہاد سے اہم فریضہ ہے۔"

ماں یہ سمجھتی ہے کہ اولاد کے لیے اچھی غذا، اچھے لباس اور اس کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنا ہی ماں کی ذمہ داری ہے، حالانکہ ان کو کامیاب انسان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو دینی تعلیم اور اخلاقی تہذیب سکھائی جائے۔

علامہ قرطبی نے تحریر فرمایا ہے:

**وَعَلَيْنَا تَعْلِيْمُ اَوْلَادِنَا وَ اَهْلِيْنَ الدِّيْنَ وَالْخَيْرَ وَمَا يَسْتَغْنٰى عَنْهُ مِنَ الْاَدَبِ.**

ترجمہ: اور ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کو دین سکھائیں۔ اچھی باتوں کی اور ادب وشائستگی کی تعلیم دیں اور جس تہذیب کے بغیر چارہ نہیں وہ بتائیں۔

اس لیے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ پریشان وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے غافل ہوں گے۔

جب کہ جس نے اپنے بچے کو دینی تعلیم دی تو وہ بچہ والدین کی وفات کے بعد بھی استغفار کرے گا، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اِنَّ الْعَبْدَ لِتَرْفَعَ لَهُ الدَّرَجَهْ فَیَقُوْلُ اِیْ رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذَا فَیَقُوْلُ بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ مِنْ بَعْدِكَ۔

ترجمہ: میدانِ حشر میں بندے کا مرتبہ بلند ہوگا تو وہ پوچھے گا یاالٰہی! یہ بلند درجہ مجھے کیسے مل گیا؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا تیرے بعد تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"انسان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ اپنی اولاد کو حدیث شریف کا علم حاصل کرنے پر مجبور کرے کیونکہ والد اولاد کی تربیت کے معاملے میں جواب دہ ہے، اور علم حدیث سراسر عزت ہے۔ جس نے اس کے ذریعے دنیا طلب کی اسے مل جائے گی اور جس نے آخرت طلب کی وہ اسے پالے گا۔"

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدر ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرص طمع، حب جاہ، حب دنیا، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رزائل پڑھائے، پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی رکھے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

## روزہ رکھنے کی عادت ڈلوائیے

ماں کو چاہیے کہ شروع سے بچوں کو طاعات کا عادی بنائیں اور عبادت کا خوگر بنائیں تاکہ ان کی طبیعت کے اندر یہی رچ بس جائے۔

روزہ چونکہ اسلامی عبادتوں میں سے ایک اہم عبادت ہے جو بالغ ہونے کے ساتھ ہی فرض ہو جاتا ہے اس لیے ماں کو چاہیے کہ بلوغت سے پہلے اس کو روزہ رکھنے کی عادت ڈلوائے تاکہ اس کے اندر قوتِ برداشت بیدار ہو۔ مشاہدے میں آیا کہ ماں "کمزور کہہ کر" بچے کو روزہ نہیں رکھواتی، اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے وہ خود روزہ نہیں رکھتا کہ اس سے رکھا نہیں جاتا۔ لہٰذا مائیں صحابیات کے اس عمل سے سبق حاصل کریں کہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ کے روزے کی فضیلت ارشاد فرمائی تو حضرت ربیع بنت سعود بیان فرماتی ہیں:

فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ نَصُوْمُهٗ وَ نَصُوْمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَ نَذْهَبُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمْ لِلُعْبَةٍ مِّنَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ عَلٰى طَعَامٍ اَعْطَيْنَا اِيَّاهُ عِنْدَ الْاِفْطَارِ۔

(صحیح مسلم باب صوم یوم عاشورہ)

ترجمہ: "سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بعد ہم خود عاشورہ کا روزہ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو بھی اس دن روزہ رکھواتے انہیں اپنے ساتھ مسجد میں لے جاتے اور اون کے گولے بنا لیتے جب وہ کھانے کے لیے روتے تو انہیں دے دیتے، حتیٰ کہ وقت افطار ہو جاتا۔"

اسی طرح حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا جس نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی اور روزے سے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر غصہ فرمایا اور فرمایا کہ "ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں۔"

## دینی جذبہ بیدار کرے

اولاد کی پرورش ایک عظیم الشان کام ہے کہ اگر یہ صحیح خطوط پر استوار ہو گیا تو ابن

Marfat.com

کا ثواب بہت دیر پا ہے، کیونکہ جو نیک کام بھی کیا جائے اس کا ثواب اس وقت ملتا ہے لیکن اولاد میں دینی جذبہ پیدا کرنے کا ایسا فائدہ ہوگا کہ اگر اولاد نیک ہوگی تو وہ اپنی اولاد کو نیک بنائے گی اور یوں سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے گا، کیونکہ اولاد ایک صدقہ جاریہ ہے جس کی نیک دعاؤں سے ماں باپ کو ثواب پہنچتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"جب انسان مرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے:

صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ۔ (ریاض الصالحین مترجم صفحہ ۱۳۱ جلد اول)

ترجمہ: صدقہ جاریہ ایسا علم چھوڑا جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو اپنے لیے صدقہ جاریہ بنانے کے لیے وہ اپنے بچے کے اندر دینی جذبہ اور دینی حمیت پیدا کرے کہ ہماری صحابیات تابعیات اس بات پر بھرپور توجہ دیا کرتی تھیں کہ وہ اپنے بچے کے اندر دینی جذبہ بیدار کریں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا انصاریہ عورتوں میں سے ہیں، احد کی لڑائی میں آپ کی عمر ۴۳ برس تھی۔ آپ اپنے خاوند اور دو بیٹوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئیں۔ آپ کے بیٹے عبداللہ بن زید کے بائیں بازو پر زخم آگیا اور خون نہ تھم رہا تھا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس پر پٹی باندھ دو۔"

اتنے میں ام عمارہ تشریف لے آئیں آپ نے اپنی کمر سے کچھ کپڑا نکالا اور پٹی باندھ دی اور کہنے لگیں:

Marfat.com

"جا کر کافروں کا مقابلہ کر۔"

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو فرمایا:

"اُمِ عمارہ! اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔"

آپ نے اس جنگ میں بہت سے کافروں کو زخمی کیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے گھرانے کو دعائیں دیں تو آپ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائے۔"

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دعا دی تو فرمانے لگیں:

"اب مجھے دنیا کی مصیبت کی کوئی پرواہ نہیں۔"

(طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۴۵)

جنگ احد میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب مدینہ کی گلیوں میں صدا لگا رہے تھے کہ مدینہ کی ارجمند مائیں اپنے بیٹوں کو بارگاہِ رسالت میں حاضر کریں۔

تو ایک ماں تڑپ اٹھی اور آنسو بہانے لگی کہ اس کا بچہ چھ سال کا تھا چنانچہ وہ شہید کی ماں کا مقام حاصل کرے، سسکیوں کی آواز سن کر بچے نے آنکھیں کھول دیں اور پوچھا:

"ماں تو کیوں رو رہی ہے؟"

بچے کے اس سوال پر ماں کا دل اور بھر آیا۔ بچے نے اصرار کیا:

"ماں کیوں رو رہی ہو؟"

ماں نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا:

"کاش میری گود میں بھی کوئی نوجوان بیٹا ہوتا تو میں اپنا نذرانہ شوق لیے رحمتِ عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوتی۔ افسوس! آج آخرت کے بڑے اعزاز سے محروم ہوگئی۔"

Marfat.com

بچے نے ماں کو چپ کراتے ہوئے کہا:

"ماں تو مجھ کو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں لے چلو!"

ماں نے چمکارتے ہوئے کہا کہ

"بیٹا میدانِ کارزار میں بچوں کو نہیں لے جایا جاتا۔"

لیکن بچے نے ضد کی، چنانچہ ماں اپنے بچے کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے کر حاضر ہوئی تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ابھی تو کمسن ہو، محاذِ جنگ پر جوان جاتے ہیں۔ ابھی ماں کی آغوش میں پلو۔"

بچے کا پیارا جواب سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اپنی امی جان کو دیکھا ہے کہ جب وہ چولہا جلاتی ہیں تو پہلے چھوٹے چھوٹے تنکے سلگاتی ہیں۔ جب آگ دہکنے لگتی ہے تو موٹی موٹی لکڑیاں ڈالتی ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میدانِ کارزار گرم کرنے کے لیے مجھ سے تنکوں کا کام ہی لے لیجیے گا۔ اگر آپ ﷺ مجھے ہمراہ نہیں لے گئے تو میری ماں روتے روتے ہلکان ہو جائے گی۔"

بچے نے اپنی زبان میں دل کے جس حوصلے کا اظہار کیا اس سے سارے مجمع پر رقت طاری ہوگئی۔ سرکارِ مدینہ ﷺ بھی آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا:

"اس بچے کی ماں سے کہہ دو کہ اس ننھی جان کی قربانی قبول کر لی گئی ہے۔ قیامت کے دن وہ غازیانِ اسلام کی ماؤں کی صفوں میں اٹھائی جائے گی۔"

آج سے خدا کی مقدس امانت سمجھ کر وہ پرورش کا فرض انجام دے اور خدا کے

Marfat.com

یہاں اس کا اجر محفوظ رہے گا۔ (ملخص، زلف و زنجیر)

## عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عالم اسلام پہ ایک نازک وقت ہے کہ اسلام دشمن عناصر اسلام کے خلاف گھناؤنی چال چل رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی محبت ہی ایمان کی جان ہے ان کے قدموں سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ جس کے باعث مسلمان افراتفری کا شکار ہیں۔

ایسے میں ماؤں کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں کہ وہ بچے کے دلوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حب اسلام پیدا کریں۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضور اقدس رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعظیم بچوں کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان اور عین ایمان ہے۔"

(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۷)

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

ہماری صحابیات نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اپنے بچوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی اسی وجہ سے وہ پروانہ وار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہونا اپنے لیے اعزاز سمجھتے تھے۔

اس کی ایک مثال حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی اپنے پیارے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کی اچھی تربیت تھی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے دل میں اسلام اور داعیٔ اسلام پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی؛ چنانچہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والہانہ شیفتگی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

بعثت کے ابتدائی زمانے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن یہ اطلاع سنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصیبِ دشمناں مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے یا شہید کر دیا ہے تو ایسے بے قرار ہوئے کہ آؤ دیکھا نہ تاؤ تلوار سونت کر برق رفتاری سے آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں بخیریت موجود پایا تو جان میں جان آئی اور چہرہ فرطِ بشاشت سے گلنار ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شمشیر برہنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"زبیر یہ کیا ہے؟"

عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان، میں نے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے یا شاید آپ شہید کر دیے گئے ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟"

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا کی قسم میں اہلِ مکہ سے لڑ مرتا۔"

(تقریری بہات ۱۰۳)

## صحابہ کرام کے واقعات سنائے

اولاد کی صحیح طور پر اسلامی تربیت والدین کی اتنی اہم ذمہ داری ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لیے ارشاد فرمایا کہ اولاد تمہارے لیے آزمائش ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۸ (سورہ انفال: ۲۸)

Marfat.com

ترجمہ: اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اولاد آزمائش کی دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ اولاد کی محبت انسان کو بزدل بنا دیتی ہے اور بخیل بھی کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ سرکارِ مدینہ نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا:

"یہ اولاد انسان کو بخیل بنا دیتی ہے اور بزدل بھی اور یہ اللہ کے پھول ہیں تو جو اپنی اولاد میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل نہ ہو جائے اور دوسرے لحاظ سے اس لیے بھی آزمائش ہے کہ بچوں کی صحیح تربیت ان کو صحیح مسلمان بنانا اور ان کے لوحِ دل پر اقدارِ عالیہ کے نقوش ثبت کرنا والدین کے لیے کٹھن آزائش ہے۔

چنانچہ ماں کو چاہیے کہ بچوں کے لوحِ دل پر عالی قدر لوگوں کے نقوش ثبت کر دے تاکہ ان کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں بچے اپنی منزل پالیں۔

نیز ان کے اعلیٰ کردار کے سانچے میں ڈھل کر خود بھی باکردار اور بااخلاق بنیں اور یہ کہ وہ ان عالی قدر شخصیات کو اپنا آئیڈیل بنالیں۔

اس لیے ماں کو چاہیے کہ بچوں کو خوب سرکارِ مدینہ ﷺ کی سیرت طیبہ صحابہ کرام کے اور بزرگانِ دین کے حالات و واقعات سے آگاہ کرے اور چونکہ ایسے پیاروں اور اللہ کے محبوب بندوں کے ذکر کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

چنانچہ ماں جب یہ واقعات اپنے بچے کو سنائے گی تو اپنے بچوں کو بھی ان رحمتوں کا شریک بنائے گی کہ

تَنَزَّلُ الرَّحْمَاتُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ۔

ترجمہ: صالحین کے ذکر کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو ایسے حالات و واقعات سنانے کا اہتمام کرتے تھے کہ

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم اپنے بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات اس طرح یاد کرواتے تھے جس طرح انہیں قرآن پاک کی سورتیں یاد کرواتے تھے۔''

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

''بچہ کو جب مکتب میں بھیجیں اور وہ قرآن پاک پڑھنے لگے تو نیک لوگوں کی حکایتیں اور صحابہ کرام کی سیرت سے اس کو آگاہ کریں۔ ایسے اشعار کو نہ پڑھنے دیں جن میں حسن و عشق اور عورتوں کا ذکر ہو۔'' (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

## شجاعت پیدا کرے

ایک سمجھدار ماں کو چاہیے کہ اپنے بیٹے کی تربیت اس طرح کرے کہ اس کو شجاع بہادر اور نڈر بنائے کہ کمزوری مردوں کی شان نہیں۔ مردوں کو نہایت دلیر اور اپنے بڑے سے بڑے معاملات بحسن و خوبی نمٹانے والا ہونا چاہیے کہ خصوصاً اپنے بیٹوں کے اندر محنت و مشقت اور بہادری کی صفت پیدا کرے۔

ہماری صحابیات کا اس معاملے میں جذبہ کیا ہوتا تھا اس کا اندازہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تربیت سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تربیت ایسے خطوط پر کی تھی کہ ان کا فرزند بڑا ہو کر ایک نڈر اور بہادر سپاہی بنے۔

چنانچہ وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سخت محنت و مشقت کا کام لیتیں اور وقتاً فوقتاً زجرو توبیخ اور زدوکوب سے بھی گریز نہ کرتیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے چچا نوفل بن خویلد ایک دن بھتیجے کو ماں کے ہاتھوں پٹتے دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سختی سے ڈانٹا کہ اس طرح تو بچے کو مار ڈالو گی۔ نوفل نے بنو ہاشم اور اپنے قبیلے کے بعض دوسرے لوگوں سے بھی کہا کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بچے پر سختی کرنے سے روکیں جب ان کی

Marfat.com

سختی گیری کا چرچا عام ہوا تو انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ رجز پڑھا:

من قال انّی البغضه فقد کذب

انما اجز به لکی یلت

ترجمہ: جس نے یہ کہا کہ میں اس (زبیر رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتی ہوں اس نے غلط کہا۔ میں اس کو اس لیے پیٹتی ہوں کہ عقلمند ہو۔

و یهزم الجیش و یاتی السلب

ترجمہ: اور فوج کو شکست دے اور مالِ غنیمت حاصل کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں ایک نوجوان اور قوی آدمی سے مقابلہ پیش آ گیا۔ انہوں نے ایسی ضرب لگائی کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ لوگوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو انہوں نے معذرت کرنے کی بجائے لوگوں سے سوال کیا:

"تم نے زبیر کو کیسا پایا، بہادر یا بزدل؟"

غرض ماں کی تربیت کا یہ اثر ہوا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہو کر دلاور صف شکن اور ضیغم شجاعت بنے۔

## بری صحبت سے بچایئے

ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے ساتھیوں اور دوستوں نیز جن کے ساتھ وہ اٹھتا بیٹھتا ہے ان کا دھیان رکھے کہ وہ کس قسم کے ہیں، بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ ماں اپنا آرام و سکون لینے کے لیے اپنے بچوں کو باہر کھیلنے کے لیے بھیج دیتی ہے اور باہر اگر بچے جا کر ایسے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگیں جو گالی گلوچ کرتے ہوں یا غلط گفتگو کرتے ہوں یا ان کے ساتھ کھیلنے کے لیے گئے اور وہ ٹی وی دیکھ رہے ہوں تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر ٹی وی دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے بچے پر غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ماں

Marfat.com

اس کی صحیح تربیت کر بھی رہی ہے تو اس کی محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ (سورہ الفرقان: ۲۸)

ترجمہ: وائے خرابی میری، ہائے کس طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوداؤد ترمذی میں ایک حدیث مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھنا چاہیے کس کو دوست بناتا ہے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہم نشینی نہ کرو مگر ایماندار کے ساتھ اور کھانا نہ کھلاؤ مگر پرہیزگار کو۔"

## مسئلہ

بے دین اور بد مذہب کی دوستی اور اس کے ساتھ صحبت و اختلاط و الفت و احترام ممنوع ہے۔

لہٰذا بچے کو بری صحبت سے بچانے کے لیے ماں کو کوشش کرنی چاہیے کہ اگر وہ لڑکا ہو تو وہ ایسے لڑکوں کے ساتھ نہ اٹھے بیٹھے جو ویڈیو کی دوکانوں پر بیٹھے یا ڈبو کی دکان پر بیٹھے ہوں یا اگر لڑکیاں ہوں تو وہ آزاد خیال نہ ہوں اور گندے لباس وغیرہ نہ پہنتی ہوں۔ ایسے بچوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے۔ جن کے گھر کا ماحول اچھا نہ ہو بچے پر غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ اگر بچہ بیوقوف اور غیر ذمہ دار بچوں کے ساتھ اٹھا بیٹھا تو وہ بھی ویسا بن جائے گا، صحبت اور دوستی کا انسان پر بہت جلدی اثر ہوتا ہے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پاک ہے:

المرء علی دین خلیله فلینظر احد کم من یخلل۔ (ترمذی)

ترجمہ: انسان اپنے دوست کا اثر پکڑ لیتا ہے۔اس لیے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:

"بچے کو بُری صحبت سے بچائیں ورنہ وہ ڈھیٹ، بے حیا، چور، دروغ گو، گستاخ اور بے ادب ہو جائے گا اور پھر یہ عادتیں مدتِ دراز تک اس سے ترک نہ ہوں گی۔"

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کے باہر کے ماحول پر نظر رکھے بلکہ اس کو بے جا گھر سے باہر نہ نکلنے دے۔جب بچے کم عمر ہوں تو ان کو عصر تا مغرب کھیلنے دیا جائے اور مغرب کی اذان کے ساتھ ہی وہ گھر پر آجائیں۔لیکن یہ خیال رکھا جائے کہ ان کی دوستی اچھے دوستوں کے ساتھ ہو۔بچے کے دوستوں یا بچی کی سہیلیوں کو بھی پیار اور محبت سے کبھی گھر بلا کر دین کی اچھی اچھی باتیں سمجھائی جائیں اور اس کا ایک حل یہ بھی ہے کہ اپنے بچوں کے ذہن میں برائیوں کی ایسی مذمت اور ایسا نقشہ کھینچ دیں کہ جہاں کہیں وہ برائی کو دیکھے تو خود اس کو محسوس کرلے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا بریلوی فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"بچے کو بُری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ بد سے بدنام بدتر ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۷۶)

ماں کو چاہیے کہ بچے کو ان تمام غلط باتوں سے بچائے اور اس کے ذہن میں برائی کی مذمت بٹھادے۔

مثال کے طور پر بچے کے ذہن میں اگر ماں نے تصویر بنوانے یا بنانے کی مذمت بیان کردی اور اس کا گناہ اور سزا بچے کے دل میں بٹھادی تو اگر وہ ایسا کام ہوتا

Marfat.com

دیکھے گا تو خود اس کو برا جانے گا اور اس سے بچے گا۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچے کے ذہن میں برائی اور بری صحبت کا تصور ہی ایسا بٹھا دے کہ وہ خود بری صحبت سے بچے اور اگر برائی ہوتی دیکھے تو اس کو خود برا خیال کرے۔

بچوں اور بچیوں کو ایک ساتھ نہ کھیلنے دیا جائے نیز سب سے چھپ کر نہ کھیلنے دیا جائے اور جب لڑکے اور لڑکیاں بڑے ہو جائیں تو چاہیے کہ لڑکوں کی دوستی اچھے نیک اور نمازی لڑکوں سے ہو اور لڑکیوں کی دوستی بھی فیشن ایبل لڑکیوں سے نہ ہو بلکہ پردے کی پابند لڑکیوں سے ہو۔

## اچھا ماحول فراہم کرے

بچے کا دل و دماغ دراصل ایک بے داغ صاف وشفاف آئینہ ہوتا ہے۔ جس پر ماحول کا اثر مرتب ہوتا ہے۔

ذِهْنُ الصَّبِيِّ كَنَقْشِ الْحَجَرِ۔

ترجمہ: بچے کا ذہن پتھر پر لکیر کہا گیا ہے۔

ان شفاف آئینوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھرنے کے لیے اور شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ انہیں اچھا ماحول فراہم کیا جائے، کیونکہ اس کی شخصیت کو نکھارنے میں اس کے اردگرد کے ماحول کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر ماں خود بچے کو اچھی تربیت کرنے میں کامیاب ہو بھی گئی اور اس نے بچے کے لیے اچھا ماحول فراہم کرنے کے لیے کوشش نہیں کی تو اس کی محنت ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے ماں کو چاہیے کہ وہ خود بھی اچھے ماحول سے اپنا تعلق رکھے اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بھی اچھے ماحول سے وابستہ رکھے۔

اچھے ماحول کے لیے چاہیے کہ گھر میں ماں ایسا ماحول بنائے جو نیکی اور

Marfat.com

پرہیزگاری کا آئینہ دار ہو۔

## اچھی کتابوں کے مطالعہ کا عادی بنائیں

بچوں کی عموماً عادت ہوتی ہے کہ جب تھوڑا اردو وغیرہ پڑھنا سیکھ لیتے ہیں تو اپنے دوستوں یا دوکانوں وغیرہ سے خرید کر کہانیوں وغیرہ کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ وہ اکثر جھوٹ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان میں عموماً غلط باتیں بھی ہوتی ہیں نیز اللہ عزوجل سے اور اپنے دین سے غفلت پیدا کرنے کا سبب بھی بنتی ہیں۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ وہ ایسے وقت میں خیال رکھے اور اپنے بچے کے لیے اچھا علمی مواد مہیا کرے اور بچے کو آسان زبان میں لکھی گئی انبیائے کرام، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کی سیرت کے موضوع کی کتابیں پڑھنے کے لیے دے۔

نیز جب لڑکا اور لڑکی بلوغت کی عمر میں پہنچیں تو باپ لڑکوں اور ماں لڑکیوں کو شرعی مسئلے جو ان کو درپیش آنے والے ہوں کے موضوع پر لکھی گئی کتب پڑھنے کے لیے دیں۔ ان کو وضو، غسل اور روزے کے مسائل بھی سکھائیں۔ وضو، غسل وغیرہ کے مسائل سمجھے کے لیے "رسائل عطاریہ" کا مطالعہ کیا جائے اور لڑکیوں کی نماز درست کروانے کے لیے انہیں "عورتوں کی نماز مع جدید سائنسی تحقیقات" پڑھنے کے لیے دی جائے۔

خاص لڑکیوں کے لیے یہ ہدایت ماں ذہن میں رکھے کہ ان کو ڈائجسٹ اور ناول وغیرہ نہ پڑھنے دے کہ یہ چیزیں لڑکیوں کو خیالوں کی دنیا میں مگن کر دیتی ہیں اور ان کی شخصیت و کردار کو تباہ کر دیتی ہیں لہٰذا ماں اس معاملے میں اپنی بیٹی پر سختی کرے اور اگر ان کو یہ پڑھتے ہوئے دیکھے تو پیار سے سمجھائے اگر نہ سمجھے تو مناسب سزا دے۔

بچوں کو جنسی جذبات کے بھڑکانے والی آفات سے بچایا جائے۔ جیسے فحش تصویریں دیکھنا، عشقیہ ناول پڑھنا، عشقیہ غزلیں پڑھنا، گانے سننا اور افسانوں وغیرہ کی آفت میں مبتلا ہونا، کیونکہ یہ چیزیں انسان کو اپنے فریضے سے غافل کر دیتی ہیں اور ذہن

Marfat.com

کو پراگندہ کر دیتی ہیں۔

نیز ان کی زیادتی سے انسان ان کا غلام بن کر رہ جاتا ہے اور بہت سے دینی و دنیاوی امور سے غافل رہ جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"بچوں کو کتب عشقیہ و غزلیات فسقیہ دیکھنے نہ دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۷۶)

## غصہ کرنے سے بچائیے

بچہ ایک ایسا سرمایہ ہے جس کی اگر ماں نے تھوڑی توجہ اور محنت سے صحیح تربیت کر دی تو یہ سرمایہ اس کے دنیا و آخرت میں کام آئے گا۔ واقعی ماں کی تھوڑی سی کوشش بچے کو معاشرے میں اعلیٰ مقام دلائے گی، نیز اس بچے کی اچھی عادات و اوصاف اُس ماں کے نام کو روشن کرنے کا بھی سبب بنیں گی۔ اس لیے ماں کو چاہیے کہ اپنے اندر اور بچے کے اندر اچھے اوصاف پیدا کرے اور بُری عادت کو ختم کرنے کی کوشش کرے جو بچے کی شخصیت میں بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔ ان بگاڑ پیدا کرنے والی عادتوں میں ایک عادت "غصہ" کرنا بھی ہے، کیونکہ غصہ نہ صرف شخصیت کو بگاڑ دیتا ہے، بلکہ اُس بندے کی عزت کو بھی گرانے کا باعث بنتا ہے۔ نیز اس سے بہت سے بنے ہوئے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اس لیے ضرور اپنے بچے کو غصے کی مذمت کے بارے میں آگاہ کر دے اور اس کو بتائے کہ غصہ پینے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ (سورہ آلِ عمران: ۱۳۴)

ترجمہ: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

اسی طرح کثیر احادیث مبارکہ میں غصے کرنے کی مذمت اور غصہ نہ کرنے پر فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ ذیل کی روایات سے ثابت ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کسی بندے نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصے کے گھونٹ سے افضل کوئی گھونٹ نہیں پیا۔ جس کو وہ رضائے الٰہی کے لیے پیئے۔" (احمد)

حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے، لہٰذا جب تم میں کسی کو غصہ آئے تو وضو کرلیا کرے۔" (ابوداؤد)

معاذ بن انس نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو اپنے غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے مطابق کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے سرداروں میں بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔" (ابوداؤد در ریاض الصالحین مترجم صفحہ ۸۸ جلد اول)

بہز بن حکم، ان کے والد ماجد، ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے، جیسے ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔"

Marfat.com

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کے اندر غصہ نہ کرنے کی صفت پیدا کرے۔ اس کے لیے خود ماں اور گھر کے دیگر افراد غصہ کرنے سے بچیں، کیونکہ اگر ماں باپ اور اس کے بڑے، غصہ، تند مزاجی اور چڑچڑے پن کا مظاہرہ کریں گے تو بچے کے اندر بھی یہ عادتیں جڑ پکڑیں گی، لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچہ کو غصہ سے بچنے کی فضیلتیں بتائے، اس کے اندر معاف کرنے کا جذبہ بیدار کرے، غصہ کے دنیاوی و اُخروی نقصانات سے آگاہ کرے۔

ہمارے سلف صالحین کا اپنے بچوں کو غصے سے بچانے کے لیے نصیحت کا بڑا پیارا انداز ہوتا تھا جیسا کہ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے۔

ایک مرتبہ ہارون الرشید کا ایک بیٹا غصے میں بھرا ہوا باپ کے پاس آیا، اور کہا کہ فلاں سپاہی کے لڑکے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ ہارون الرشید نے ارکانِ دولت سے پوچھا کہ ایسے آدمی کو کیا سزا دینی چاہیے۔ ایک نے زبان کاٹنے کی رائے دی۔ ایک دوسرے نے جائداد کی ضبطی اور ملک بدر کرنے کی سزا تجویز کی اور ایک نے قتل کا مشورہ دیا۔

ہارون الرشید نے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے بیٹے؟ اگر تو اسے معاف کر دے تو تیری مہربانی ہے اور اگر نہیں کر سکتا تو تو بھی اس کی ماں کی گالی دے دے، لیکن حد سے تجاوز نہ کرنا۔ ورنہ پھر تیری طرف سے ظلم ہوگا اور دوسری کی طرف سے دعویٰ۔"

زمردست آں بنزدیک خرد مند
کہ باپیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس ست از روئے تحقیق
کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

Marfat.com

ترجمہ: عقلمند کے نزدیک مرد وہ نہیں جو مست ہاتھی سے لڑے۔ ہاں تحقیق کی رو سے مرد وہ ہے کہ جب اس کو غصہ آئے تو واہی تباہی نہ بکے۔ (حکایاتِ سعدی)

بچہ کو غصہ اس وقت آتا ہے کہ جب وہ کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اسے نہ کرنے دیا جائے۔ اگر اس کام میں بچے کے لیے کوئی قباحت نہیں ہے تو اسے یہ کام کرنے دیا جائے، کیونکہ غصہ ایک ایسی چیز ہے کہ جہاں اس کا دینی نقصان ہے، وہیں جسمانی نقصان بھی ہے کہ جب بچہ غصہ کرتا ہے یا ناراض ہوتا ہے تو اس کے جسم میں سے ایک طرح کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب یہ توانائی اور قوت بار بار پیدا ہوتی ہے۔ بروقت قوت کے بے جا صرف سے جسمانی کمزوری پیدا ہوتی ہے، نیز بچہ میں ضد اور چڑچڑا پن پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو بہترین اوصاف سے متصف کرے۔

## حسد کرنے سے بچائیے

چونکہ اولاد کی تربیت ایک صبر آزما کام ہے، لہٰذا اس کے دوران متعدد حوصلہ شکن مقامات بھی آتے ہیں۔ عورت کو چاہیے کہ ان مواقع پر وہ اللہ عزوجل سے مدد مانگ کر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرکے ہوش مندی کے ساتھ بچے کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے اس کی تربیت پر توجہ دے، کیونکہ بچے کی تربیت اس کے لیے نوافل میں مشغولیت سے بہتر ہے۔

ان مواقع میں سے ایک موقع وہ ہے کہ جب اس کا ایک بچہ چھوٹا ہے اور دوسرے بچے کی آمد ہو۔ ایسے موقع پر طبیعت کی گیرانی بھی ہوتی ہے۔ جذباتی کیفیات بھی تبدیل ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا عورت کو چاہیے کہ اپنے بچے کی تربیت سے غافل نہ ہو اور پھر اس وقت یہ

معاملہ اور بھی زیادہ مشکل مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب نئے بچے کی آمد ہو جاتی ہے کہ سب اس سے پیار اور محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ اس کو گود میں اٹھاتے ہیں۔ پیار کرتے ہیں۔ اس کے لیے کھلونے اور دوسری چیزیں لاتے ہیں۔ ماں بھی اس کو بھرپور وقت دیتی ہے اور پہلے کو نظر انداز کر دیتی ہے اور یوں ماں کے غلط رویے کی وجہ سے اس بچے کے اندر حسد کے جراثیم پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور یہ بچہ احساسِ محرومی کا شکار ہو کر اس نئے بچے سے حسد کرنے لگ جاتا ہے۔

کیونکہ اس بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ یہ سب میرے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں۔ یہ اس بچے کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ یہ سوچ بچے کے اندر حسد کا مادہ پیدا کرتی ہے۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ ایسے موقع پر سمجھداری کا ثبوت دے اور اپنے بچے کی شخصیت کو بکھرنے سے بچائے اور اس کو متوازن شخصیت کا مالک بنانے کے لیے دونوں پر اعتدال سے توجہ دے۔

کیونکہ عموماً گھریلو ناچاقیاں غیر منصفانہ رویوں سے پیدا ہوتی ہیں اور ماں باپ محبت دینے میں کمی یا زیادتی کا معاملہ کریں تو بچوں میں بھی ایک دوسرے سے تنفر پیدا ہوتا ہے۔

اس طرح بھائی بہنوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ متناسب رویہ رکھنا چاہیے، کیونکہ کسی کو کم یا کسی کو زیادہ چاہنے والا معاملہ بہن بھائیوں میں انتشار کا سبب بنتا ہے۔ اس سے خاندان بکھر جاتا ہے۔ آپس میں بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور یوں شخصیت بھی مجروح ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے کے باعث گناہ گار بھی ٹھہرتے ہیں۔

## اللہ عزوجل کا خوف پیدا کرے

ماں اپنے بچے کی تربیت کے دوران اس میں خوفِ خدا پیدا کرنے میں کامیاب

ہو گئی تو اس کا بچہ خود بخود بہت سے گناہوں اور خود اس کی نافرمانی سے بھی بچ جائے گا۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچے کے ذہن و دل میں یہ بات نقش کر دے کہ ہمارا خالق ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح ان شاء اللہ عزوجل وہ خرابیوں سے محفوظ رہیں گے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

(سورہ البینہ:۸)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝۴۶ (سورہ رحمٰن:۴۶)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

نیز احادیث مبارکہ میں خوف خدا کے متعلق ارشاد فرمایا گیا۔

آقا ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

"مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں دو خوف اور دو امن ایک بندے میں جمع نہیں کروں گا، یعنی اگر کوئی شخص دنیا میں مجھ سے ڈرے گا آخرت میں اس کو بے فکر کر دوں گا اور اگر دنیا میں وہ بے فکر رہے گا تو قیامت کے دن اس کو خوف میں رکھوں گا۔"

حضور سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا:

"جو کوئی خدا سے ڈرے تمام مخلوق اس سے ڈرے گی اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرے گا تو حق تعالیٰ تمام مخلوق کا ڈر اس کے دل میں ڈال دے گا۔"

Marfat.com

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے دل میں یہ بات راسخ کرے کہ کسی بھی معاملے میں اسے مخلوق سے ڈرنے کے بجائے اپنے مولیٰ عزوجل سے ڈرنا ہے۔ کیونکہ اس کے تمام معاملات کی خیر و بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے۔

جیسا کہ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سہل تستری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں تین برس کا ہوا تو ماموں جان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فقرہ پڑھنے کے لیے دیا:

"اللہ دیکھ رہا ہے اور اللہ میرے ساتھ ہے۔"

یہ پہلے سات مرتبہ پھر بتدریج اس میں اضافہ کرتے گئے، یہاں تک کہ یہ جملہ میرے ذہن میں راسخ ہو گیا کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور ہر وقت میرے ساتھ ہے اور میں اکیلا ہوں ہی نہیں۔

اسی طرح ان کو رب تبارک و تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی اور آہستہ آہستہ ترقی ہو گئی اور اتنے مقبول ہو گئے کہ کئی کئی ماہ تک بغیر کھائے پیئے گزارہ کرتے تھے۔ کھانے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۷)

پس ایک ماں اگر اپنے بچے کو یہ سکھائے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے۔ اسے میرے تمام کاموں کی خبر ہے تو بچہ کے اندر منفی جذبات جنم نہیں لیں گے۔

اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ بچہ کسی بھی معاملے میں اپنی ماں سے جھوٹ نہیں بولے گا کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ وہ اس بات سے خوف محسوس کرے گا۔ اس کے علاوہ خیانت نہیں کرے گا، نیز ہر قسم کے جرم و گناہ کے وقت اس کے ذہن میں یہ بات گردش کرے گی کہ میں اکیلا نہیں ہوں۔ میرے رب کو میرے اس کام کی خبر ہے۔

## توکل علی اللہ

اللہ عزوجل پر توکل ایک ایسا وصف ہے جو بڑے سے بڑے مشکل حالات میں بھی بندے کو پست ہمت نہیں ہونے دیتا۔

Marfat.com

جتنے بھی زندہ جاوید انسان گزرے ہیں۔ وہ ماؤں ہی کی تربیت کا نتیجہ ہیں۔

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ ماں خود بھی باکردار، بااخلاق، کامل ایمان والی اور یقین راسخ کی حامل ہو اور اپنے بچے کو بھی اللہ عزوجل کی ذات پر سچا توکل کرنے والا بنائے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (سورہ طلاق: ۳)

ترجمہ: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ (سورہ آلِ عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

نیز احادیث مبارکہ میں توکل کی بہت تاکید آئی ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (ریاض الصالحین مترجم جلد اول صفحہ ۶۶)

ترجمہ: حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

"اگر اللہ پر جیسا چاہیے ویسا توکل کرو تو تم کو ایسا رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں روایت ہے:

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھا۔ تو فرمایا:

Marfat.com

"اے لڑکے حقوقِ الٰہی کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو اور یقین رکھو کہ اگر پوری امت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی اور اگر اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا دیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر اتنا جو اللہ نے لکھ دیا، قلم اٹھا چکے دفتر خشک ہو چکے۔" (ترمذی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق توکل یہ ہے کہ فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو جانے، بعض نے فرمایا کہ کسب کرنا اور نتیجہ اللہ پر چھوڑنا حق توکل ہے۔ جسم کو کام پر لگائے، دل کو اللہ سے وابستہ رکھے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ اللہ پر توکل کرنے والے بھوکے نہیں مرتے۔

رزق نہ رکھیں ساتھ میں پنچھی اور درویش
جن کا رب پر آسرا ان کو رزق ہمیش

(مراۃ المناجیح جلد ۷ صفحہ ۱۱۳)

شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ جو توکل کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ یہ ان کی پیاری ماں کا خاص اللہ تبارک و تعالیٰ سے تعلق کا نتیجہ تھا۔ جس نے بیٹے کو اتنا زبردست متوکل بنا دیا تھا۔ آپ خود ایسی زبردست اللہ پر توکل رکھنے والی خاتون تھیں کہ جب آپ کو زندگی میں کوئی ضرورت ہوتی تو پانچ سو مرتبہ درود پاک پڑھ کر دعا مانگتیں اور جو چاہتیں مل جاتا تھا۔ نیز آپ کو اللہ عزوجل کی ذات پر ایسا زبردست توکل اور اعتماد تھا کہ جب آپ کے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو آپ اپنے ننھے صاحبزادے سے فرماتیں:

"بیٹا ہم آج اللہ کے مہمان ہیں۔"

Marfat.com

خود حضرت فرماتے ہیں کہ ان کی اس بات سے ایک خاص ذوق حاصل ہوتا ہے اور فرماتے ہیں کہ اچانک کوئی ایک آدمی ایک اشرفی کا غلہ ہمارے گھر ڈال گیا اور اتنے دنوں تک چلا کہ اس کے ختم نہ ہونے سے میں تنگ آ گیا اور اس ذوق کا منتظر تھا کہ والدہ فرمائیں:

"بیٹا ہم آج اللہ کے مہمان ہیں۔"

کیونکہ ان کی اس بات سے جو ذوق وسکون ملا اس کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔

ایسی پیاری ماں کو اللہ تعالیٰ نے ایسا زبردست مقام عطا فرمایا کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی ضرورت پڑتی ہے میں اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پر جا کر عرض کرتا ہوں اور میرا وہ کام ایک ہفتے کے اندر اندر ہو جاتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اس کو ایک مہینہ لگے۔

نیز یہی اس پیاری ماں کی تربیت تھی کہ شیخ نظام الدین اللہ تعالیٰ پر بہت توکل کرنے والے تھے۔

ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ عائشہ نامی ایک خاتون بڑی ہی عبادت گزار تھیں وہ اپنی لڑکی سے فرمایا کرتی تھیں:

"فنا ہونے والی چیزوں سے خوش نہ ہوا کرو اور چلی جانے والی چیزوں پر پریشان مت ہو۔ خدا کی اطاعت وعبادت میں خوشی محسوس کرو اور ڈرتی رہو کہیں اللہ کی نگاہوں سے نہ گر جاؤ۔"

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی تھی۔ اس کا رشتہ ایک بادشاہ نے مانگا لیکن انہوں نے منظور نہ کیا۔ ایک دن شاہ شجاع علیہ الرحمہ نے ایک غریب لڑکے کو دیکھا جو نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ لڑکا نماز سے فارغ ہوا تو آپ

Marfat.com

اسے اپنے ہمراہ شاہی محل میں لے کر آئے اور اسی وقت اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا۔

شہزادی رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئی، تو اس نے ایک سوکھی روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر پوچھا:

"یہ کیا ہے؟"

لڑکے نے کہا:

"رات بچ رہی تھی اور روزہ افطار کرنے کے لیے رکھ لی ہے۔"

یہ سن کر وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹی۔ لڑکا بولا:

"میں پہلے ہی جانتا تھا۔ بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غربت و ناداری پر کیوں راضی ہوگی۔"

وہ بولی: "بادشاہ کی بیٹی غربت و ناداری پر ناراض نہیں ہے، بلکہ اس لیے ناراض ہے کہ تم کو خدا پر بھروسہ نہیں اور مجھے اپنے والد پر بھی تعجب ہے کہ مجھ سے تمہارے متعلق یہ کہا کہ یہ لڑکا بڑا نیک اور پارسا نوجوان ہے، بھلا جس کو خدا پر بھروسہ نہ ہو وہ نیک اور پارسا کیسے ہوسکتا ہے؟"

نوجوان عذر کرنے لگا۔ وہ بولی:

"عذر تو میں جانتی نہیں۔ یا تو گھر میں میں رہوں گی یا روٹی رہے گی۔"

نوجوان نے فوراً وہ روٹی خیرات کر دی۔ (سرمایہ آخرت صفحہ ۴۰)

## قناعت

قناعت بہت پیاری دولت ہے کہ جس سے انسان کی زندگی میں ٹھہراؤ اور سکون آتا ہے ایک ماں کو چاہیے کہ وہ خود اس صفت سے متصف ہو اور اپنے بچے کے اندر بھی یہ جذبہ پیدا کرے کہ اس سے رزق حرام کا دروازہ بند ہو جائے گا اور بچے خود سادہ

طرزِ زندگی کے عادی ہو جائیں گے۔

لیکن افسوس! عورت قناعت پسندی چھوڑ کر فیشن پسندی کی دوڑ میں ایسی بھاگ رہی ہے کہ اس نے شوہر کو کمائی پر لگا دیا ہے۔ بچوں کو دنیا کے لوازمات کا عادی بنا دیا اور خود بچوں کی تربیت سے غافل ہو کر (Life Enjoy) زندگی کا اصل مقصد بنالیا ہے۔

بچوں کو ڈبوں کا دودھ پلانا، خود سیر و تفریح کرنا اور جدید تراش خراش کے لباس سے خود کو مزین کر کے اپنے آپ کو اسمارٹ کہلوانے کے اس شوق نے اس کی اولاد کے سامنے اس کی شخصیت مسخ کر دی ہے اور یہی اثر بچے پر بھی پڑ رہا ہے، کیونکہ بچے اپنے اردگرد سے خصوصاً اپنی ماں کو دیکھ کر بہت کچھ سیکھتا ہے۔

اسے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنے کی دھن اور غلط معیارِ زندگی نے سب کو بے سکون کر دیا ہے۔ اس صورت حال میں قناعت ہی وہ صفت ہے جو اس افراتفری کو ختم کرنے کا سبب ہے۔

اگر دنیا کا مال و دولت سمیٹنے کے بجائے نیکیاں سمیٹنے میں حریص ہو جائیں تو آخرت میں بے شمار انعامات کے حقدار ٹھہر جائیں۔

نیز چونکہ عورتیں مال و دولت کی حریص ہونے کی وجہ سے اپنے شوہروں کو حرام کی طرف رخ کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور ان کو دیکھ کر بچے بھی اپنے ماں باپ سے نت نئی فرمائشیں کرتے رہتے ہیں، اور یوں وہ نادان باپ بھی ان کی یہ ناجائز خواہشات پوری کرنے کے لیے حرام لا کر بچوں کو کھلاتا ہے اور اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے دوزخ کی آگ کا سماں کرتا ہے۔

## ایثار

اگر ماں توجہ اور محنت کے ساتھ اپنے بچے کی صحیح تربیت کرنے میں کامیاب ہو گئی تو یہ بات بلا تامل کہی جا سکتی ہے کہ اس کی گود سے ولی پیدا ہو سکتے ہیں، کیونکہ آغوشِ

Marfat.com

مادر ہی وہ بہترین کارخانہ ہے جہاں سے انسان ڈھل کر نکلتے ہیں لہٰذا ماں اپنی اولاد پر جتنی محنت کرے گی اتنا ہی اس کا بچہ اچھے انسان میں ڈھلے گا ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کے اندر "ایثار" کا جذبہ پیدا کرے۔ ایثار یہ ہے کہ جو چیز خود پسند ہو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی دوسرے کو دے دی جائے یا راہِ خدا عزوجل میں دے دی جائے اور یہ بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (سورہ آل عمران: ۹۲)

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ "خزائن العرفان" میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"جو مال مسلمان کو محبوب (یعنی پیارا ہو) اور وہ اسے رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرے تو وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو۔" (خزائن العرفان)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے۔ فرمایا:

"شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ کروں۔" (مدارک)

نیز ایک روایت میں ایثار کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں:

"اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! کوئی شخص ایسا نہیں کہ اگر عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی ایثار کرلے تو میں اس سے حساب طلب کرتے ہوئے حیا نہ فرماؤں

Marfat.com

کہ اس کا مقام جنت ہے اور اس کے جس حصے میں وہ رہنا پسند
کرے رہ سکتا ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایثار کو اہلِ مدینہ کا وصف قرار دیا ہے کیونکہ مسلمان جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو انصار نے خود ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر لحاظ سے مدد کی۔ اس لیے اللہ عزوجل کو ان کا ایثار بہت پسند آیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ الحشر:۹)

ترجمہ: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کو جو دیے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہے۔

اس آیت کی شانِ نزول کے بارے میں ایک روایت اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مہمان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بہت بھوکا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاشانۂ نبوت سے پتہ کروایا تو ہر گھر سے جواب آیا کہ پانی کے سوا کچھ بھی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص آج کی رات اس شخص کو اپنا مہمان بنائے گا اللہ عزوجل

Marfat.com

اس پر رحم فرمائے گا۔"

ایک انصاری کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا:

"حضور میں ان کو اپنا مہمان بناؤں گا۔"

اور اجنبی کو اپنے گھر لے گئے بیٹھک میں مہمان کو بٹھایا اور گھر میں جا کر اپنی اہلیہ سے دریافت کیا:

"گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟"

بیوی نے کہا: "صرف بچوں کا کھانا ہے۔"

صرف ایک لمحے کا توقف ہوا۔ بیوی سے کہا:

"بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔"

"مگر اس سے بھی تو کام نہیں بنے گا۔"

بیوی نے کہا:

"اس لیے کہ ہمارے رواج کے مطابق میزبان کو مہمان کے ساتھ کھانا کھانا پڑتا ہے اور کھانا صرف ایک آدمی کو کفایت کر سکتا ہے۔"

انصاری سوچ میں پڑ گئے۔ ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ ایک بہت اچھی ترکیب ذہن میں آئی۔ بیوی سے کہا:

"نیک بخت! ایک تدبیر کرو وہ یہ کہ جب دسترخوان پر کھانا لگا دیا جائے تو چراغ کی بتی ٹھیک کرنے کے بہانے چراغ بجھا دے پھر میں سب سنبھال لوں گا۔"

بیوی نے کہا: "ٹھیک ہے۔"

دسترخوان پر کھانا لگا دیا گیا۔ میزبان نے مہمان کو دعوتِ طعام دی جب بھوکا مہمان دسترخوان پر بیٹھ گیا تو انصاری نے اپنی بیوی سے کہا:

Marfat.com

"خدا کی بندی! ذرا چراغ تو ٹھیک کر دے، صحیح طور پر لو نہیں دے رہا ہے۔"

بات تو پہلے سے طے شدہ تھی۔ بیوی نے چراغ کی بتی درست کرنے کے بہانے سے ہاتھ بڑھایا اور کمرہ تاریک تھا۔ میزبان نے کہا:

"اللہ کے بندے کھانا شروع کر دیں۔ دوبارہ چراغ جلانے اور بتی کو درست کرنے میں کافی دیر ہو جائے گی۔"

مہمان نے عرب کے رواج کے مطابق کہا:

"پہلے آپ بسم اللہ فرمائیں۔"

اور میزبان نے شروع کر دیا مگر کھانا کہاں شروع کیا۔ یہ تو صرف کھانا کھانے کی آواز تھی، جو انصاری کے منہ سے نکل رہی تھی۔ مہمان کھانے میں مصروف رہا اور غریب سمجھتا رہا کہ میزبان بھی شریکِ طعام ہے۔ انصاری بھوکا بھی ہے اور دستر خوان پر کھانا بھی رکھا ہوا ہے، مگر مجال نہیں کہ ایک لقمہ منہ میں چلا جائے صرف منہ سے کھانا کھانے کی آواز نکل رہی ہے۔ بشریت کا کمال اور ایثار کا ایک ایسا نمونہ ظاہر ہوا ہے جس کی مثال تاریخِ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اپنی بھوک کو مار رہا ہے، اپنی خواہشات کو کچل رہا ہے۔ ایک مومن بھائی شکم سیر ہو جائے بھوک سے بلکتے بچے اب سو چکے ہیں۔ ماں کی ممتا بھی آڑے نہ آئی کہ مومنانہ کردار کے اظہار کا موقع ہے۔ وہ مومن ہی کیا جو اپنے بھائی کے لیے ایثار نہ کرے اپنی خواہشات اپنی طلب اور طبعی اور فطری تقاضوں پر اپنے بھائی کی خواہشات اور طلب کو ترجیح نہ دے۔

انصاری کی بھوک ماں کی ممتا اور خاندان کے آرام کی خواہش۔ سب ٹھٹھک کر کھڑے ہیں کہ تقاضائے ایمان آڑے آ گیا ہے۔ مہمان شکم سیر ہو گیا اور دستر خوان اٹھا لیا گیا تو چراغ کی لو بھی ٹھیک ہو گئی اور مکان کا حجرہ بھی روشن ہو گیا، مگر حجرے سے زیادہ انصاری کا سینہ اور اس کی نیک بخت بیوی کا دل نورِ ایمان سے منور تھا۔ صبح ہوئی انصاری

Marfat.com

اپنے مہمان کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا۔ مسلم شریف میں ہے کہ نماز کے بعد سرورِ کونین ﷺ انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"رات تم نے جس حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا۔" (سنی فضائل اعمال صفحہ نمبر ۸۸۸)

## صدقہ وخیرات کی عادت ڈلوائیے

سخاوت ایک ایسا وصف ہے کہ جو بندے کو سب کے نزدیک پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ سخی کو ہر کوئی محبوب رکھتا ہے اور اس کی درازیٔ عمر کی دعائیں کرتا ہے۔

اس لیے ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کی طبیعت میں یہ جوہر ضرور پیدا کرے کہ وہ صدقہ وخیرات کا عادی بنے۔

اک اچھی ماں کو چاہیے کہ بچے کے اندر سخاوت جیسا وصف ضرور پیدا کرے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ (سورہ الحدید:۱۸)

ترجمہ: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی صدقہ کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ صدقہ، خیرات اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بلاشبہ صدقہ (خیرات) کرنے والے سے صدقہ قبر کی گرمی کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور مومن قیامت کے دن اپنے صدقے (خیرات) میں دیے ہوئے مال ومتاع کے سایہ ہی میں ہوگا۔"

سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا:

"جو رزق تجھے عطا کیا گیا ہے اسے چھپا کر نہ رکھ اور جو کچھ تجھ سے مانگا جائے اس میں بخل سے کام نہ لے۔"

میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیسے ہوسکے گا؟"

فرمایا: "یا تو یہ روش اختیار کرنی ہوگی یا جہنم کا ایندھن بننا ہوگا۔"

لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچے کے اندر بخل اور مال سے محبت جیسی خراب عادتیں نہ پیدا ہونے دے، بلکہ سخاوت، ایثار جیسے اچھے اور ستھرے جذبات پیدا کرے اس مقصد کے لیے ماں کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً بچے کے ہاتھ سے صدقہ خیرات کراتی رہے، تاکہ بچے کے اندر کسی کو اپنا مال دینے کے جذبات پیدا ہوں۔

اس کے علاوہ بچوں کو اپنے روپے پیسے گن گن کر رکھنے نہ دیں۔ اس سے بچے کے اندر مال کی ہوس مال کی محبت پیدا ہوگی، عموماً دیکھا گیا ہے کہ بچے عیدی یا پیسے گنتے ہیں سنبھال کر رکھتے ہیں۔ ان کے اندر عیدی کے مزید ملنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اگر کوئی ان سے یہ پیسے مانگے تو ہرگز دینا پسند نہیں کرتے۔

لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ بچوں کے اندر گننے اور جوڑنے کی عادت نہ پیدا ہونے دیں۔

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ شیخ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے کہا اس کا واقعہ یہ ہے کہ

Marfat.com

میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں۔ میری پیدائش کے وقت ہی سے ان کی یہ عادت تھی جس بستر میں سوتا تھا اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھیں اور صبح میری طرف سے اس روٹی کا صدقہ کر دیا کرتی تھیں اور میں بھی اب تک ایسا ہی کر رہا ہوں یہ سن کر وزیر ابن الفرت نے کہا:

"میں تم سے بہت بدظن تھا اور گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کر رہا ہوں تاکہ تم کو گرفتار کر سکوں مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال کی مانند روٹی رہتی تھی جس سے میرا تیر تم کو نہیں لگتا تھا۔"

## لڑکی کی تعلیم وتربیت

ماں کو چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دے کیونکہ اگر بچی نیک سلجھی ہوئی اچھے اوصاف کی حامل اور سلیقہ مند ہوگی تو سب ماں ہی کی تعریف کریں گے، کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اگر لڑکی سے کوئی غلطی ہو جائے تو سب فوراً ہی کہتے ہیں کہ تمہاری ماں نے تمہیں یہی سکھایا ہے۔

لڑکی کو شروع سے ہی نماز کی پابندی کا درس دیا جائے کہ اگر بچپن ہی سے نماز کی پابندی سکھادی تو ان شاء اللہ عزوجل بڑی ہو کر بھی وہ نماز کی پابندی کرے گی۔

نیز اس کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالے اور امور خانہ داری سے متعلق چیزیں اس کو ضرور سکھائے اور ان کے اندر صبر وضبط اور تحمل پیدا کیا جائے کہ اگر بیٹی کی زبان دراز ہوگی تو وہ اگلے گھر جا کر ایسے ہی تیز زبانی کا مظاہرہ کرے گی اور یوں دکھی اور پریشان رہے گی۔

اسی طرح مائیں بعض اوقات بیٹی کو یوں بھی خراب کر دیتی ہیں کہ اگر گھر میں بہو ہو تو بیٹی کو کام کرنے نہیں دیا جاتا اور پھر جب وہ اپنے سسرال جاتی ہے اور اسے اچانک کام کرنا پڑتا ہے تو وہ پریشان ہو اٹھتی ہے، پھر اسی طرح ماں کا غلط پیار اس کے

لیے مصیبت کا باعث بن جاتا ہے کہ کام میں مہارت نہ ہونے کے سبب سے اسے پریشانی اٹھانا پڑتی ہے۔ لڑکی کے اندر دوسروں کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے نیز بیٹیوں کو زیورات اور کپڑوں ہی میں مشغول نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے ان چیزوں سے روکا جائے لڑکی کو عشقیہ ناول یا کہانیوں سے دور رکھا جائے کہ اس کی ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔

لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اس کو پردے کی تلقین کی جائے تانک جھانک سے بچایا جائے، میک اپ وغیرہ کرنے سے بچایا جائے۔ اس کے اندر شرم وحیا کا مادہ پیدا کیا جائے۔ چھوٹے بہن بھائیوں سے حسنِ سلوک کی ترغیب دی جائے اور بڑوں کا ادب سکھایا جائے۔ بھابھی اور دیگر رشتہ داروں سے حسنِ سلوک سکھایا جائے۔ بہت سی مائیں اپنی بیٹیوں کے ساتھ نندوں اور دیورانیوں وغیرہ کی برائی کرتی رہتی ہیں جس سے ان کے ذہن میں ان رشتوں کے غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ اپنی ماؤں کی نندوں اور دیورانی وغیرہ کو تو ظالم تصور کرتی ہی ہے اور جب شادی ہو کر اپنے گھر جاتی ہے تو اپنے ان رشتوں سے بھی اس کی نہیں بنتی اور اپنی دیورانی، جیٹھانی، نندوں وغیرہ سے اس کی ٹھنی رہتی ہے۔

بیٹی کو گھر کا سلیقہ سکھانا چاہیے گھر گندہ پڑا رہے تو اس سے بھی لڑکیوں کی بدسلیقگی ظاہر ہوتی ہے۔

نیز اس کے نکاح کے لیے دین دار لڑکا ڈھونڈا جائے اور جب شادی کرے تو سسرال والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین کی جائے کہ ساس، نندوں، دیورانی، جیٹھانی وغیرہ کے ساتھ ادب محبت اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کریں گی تو وہ بھی آگے سے اس کا اچھا مظاہرہ پیش کریں گی۔

نیز اگر کوئی غلط بات ہو بھی جائے تو شوہر سے اس کی شکایت نہ کی جائے کیونکہ چغلی لگانا ایک بری عادت ہے اور اس سے ایک بیٹے یا بھائی کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ خاندان میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں اور بسا

Marfat.com

اوقات ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شوہر الٹا بھڑک اٹھے اور اسی کے خلاف ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان بریلوی بیٹی کے حقوق کے بارے میں فرماتے ہیں:

- اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے۔
- اسے سینا، پرونا، کاتنا کھانا پکانا سکھائے۔
- سورہ نور کی تعلیم دے۔
- بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی و خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔
- دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول کے برابر رکھے۔
- جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔
- نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے، نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔
- شادی برات میں جہاں گانا، ناچ ہو، ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے، اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر کو ان پر زنداں کر دے۔ بالا خانوں پر نہ رہنے دے گھر میں لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔
- حتیٰ الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ کر دے۔
- جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے۔
- خبردار خبردار کسی فاسق و فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۴۶)

نیز اپنی بچی کے اندر اگر خوفِ خدا کا جذبہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی تو انشاء

اللہ اس کی نسلیں سدھر جائیں گی۔ اس ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔

آئیے ہم مدینہ منورہ کے عہدِ فاروقی میں ایک یادگار سرد رات میں حاضر ہوتے ہیں اس رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ لوگ اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے اور بستروں میں دھیرے دھیرے رکتی ہوئی اس سرد رات میں گرمی تلاش کر رہے تھے، مگر ایک شخص کو اس کی ذمہ داریوں نے خوفزدہ کیا ہوا تھا اور وہ مدینہ کی خالی گلیوں میں گھومنے نکلا ہوا تھا، اور وہاں سوائے سخت اندھیرے کے اور ٹھٹھرا دینے والی سخت سرد ہوا کی لپٹوں کے آگے کچھ بھی نہ تھا۔ یہ اکیلا شخص رات میں نگہبانی کر رہا تھا کہ شاید کوئی مسافر، بے سہارا، ہو یا کوئی درد سے رات کو جاگتا بیمار ہو یا کوئی بھوکا ہو جو آنتوں کو بھرنے کے لیے کچھ نہ پا سکا ہو یا وہاں کوئی ایسا واقعہ یا رعیت کا کوئی مسئلہ ہو جو اسے معلوم نہ ہو اور یہ شخص اس بکری کے بارے میں بھی جو دریائے فرات کے کنارے رُکی ہوئی ہو، مسئول تھا اور یہ پوچھنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور محاسبہ کرنے والی تھی۔

یہ شخص امیر المؤمنین تھے۔ جی ہاں اس میں تعجب کی کیا بات ہے، یہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ اس تاریک رات میں ان کا گھومنا بہت طویل ہو چکا تھا اور تھکاوٹ ان کے جسم پر طاری ہونے لگی تو یہ ایک چھوٹے سے مکان کی ایک دیوار سے کچھ استراحت کے لیے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے تو اس وقت فجر کی لکیریں ظاہر ہونے کے قریب تھیں۔ اندھیرے کا لشکر اپنی آخری گھڑیاں گن رہا تھا تاکہ وہ دن کی روشنی کے لیے ایک جگہ چھوڑ دے انہی لمحات میں ان کے کانوں میں دو عورتوں کی آواز اس چھوٹے سے گھر کے اندر سے آئی اور یہ گفتگو ایک ماں اور اس کی بیٹی کے درمیان تھی اور بیٹی اپنی ماں سے لڑ رہی تھی اور دودھ میں پانی ملانے سے انکار کر رہی تھی۔ اس کی ماں کہہ رہی تھی:

"دودھ میں پانی ملا دے۔"

تو لڑکی نے کہا: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ میں ملاوٹ کرنے

Marfat.com

سے منع کیا ہے، کیا تم نے کل اس کی منادی (اعلان کرنے والے) کی آواز نہیں سنی تھی؟"

جس نے ملاوٹ سے منع کیا تھا تو اس کی ماں نے کہا:

"عمر رضی اللہ عنہ ہمیں نہیں دیکھ رہا اور نہ ہی اس وقت رات کے آخری پہر اسے ہمارا کچھ معلوم ہے۔"

تو بیٹی نے فوراً جواب دیا:

"امی جان! اگر عمر ہمیں نہیں دیکھ رہا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ کا رب تو ہمیں دیکھ رہا ہے اور میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گی جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا ہو۔"

اس لڑکی کے یہ الفاظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بنے اور انہیں اس لڑکی کے سچ اور ایمان اور خوف من اللہ کے جامع جواب سے تعجب ہوا اور یہ جواب اپنے نفس کی پوشیدہ اور اعلانیہ نگرانی کا مظہر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے مسجد پہنچے نماز پڑھائی اور پھر اپنے گھر واپس آئے اور اس ایمان دار لڑکی کے الفاظ کہ "اگر عمر رضی اللہ عنہ ہمیں نہیں دیکھ رہا تو عمر رضی اللہ عنہ کا رب تو ہمیں دیکھ رہا ہے" ان کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عاصم کو بلایا اور یہ بھی رشتہ کی تلاش میں تھے تو انہوں نے اسے اس لڑکی کے گھر کا پتا دیا اور اسے جو سنا تھا وہ بتایا اور انہوں نے عاصم کو اپنا مشہور قول کہا:

"جاؤ میرے بیٹے اس لڑکی کو نکاح میں لاؤ اور اسے میں مبارک سمجھتا ہوں کہ شاید وہ ایسی اولاد جنے جو عرب کی سردار بنے۔"

عاصم نے اس غریب پرہیزگار لڑکی سے شادی کر لی اس کا نام "عمارہ بنت

Marfat.com

سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ الثقفیؓ" تھا۔ ان سے ایک لڑکی ہوئی جس کا نام "لیلیٰ" رکھا گیا اور اس کی کنیت ام عاصم تھی۔

## جنت کا شوق دلائیں

اپنے بچوں کے دل سے دنیا کی رنگینی، دنیا کے مکانات کی خوبصورتی، دنیا کے کپڑوں کا شوق نکال کر ان کو جنت کی کہانی سنا سنا کر وہاں کا مشتاق بنا دیں۔ انہیں بتائیں کہ جنت ایسی جگہ ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعلیٰ چیزیں تیار کر رکھی ہیں۔

ایسے مکانات ہیں جن کی ایک ایک اینٹ سونے چاندی کی ہے۔ شیشے کے عمدہ محل ہیں۔ جن کے دروازے سونے کے ہیں۔ وہاں کی مٹی مشک دار ہے۔ وہاں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہیں۔ وہاں خدمت کے لیے خادم اور خادمائیں ہیں، نیز وہاں سیر وتفریح کے لیے حسین باغات ہیں جن میں ایسے گھنے درخت ہیں کہ اگر شام تک چلے تو اس کی مسافت پوری نہ ہو۔

پہننے کے لیے خوبصورت حلے ہیں۔ زینت کے لیے بہترین زیورات ہیں۔ اڑنے کے لیے عمدہ سواریاں ہیں، یہاں تک کہ برتن بھی سونے اور چاندی کے ہیں۔ پہننے کے لباس تو حد درجہ نفیس ہیں۔ ایک ایک تار سونے چاندی کی ہوگی جن پر زمرد اور یاقوت ٹنکے ہوں گے۔ نیز نرم ریشم کے خوبصورت لباس ہوں گے۔

ایسی بہترین تفریح گاہیں ہوں گی خوبصورت ساحل سمندر ہوں گے ان سمندروں میں یاقوت کی کشتیاں چلیں گی۔

وہاں جو چیز کھانے کو چاہیں گے پائیں گے۔ خوبصورت بازار ہوں گے جن میں بیش قیمت چیزیں ملیں گی۔ غرض یہ کہ ایک سے ایک بڑھ کر حسین چیز ہوگی۔ وہ نعمتیں ایسی ہوں گی کہ نہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا۔

اس دن دوزخیوں پر بڑی حسرت ہوگی اور اہلِ جنت بے انتہا خوش ہوں

گے وہ اپنے محلوں میں ہوں گے ہر محل اتنا بڑا ہوگا جس میں ستر ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازے کے سامنے ستر ہزار درخت ہوں گے۔ ہر درخت میں ستر ہزار شاخیں ہوں گی۔ ہر شاخ میں ستر ہزار قسم کے پھل ہوں گے۔ ہر پھل کا رنگ خاص ہوگا جو ایک دوسرے سے ملتا جلتا نہ ہوگا۔ درختوں کے تنوں کے درمیان ستر سونے کے تخت ہوں گے ہر تخت کی لمبائی تین سو ہاتھ ہوگی جب جنتی چاہے گا کہ تخت پر بیٹھے تو تخت ایک ہاتھ نیچا ہو جائے گا جب وہ اس پر جم کر بیٹھ جائے گا تو وہ پرواز کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہواؤں میں اڑتا رہے گا۔ اپنے سروں کے اوپر سے جو پھل وہ جنتی کھانا چاہے گا وہ ٹوٹ کر اس کے پاس آجائے گا۔ ہر تخت پر ستر ہزار بستر ہوں گے، اور سندس واستبراق کے گدے اور گاؤ تکیے ہوں گے۔ ہر جنتی مرد وعورت کو دس انگوٹھیاں اور تین کنگن ایک چاندی کا، ایک سونے کا اور ایک تانبے کا پہنایا جائے گا۔ ان کے سروں پر کرامت کے تاج ہوں گے اور کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔

ہر جمعہ کے دن "خطیرۃ الناس" میدان میں ان جنتیوں کو اللہ عزوجل کی طرف سے شاندار دعوت ہوگی جب وہ اس میدان میں شان وشوکت کے ساتھ پہنچیں گے تو فرشتے مرحبا اھلاً وسھلاً کی پکار سے ان کا استقبال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مہمان نوازی ہوگی ان کو ایسا شربت پینے کو دیا جائے گا کہ جس کے ستر رنگ اور ستر ذائقے ہوں گے۔

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا میرے بندوں اور میرے اطاعت گزاروں کو مرحبا! اے میرے فرشتو! انہیں جنتی نغمے سناؤ۔ فرشتے جائیں گے اور جنتی نغمے سنانے والیوں کو لائیں گے جو حور عین ہیں، پھر اللہ تعالیٰ حور عین سے فرمائے گا میرے بندوں کو نغمہ سناؤ۔ جس طرح کہ انہوں نے میری خاطر دنیا کے گانوں سے اپنے کانوں کو بچائے رکھا، انہوں نے میرے ذکر اور میرے کلام کے سننے سے لذت حاصل کی اب ان کی اپنی آوازوں میں میری حمد وثناء سناؤ، تو ان کے لیے حور عین نغمہ سنائیں گی۔ یہ لوگ اس کے سننے سے

Marfat.com

خوش ہو کر مست ہو جائیں گے اور جب وجد سے افاقہ ہوگا اور مطرب سے سیری ہو جائے گی، تو عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم دنیا میں تیرا ذکر اور تیرے کلام عزیز سے محبت رکھتے تھے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا۔ ہاں! بلاشبہ تمہارے لیے جنت میں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارا جی چاہے گا اور تم یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے داؤد! وہ عرض کریں گے۔ لبیک یارب العالمین۔ حق سبحانہ فرمائے گا: اے داؤد! میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ منبر پر کھڑے ہو کر میرے بندوں کو اور میرے محبوبوں کو زبور کی دس سورتیں سناؤ، حضرت داؤد علیہ السلام منبر پر چڑھیں گے اور زبور کی دس سورتیں پڑھیں گے تو اہلِ جنت حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز سے (جو جنتی حورعین سے کہیں زیادہ خوش کن ہوگی) خوش ہوں گے اور اس خوشی میں وہ مست ہو جائیں گے، جب وہ وجد سے افاقہ میں آئیں گے تو حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندو! کیا تم نے اس سے پیاری آواز سنی؟ عرض کریں گے: واللہ نہیں۔ اے ہمارے رب! ہمارے کانوں میں تیرے نبی داؤد علیہ السلام کی آواز کی مانند کا گزر نہیں ہوا۔

اس پر اللہ عزوجل فرمائے گا۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی میں تمہیں ضرور اس سے زیادہ طیب و پیاری آواز سناؤں گا۔

اے میرے حبیب! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منبر پر جلوہ آرا ہو جائیے اور سورہ طٰہٰ و یٰسین کو پڑھیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک، حسن، میں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز سے ستر گنا زیادہ ہوگی، تو تمام اہلِ جنت مست ہو جائیں گے اور ان کے نیچے کی کرسیاں اور عرش کی قندیلیں جھومنے لگیں گی اور فرشتے آپ کے حسنِ صوت سے وجد کرنے لگیں گے اور حورعین اور مسلمان سب جھومنے لگیں گے غرض کہ جنت میں کوئی چیز باقی نہ رہے گی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراتِ طٰہٰ و یٰس کے حسنِ صوت سے مست نہ ہو جائے۔

اللہ عزوجل فرمائے گا، اے میرے محبوبو! کیا تم نے کبھی اس سے زیادہ طیب

Marfat.com

آواز سنی ہے؟ سب عرض کریں گے: اے ہمارے رب! قسم ہے تیرے عزت و جلال کی، جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں اپنے حبیب احمد مجتبیٰ ﷺ کی آواز مبارک سے زیادہ حسین، طیب اور شیریں آواز نہیں سنی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی میں تمہیں ضرور اس سے زیادہ طیب آواز سناؤں گا، تو حق تعالیٰ خود سورہ انعام کو پڑھے گا۔ جب لوگ حق سبحانہ وتعالیٰ کا کلام سنیں گے تو طرب و وجد میں ہوش و ہواس کھو بیٹھیں گے اور تمام فرشتے حجابات، ستور، مقصود، اشجار، حور اور نور کی نہریں مضطرب ہو جائیں گے۔ باغات جھومنے لگیں گے اور کلام عزیز و غفار سے طرب میں تمام اشجار و نہار وجد کرنے لگیں گے جنت وجد میں آ جائے گی اور خوشی سے اس کے ارکان جھومنے لگیں گے اور عرش و کرسی، فرشتے جنبش میں آ جائیں گے اور جنت اور اس کی ہر چیز محبت و اشتیاق میں وارفتہ ہو جائے گی۔

اس کے بعد حق تعالیٰ اپنے وجہ کریم سے حجاباتِ عظمت کو مکشوف (یعنی اٹھائے گا) فرمائے گا اور ندا فرمائے گا۔ میں کون ہوں؟ سب پیکر جمال عرض کریں گے، تو اللہ عزوجل ہمارے رزق کا مالک ہے اس کے جواب میں اللہ عزوجل فرمائے گا۔ اے میرے بندو! میں ''السلام'' ہوں اور تم مسلمان ہو، میں مومن ہوں اور تم مومنون ہو، میں حبیب ہوں اور تم محبوب ہو، یہ میرا کلام ہے تو اسے سنو، یہ میرا نور ہے تو اسے دیکھو، یہ میرا وجہ کریم ہے تو اس کا دیدار کرو۔ اس وقت تمام بندے اللہ عزوجل کے وجہ کریم کی طرف بغیر حجاب و واسطہ کے نظر کریں گے اور جب ان کے چہروں پر حق تعالیٰ کے وجہ کریم کا نور واقعہ ہوگا تو نور سے ان کے چہرے چمکنے لگیں گے اور حق کے نظر کے ساتھ (لطف اندوز) ہوں گے، اور تمام مخلوق تین سو سال تک حق سبحانہ وتعالیٰ کے وجہ کریم کی طرف نگاہیں جما کر کھڑے رہیں گے اور ان میں سے کسی کو طاقت نہ ہوگی کہ وجہ کریم کی طرف نظر کی لذت کی شدت سے پلک پر پلک مار سکیں تو وہ اپنی نظر کی لذت سے اس

Marfat.com

کے جمال میں محو ہوں گے اور ان کی نگاہیں اس کے جمال میں جمی ہوں گے حق سبحانہ تعالیٰ لذیذ خطاب کے ساتھ انہیں مخاطب فرمائے گا اور ان سے کہے گا:

السلام علیکم یا معشر الاحباب۔

تو جتنا چاہو مجھ سے فیضیاب ہولو اور اپنی سیرابی کرلو، آج میں نے تمہارے لیے اپنے وجہ کریم سے حجاب اٹھا دیے ہیں۔ اس کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ ہر ایک کو ایک ایک انار عطا فرمائے گا جس کا پوست سونے کا ہوگا اور اس کے اندر رنگ برنگے حلّے ہوں گے ایک حلہ سبز، ایک حلہ زرد اور ایک حلہ سفید اور ایک حلہ مختلف رنگوں پر سونے کے ساتھ کڑھا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد اپنے حجاب کو پلٹ لے گا اور ان سے فرمائے گا۔ اے میرے بندو! اپنی اپنی منزلوں میں چلے جاؤ۔ میں تم سے راضی وخوش ہوں اور میں نے تمہارے حسن کو ستر گنا بڑھا دیا ہے۔

حق تبارک وتعالیٰ اپنے دیدار سے مشرف کرنے کے لیے کسی کو ہر جمعہ ایک مرتبہ یاد فرمائے گا، اور کسی کو سال میں ایک مرتبہ اور کسی کو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اور کسی کو ہر تین سال میں ایک مرتبہ بلائے گا، اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو ساری مدت میں ایک ہی مرتبہ دیدار نصیب ہوگا۔ یہ فرق ان کی ان منزلوں کے اعتبار سے ہے، جو بارگاہِ الٰہی میں ہیں جیسی انہوں نے دنیا میں حق سے محبت وخدمت گزاری کی ہوگی۔

اب رہے وہ لوگ جن کو ہر جمعہ دیدارِ الٰہی سے مشرف کیا جائے گا وہ ہیں جنہوں نے اپنی جوانیوں کو چکنا چور کیا اور بالغ ہونے کے بعد سے دنیا سے رخصت ہونے کے وقت تک اپنی عمروں کو رب کی اطاعت میں فنا کر دیا۔

## پس اے ماؤں!

اگر آپ نے اپنے بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے پہلے اطاعتِ الٰہی میں مشغول کر دیا اور گناہوں سے کنارہ کش کر دیا کہ لڑکے کو گیارہ برس کا ہونے سے پہلے پہلے

نمازی بنا دیا، سنتوں کا پابند بنا دیا، خوف خدا اور دیگر گناہوں سے بچا دیا اور یوں ہی لڑکی کو اپنے خاندان کے رسم و رواج بالائے طاق رکھتے ہوئے نو سال کی عمر میں برقعہ پہنا دیا، باپردہ بنا دیا اور گناہوں سے بچا دیا تو یوں آپ اپنی اولاد کو رب کریم کے وجہ کریم سے لطف اندوز ہونے والوں میں شامل کر دیا تو ان شاء اللہ عزوجل آپ "کامیاب ماں" بن جائیں گی کہ "کامیاب ماں" ہو تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربیعۃ الرائے پیدا ہوتے ہیں، ماں لبابہ بنتِ حارث ہو تو بیٹا عبداللہ بن عباس ہوتا ہے۔ ماں اسماء بنت ابی بکر ہو تو بیٹا عبداللہ بن زبیر ہوتا ہے ماں اُمِ سلیم ہو تو بیٹا عبداللہ ہوتا ہے ماں اُم عبداللہ ہو تو بیٹا عبداللہ بن مسعود ہوتا ہے۔ ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہو تو بیٹا زبیر بن عوام ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل ہر ماں کو "کامیاب ماں" بنا دے۔ (آمین)

Marfat.com

ضیاء الحدیث
ابیاتِ سلطان باہو
دینی تعلیم
گلدستہ احادیث
قیامت کی نشانیاں
سیدنا امام اعظم
کشف المحجوب
اللہ والیاں
اللہ والے
زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
6 مرکز الاویس (مستا ہوٹل) دربار مارکیٹ ۔ لاہور
Voice: 042-7248657
Mobile: 0300-9467047


Marfat.com